

حَسَنُ الْجُرْدَةَ

فِي

شرح القصيدة البُرْدَةِ



وما

أبو البركات محمد عبد المالك "خان صاحب"

ارسالكم
الارحمة
للعلمين

زاورى پبلشرز

حَسَنُ الْجُرَدَةِ

فِي شَرْحِ الْقَصِيدَةِ الْبُرْدَةِ

مُصَنَّفَهُ

أَبُو الْبَرَكَاتِ مُحَمَّدُ عَبْدِ الْمَلِكِ "خَانِ صَالِحٍ"



زَاوِي پبلشرز

8-C دربار مارکیٹ۔ لاہور

فون 042-7248657 فیکس 042-7112954

Mob: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466

Email: zaviapublishers@yahoo.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2011ء

بار اول 1000

ہدیہ 250

زیر اہتمام نجابت علی ناز

﴿ لیگل ایڈوائزرز ﴾

رائے صلاح الدین کھرل ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

﴿ ملنے کے پتے ﴾

اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5536111

احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5558320

کتاب گھر، کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5552929

مکتبہ بابا فرید، چوک چنی قبر، یاکپتن شریف 0301-7241723

مکتبہ قادریہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی 0213-4944672

مکتبہ برکات المدینہ، بہادر آباد، کراچی 0213-4219324

مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی 0213-2216464

اقراء بک سیلرز، فیصل آباد 041-2626250

مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد 0333-7413467

مکتبہ سخی سلطان، حیدر آباد 0321-3025510

مکتبہ قادریہ، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ 055-4237699

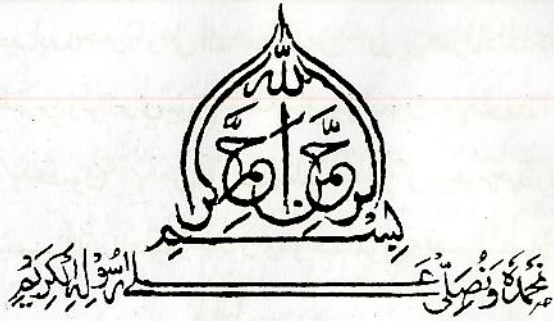
مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف 048-6691763

کتاب خانہ حاجی مشتاق احمد، بوہر گیٹ ملتان 061-4545486

رائل بک کمپنی، کمیٹی چوک، اقبال روڈ، راولپنڈی 051-5541452

علامہ فضل حق پبلیکیشنز دربار مارکیٹ لاہور 0300-4798782

مکتبہ متینویہ، سیفیہ، بہاولپور 0301-7728754



الحمد لله الذي خلق الانسان وعلمه البيان واكرمه بالنطق والتبيان
ليظهر به سرايا الجنان من استار الكتمان على شهود الاعيان وهذا انا
الى سواء السبيل واوهم منا هم الصدق بالبرهان والدليل واعلى
رايات معالم الدين ورفع اعلام الحق واليقين وجعل لنا التوفيق
خير رفيق وبجمله المتين الاعتصام بليق وارسل رسوله بالحق
والهدى فمن تمسك بهديه فقد فاز واهتدى كملت الاسان عن توصيف
كمال وحارت العقول عن ادراك جماله اول شافع ومشفع يوم الدين
كان نبيا وادمر بين الماء والطين منبع الرحمة معدن الكرامة قاعم ابنية
الكفر قاطع اسباب الحجر كاشف ظلمات الضلالة هاد مريناز الجحالة
يعجز عن فهم حقيقة نبوته الادراك صاحب لولاك لما خلقت الافلاك
مقاتل الكفار مجاهد الاشرار صلى الله عليه وسلم واعز الله وكرمه
برقت العيون من ضياء جماله عجزت العقول عن احاطة كماله وعلى اصحابه
الذين هم الى سبيل الفلاح هادون والى سنن النجاح داعون مشاع
الاسلام بذكرتهم من واد غير مرجع الى الصيغ ونافح مسك خلقهم في

الْأَفَاقِ حِينَ بَعْدَ حِينَ ۖ وَعَلَىٰ آلِهِ الطَّاهِرِينَ ۖ الَّذِينَ هُمْ عِمَادُ الْمِلَّةِ وَالَّذِينَ
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدِي يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۖ وَلَا تَحْضُرُ أَحَدًا
بِرُوحٍ وَلَا حِصُونٍ ۖ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۖ وَيَرْجُو رَحْمَةً رَبِّهِ الْكَرِيمِ
حَسْبُنَا اللَّهُ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ۖ وَهُوَ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝

اما بعد

قصیدہ برودہ منظور امام شرف الدین محمد بن سعید بوسیری علیہ الرحمۃ الباقیہ
کہ نصاحت بلاغت اور اخلاص محبت کے لحاظ سے حضور علیہ السلام کی نعت میں آج تک اس شان کا
کوئی قصیدہ نہیں لکھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسکے ایک ایک شعر کا ایک ایک لفظ میں تاثیر ہے اور بعض
شعروں کی تاثیر تو ایسی ثابت ہوئی ہے کہ بڑے بڑے عالمین اور عام لوگوں نے اس کے متعلق متواتر
شہادت دی ہے جس کی نسبت شک کرنا خلاف اخلاص ہے۔ میرے خاندان میں ہمیشہ سے
یہ قصیدہ پڑھا جاتا ہے ۝

اور میں نے بار بار آزمایا ہے کہ یہ حصول حاجات اور دفع مصائب کے لئے تیر بہت ثابت ہوا ہے
میں نے اس میں بھی اس کے برکات نظر فرمائیں ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر لوگوں کے عقائد و اخلاص
میں ضعیف کیا گیا ہے اور وہ کلام الہی اور بزرگوں کے کلام کی تاثیر سے انکار کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ
بزرگان دین کی اس شہادت کو کہ اس کے پڑھنے سے ان کی حاجت بفضل خدا پوری ہو گئی اتفاق پر
محمول کیا جاتا ہے لیکن منکرین اتفاق کے معنی نہیں جانتے جیسا ثابت ہے کہ لاکھوں بلکہ
کروڑوں کے حاجات حاصل ہوئے اور ہزاروں مصائب اس کے پڑھنے سے رفع ہوئے ہیں۔ تو ان کو
اتفاق پر محمول کرنا جہالت اور گمراہی ہے میں نے قصیدہ توشیح کی شرح میں اس کے متعلق
نسلی تجش بحث کی ہے اور اس عوی کو کہ کام میں کیوں تاثیر ہوتی ہے عقلی دلائل سے ثابت کیا
جب کوئی شخص اس کو کسی بزرگ کی اجازت سے ان شرائط کے ساتھ جن کو میں نے درج کیا ہے

اس کا وظیفہ کرے۔ تو ممکن نہیں کہ وہ کامیاب نہ ہو ۝
مرا باور نے آید کہ اگر کس اس قصیدہ را بخواند از خلوص دل نباشد حل مشکلمہا
لیکن شرط یہ ہے کہ وہ حاجتیں جائز ہوں۔ نہ کہ ناجائز۔ اس کے منکرین وہی لوگ ہو سکتے
ہیں جن کو اسلام سے واسطہ نہیں ہے۔ یا جو اس کا تجربہ نہیں کرتے ۝

بعض امور ایسے مخفی اور دقیق ہوتے ہیں کہ عام لوگ ان کو لو جو اس کے کہ ان کے مستعد
نہیں ہوتے نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ وہ اسکے سمجھنے کی استعداد نہ پیدا کریں۔ یہی مثال کلام
کی تاثیر کی ہے۔ دیکھو عام لوگ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ مثلث کے تینوں زاویے ملکر دو قائموں کے برابر
ہوتے ہیں کیونکہ ان میں مسائل ریاضی کے سمجھنے کی استعداد نہیں ہے۔ اگر کسی ایسے شخص کو جس نے
شہد کبھی نہ کھایا ہو کھانا چاہئے کہ شہد میٹھا ہوتا ہے اور وہ اس کا منکر ہو۔ تو اس کا انکار ہے معنی ہے
اُس کو شہد کھانا چاہئے اگر میٹھا نہ ہو تو انکار کرے اسی طرح منکرین کو چاہئے کہ وہ پہلے اس کا
وظیفہ کریں۔ اگر تاثیر نہ ہو تو پھر وہ انکار کر سکتے ہیں۔ نہ کہ قبل از عمل و آزمائش ۝

ہاں کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض لوگ اس کو پڑھتے ہیں۔ اور وہ کامیاب نہیں ہوتے۔
جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شرائط کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ جب انہوں نے شرائط کی پابندی کی تو
وہ کامیاب ہو گئے ۝

اس کے شرائط مشکل نہیں ہیں۔ اور نہ اس کی تاثیر ایسے امور سے وابستہ ہے جن کا مہیا
کرنا ناممکن ہو پس منکرین کو میں بجز اسکے کیا کہہ سکتا ہوں کہ وہ آزمائش۔ اور پھر انکار کریں
بعض دواؤں میں خدا تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے کہ ان کے کھانے سے مریض اچھا ہو جاتا ہے لیکن
جو مریض اس کا استعمال ہی نہ کرے اور اس کی تاثیر سے منکر ہے اس کا کیا علاج! قسوس تو
یہ ہے کہ ہم روزمرہ دواؤں میں دیکھتے ہیں کہ سائنس کے تجربوں سے طلباء کو دواؤں کی تصدیق
کرائی جاتی ہے۔ اور اقلیدس کے دعوے شکلوں کی تشریح سے ثابت کئے جاتے ہیں لیکن ہم
طالب علم نہ تجربہ کرے اور نہ شکال اقلیدس کے سمجھنے کی کوشش کرے۔ اُس کو ہم کس طرح سمجھا سکتے

ہیں۔ ظاہر بین لوگ جو مادہ پرست ہیں۔ اُن کو یقین کرنا چاہئے۔ کہ ایک عالم روحانی ہے جس کے واقعات روح کی ریاضت کے منکشف ہوتے ہیں۔ مگر جب ریاضت ہی کی جائے۔ تو کس طرح واقعات روحانی کا کشف دل پر ہو سکتا ہے جب طرح ریاضی اور ہندسہ کے شکل سے شکل مسائل مشق سے حل کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح عالم روحانی کے واقعات بھی مشق و تفکر سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ انسان کی جسمی روحانی عقلی اور فطری مشقوں کے اصول مقرر ہیں۔ جنکے نتائج مشق کے بعد ہوتے ہیں۔ دہریت کیوں برہمنی جاتی ہے۔ اس لئے کہ روحانی کتابت لوگوں نے چھوڑ دیا ہے دنیا میں روحانی انکشاف کے کرشمے عام طور پر موجود ہیں۔ یہ تو بدیہی مرہے کے بعض امور شہادت کے ثبوت ہوتے ہیں اور شہادت میں دیکھنا ہوتا ہے۔ کہ گواہ کی کیا حیثیت ہے۔ ہزاروں پرہیزگار خدا پرست جن کے اخلاق پر کبھی دھتہ نہیں آیا۔ اور اُن کا تعلق خدا تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے مخلصانہ ہے۔ اس پر شاہد ہیں۔ اُن مقدس ہستیوں کی شہادت کو نہ ماننا کس قدر تعصب ہے۔ اس زمانہ کے اکثر لوگوں میں یہ اعتقاد راسخ ہوتا جاتا ہے کہ جس چیز کو نیچر اور فلسفہ ثابت نہ کرے اس کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ لیکن وہ نیچر کو محدود اور فلسفہ کو مسلم الثبوت سمجھ کر ایسا کہتے ہیں۔ حالانکہ نیچر ہر ت وسیع اور فلسفہ نامکمل ہے۔ ہر ایک امر کے ثبوت کیلئے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔ نافذ مشک کو اندھا دیکھ نہیں سکتا۔ کہ اُس کی کیا شکل و ہیئت ہے۔ اور ایسا ہی وہ شخص جس کی قوت شامہ مغفود ہو چکی ہو۔ اُس کی خوشبو کو محسوس نہیں کر سکتا۔ مگر آنکھوں والا اُسکی ہیئت کو بیان کر سکتا ہے۔ اور وہ شخص جس کی قوت شامہ بحال ہے۔ اُسکی خوشبو کو سونگھ سکتا ہے۔ اور جس کے تمام حواس قائم ہیں۔ وہ اس کی ہیئت اور خوشبو کو دیکھ اور سونگھ سکتا ہے۔ پس ایک چیز کے اثبات کیلئے خدا تعالیٰ نے کئی ذریعے پیدا کر دیے ہیں۔ کوئی شریعت حد ہو اس کے تمام احکام کو عقل دریافت نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ ایک ایسی بلند ہستی کو جس کی زندگی پاک ہو۔ اور جس کے اخلاق حسنہ ہوں۔ انتخاب کرتا ہے۔ جو لوگوں کو اس کے احکام سناتا ہے۔ جن لوگوں میں استعداد اور قابلیت ہوتی ہے۔ وہ اُس کو قبول کرتے ہیں۔ اسی طرح اس سلسلہ پر کہ کلام

میں تاثیر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جن میں استعداد ہے ایمان لاتے ہیں۔ دوسرے محروم ہوتے ہیں۔ ہر چیز میں مشق درکار ہے۔ پہلوانوں کو دیکھو۔ کہ وہ ریاضت کرتے کرتے کس قدر توانا و ناموند ہو جاتے ہیں۔ کہ معمولی آدمی سے اُن کا وزن چار پانچ گئے سے زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اور انکی خوراک دس آدمیوں کے برابر ہو جاتی ہے۔ یہ تجربے تو ہمارے سامنے ہر جگہ اور ہر وقت پائے جاتے ہیں۔

بازیگر ایک پتھر دس بارہ سیر کا اوپر پھینک کر پھر اپنے کاندھے یا ماتھ پر لے لیتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ بچپن سے پہلے چھٹانک پھر پاؤ پھر سیر علیٰ نقیاس تھوڑا تھوڑا وزن بڑھاتا جاتا ہے۔ اور اس طرح دس بارہ سیر تک وزنی پتھر کی اُس کو مشق ہو جاتی ہے۔

رندوں کے برہنہ ہوا سنگ
افزون گفت جز بپا سنگ

جب یہ جسمانی ریاضت کے کرتب آپ کے سامنے موجود ہیں۔ اور اُس کے حیرت انگیز کرشمے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ تو پھر انکار کی کیا وجہ ہے؟

مشق کے شدید ہر ایک علم و فن میں پائے جاتے ہیں۔ ایک مشق کرتے کرتے خوشنویس ہو جاتا ہے۔ دوسرا جو مشق نہیں کرتا بدخط رہتا ہے۔ روحانی مشق بھی جسمانی مشق کی طرح ہے۔ قدیم زمانے میں حکماء کے دو گروہ تھے۔ ایک مشائخ جو اپنے استادوں کے پاس جا کر تعلیم پاتے تھے۔ دوسرے اشراقیین جو اپنی باطنی روشنی سے بذریعہ ریاضت اشیاء کی حقیقت پر آگاہ ہوتے تھے۔ دونوں کے معلومات کا نتیجہ متحد ہوتا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دل کی روشنی کو بہت کچھ حقائق اشیاء کے معلوم کرنے میں دخل ہے۔ اس لئے میں روحانی اور وجدانی دعوت پر لوگوں کا توجہ نہ کرنا۔ اور قبل از آرائش اُس کو فضول سمجھنا! کسی حقیقت محققہ کو معدوم نہیں کر سکتا۔ جب اس کے ثابت کرنے والے اور اس کو عملی طور پر دکھلانے والے کثرت سے موجود ہوں۔ تو بدیہی امر ہے کہ اچھا کلام شعر ہو یا نثر۔ کئی دنوں تک لوگوں کے دلوں پر اثر رکھتا ہے۔ کیا یہ کلام کی تاثیر نہیں؟ ایک حاکم کی سرزنش یا تحسین کے الفاظ! محکوم کے دل پر کس قدر

اثر کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ تکلم کی قوت کلام کا اثر ان الفاظ و کلمات میں ہوتا ہے۔ اگر کلمات میں اثر نہیں ہے۔ تو پھر روزمرہ کے جملوں میں تقریریں کرنا اور مختلف ذرائع سے پرہیز کرنا کی کیا ضرورت ہے۔ جو لوگ کلام کے اثر سے انکار کرتے ہیں ان کا انکار اس شخص کے انکار سے جو روز روشن میں آفتاب کا انکار کر رہے۔ زیادہ تعجب انگیز نہیں۔ کیا آپ وزمرہ اپنے دوستوں و خویش و اقارب کے خطوط اپنے دل میں تاثیر نہیں پاتے؟ قدیم سے یہ دعویٰ علم الثبوت ہے۔ ان من الشعر لحکماء وان من البیان لسحرا۔ سخن راہست تاثیر بر ہر مجلس کہ مے گوئی

ہاں آپ یہ کیسے کہ انسانی کلام کو بارگاہ ایزدی میں کیا دخل ہے۔ کہ اس کے مقدر کو تبدیل کرنے ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مقدرات اس کے قبضہ میں ہیں۔ اور دعا کے کلمات بھی اُس کے مقدرات میں سے ہیں۔ پس ایک مقدر خاص عموزوں میں دوسرے مقدر کو تبدیل کر سکتا ہے۔ یہ ثابت ہے کہ کلام کے الفاظ اور معنی ہوتے ہیں جن کا اثر دل پر پڑتا ہے۔ دل ایک اثر پذیر چیز ہے۔ اس پر توان کا اثر ہونا ضروری ہے۔ لیکن جسمانی صورتوں کو دیکھو۔ اُن کا بھی دل پر اثر ہوتا ہے۔ ایک شخص کا دل شگفتہ پھول دیکھ کر ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا کسی خوبصورت شکل کو دیکھ کر محو حیرت ہے۔ بعض انسانوں کی عجیب ہستی ہے۔ کہ اُن کا دل باوجودیکہ تاثیر کلام اور تصورات و تصدیق کا آئینہ ہے۔ اور وہ لحظہ بلحظہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ خارجی چیزوں کا اثر اُن کے دل پر یکے بعد دیگرے ہوتا جاتا ہے۔ مگر وہ ایسے غافل اور نامدھے ہیں۔ کہ جب اُن کو مقررانہ رنگ سے روحانی کشمیں کی دعوت دی جاتی ہے۔ تو وہ انکار کر دیتے ہیں۔

یہ بحث بہت کین ہے۔ میں نے جتنے جتنے امور کا ذکر کیا ہے۔ اگر زیادہ فلسفی بحث کروں۔ تو اُس کو عام لوگ نہیں سمجھیں گے۔ اور جو کچھ میں نے حتیٰ اور بدیہی مثالیں پیش کر کے مختصر لکھا ہے۔ اس کا لطف بھی جاتا رہے گا۔ زیادہ توضیحات کے لئے میری شرح الجواہر المصنوعۃ فی شرح القصیدۃ الغوثیہ کو دیکھنا چاہئے۔

قصیدۃ ہمدانی کی برکت و کرامت سے انکار کرنا، بدیہات کا انکار ہے۔ ہر زبان میں صاحبین کی مختلف جماعتیں اس کو پڑھتی رہی ہیں۔ اور اب بھی پڑھتی ہیں۔ اور اس کی تاثیر ہر مخلص پابند شرائط پر اظہار من الشمس ہے۔

بہت سال گزرے کہ میں نے اس کی شرح مستے بہ اطباق التذکرۃ فی شرح القصیدۃ الہمدانی لکھی تھی۔ وہ بھی اس خیال سے لکھی تھی۔ کہ خود میں اور دوسرے لوگ جو اس کا ورد کرتے ہیں۔ اگر انہیں کسی لفظ کے معنی میں شک شبہ ہو تو اس کو دیکھ لیا کریں کیونکہ میں نے ہر ایک شعر کے مشکل الفاظ کے عام فہم مختصر معنی لکھ دیے تھے۔ اور اُس کے ساتھ ترجمہ اور تشریح بھی ہر شعر کی لکھی تھی۔ الحمد للہ وہ اس قدر مقبول ہوئی کہ لوگوں نے اُس کو بڑے شوق سے تعویذ بنا بنا کر مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی۔ کہ بعض فضلاء نے امداد تدریس کے وقت اس کو اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ میری تحقیقات اُن سے اعلیٰ ہے۔ بلکہ اس سے بڑا ہر کرنا مقصود ہے کہ اس کی شرح کی ترتیب میں نے سطح کی ہے کہ سرسری نظر میں ہر ایک شعر کے تمام الفاظ کے معانی ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری طویل شرحیں اور کتب لغات کے دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ میں نے الفاظ کے معنی کیلئے کتب لغات و شروح دیکھنے میں بہت محنت اٹھائی ہے۔ اور کافی وقت صرف کیا ہے۔ میری ترتیب اور طریق علم و فضلہ کو پسند آیا۔ اور انہوں نے درس کے وقت اس سے حسب ضرورت کام لیا۔

اس کی مقبولیت طبقہ علماء و عوام میں غیر متوقع ہے۔ اب بھی عام لوگوں کا شوق اس کی طرف بدستور ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ اب ایک نسخہ بھی اس کا نہیں ملتا۔ جس کے پاس اس کا نسخہ ہے۔ وہ کسی دوسرے کو نہیں دینا۔ یہاں تک کہ میرے پاس بھی اس کا کوئی نسخہ نہ رہا۔ لوگوں کے تقاضے کی وجہ سے بہت مدت سے میں یہ خیال کرتا تھا۔ کہ اس کو پھر طبع کرایا جائے۔ مگر فرصت نہ ملی۔ الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے فرصت دی۔ میں نے اپنی سابقہ شرح کو پھر دیکھا۔ اور اس پر بہت کچھ اضافے کئے۔ اور تعلیمات کو زیادہ تشریح

سے لکھا۔ جس جس شعر کی تاثیر پسند صحیح معلوم ہوئی۔ اس کو درج کیا ۛ

اس قصیدہ کے بعض اعراب کی نسبت بعض شارحین کا اختلاف ہے۔ میں نے وہ اعراب لگائے ہیں۔ جن پر اکثر شارحین کا اتفاق ہے۔ اور جن میں زیادہ تاویل اور تکلیف کی گنجائش نہیں ہے۔ اور نیز جو شمار دو کسر نخول میں زائد ہیں۔ اور پہلی شرح میں رہ گئے تھے۔ ان کو بھی شامل کیا۔ الغرض پہلی شرح سے اس میں زیادہ اہتمام کیا گیا ہے ۛ

اس شرح میں میں نے ایک اور مفید اضافہ یہ کیا ہے۔ کہ ہر ایک شعر کا فارسی نظم میں ترجمہ کیا۔ اور اس میں ریخیال رکھا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ اشعار کے الفاظ کا ترجمہ۔ اور شعر کا مضمون عام فہم ہو جائے۔ ان اضافوں اور تشریحات کی وجہ سے میری یہ جلد تصنیف سمجھی جاتی چاہئے۔ اسی وجہ سے میں نے اس کا نام حسن التجرد کا فی شرح الْقَصِيدَةِ الْبُرْدَةِ رکھا ہے ۛ

میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس شرح کے لکھنے میں بحر اس کے کہ میں خدا تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا حاصل کروں۔ اور کوئی غرض نہیں ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے میں دنیاوی حاجات کا محتاج نہیں۔ پس میری شرح کی زیب و زینت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ میں اس شرح کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس سے انساب کروں۔ جن کی نعت میں قصیدہ لکھا گیا ہے مجھے یقین ہے کہ میرا یہ عمل بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقبول اور میرے الدین علیہا الرحمۃ کے لئے وسیلہ نجات و مغفرت ہو گا ۛ

وَلَا تَكُنْ مِنَ الْكَافِرِينَ

اَلَا اسْتَنْمَتُ الْبَدَايُ مِنْ خَلْقٍ مُسْتَلَمٍ

اے میرے خدا میرا یہ عمل قبول اور مجھے دونوں جہان کے حسنات عطا فرما ۛ

روز قیامت ہر کسے دردست گیر و نامہ را
من نیز حاضرے شوم شرح قصیدہ و در بیل

شکریہ

میں اپنے عزیز فرزند (برادر زادہ) مولوی حاجی احمد صاحب مولوی فضل ونشی فضل پروفیسر صادق کالج بھاو پور کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس شرح کی ترتیب ترمیم اور اصناف میں علمی امداد دی۔ اور میرے ساتھ ہر ایک لفظ کی تحقیقات میں شریک ہے اور مجھے ان کی تحقیقات سے بہت فائدہ پہنچا ۛ

دُعاء

اے خدا نے پاک اس قصیدہ کی برکت سے میری تمام تکلیفوں کو رفع کر۔ اور مجھے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور آخرت میں مجھے اور میرے والدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو شرف کائنات صلی اللہ علیہما وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔ آمین ۛ

مختصر حالات ناظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قصیدہ بردہ کے ناظم علیہ الرحمۃ کا نام امام شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید بن عماد بن محسن بن عبد اللہ بن نہاج بن بلال منہاجی ہے۔ آپ بوسیدی کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کا حال کتب فیل سے معلوم ہو سکتا ہے۔

قوات الوفيات مصنف ابن شاکر جلد دوم صفحہ ۲۰۵ ۛ

حسن المحاضرہ مصنف سیوطی جلد اول صفحہ ۲۷۳ ۛ

انسامیکلیو پیڈیا آف اسلام جلد اول صفحہ ۸۰۴ ۛ

معجم البلدان جلد اول صفحہ ۶۰۳ مطبوعہ مصر ۛ

آپ مغربی الاصل ہیں۔ دلاص میں پیدا ہوئے۔ اور بوجید میں جو ملک مصر کے ایک گاؤں کا نام ہے، نشوونما پائی۔ آپ شوال کے پہلے سنبھشتہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور سنبھشتہ میں وفات پائی۔ حافظ فتح الدین ابن سید الناس نے لکھا ہے۔ کہ آپ نظم میں ہزار اور وراق سے (جو مشہور شاعر ہیں) فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے زیادہ فائق و افضل تھے۔ تاتاریوں سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ بہاء الدین وزیر کے ہم عصر ہیں۔ جو ۵۸۱ھ بمقام وادی نخلہ (حوالی مکہ مکرمہ) میں پیدا اور ۶۵۱ھ میں فوت ہوئے۔ ان دونوں کے شاعرانہ کلام میں بہت مشابہت پائی جاتی ہے۔ ہم عصر ہونے کے لئے یہ تشریح ضروری ہے۔ کہ امام ابو صیری رحمۃ اللہ علیہ کا جب تولد ہوا۔ تو اُس وقت بہاء الدین کی عمر ۲۷ سال کی تھی اور امام ابو صیری ۲۰ بہاء الدین وزیر کی وفات کے بعد ۴۰ سال زندہ رہے۔ امام ابو صیری کسی بادشاہ کے شیر تھے۔ آپ نے بادشاہ کی تعریف میں کئی قصیدے لکھے۔ اور حضور علیہ السلام کی نعمت میں اس قصیدہ کے علاوہ اُن کے اور قصائد بھی ہیں۔ اس قصیدہ کی نسبت تواتر روایت ہے۔ کہ ناظم رحمۃ اللہ علیہ ایک دن بادشاہ وقت کے حضور سے واپس آ رہے تھے۔ کہ راستے میں شیخ ابوالرجاء رحمۃ اللہ علیہ جو ناظم علیہ الرحمۃ کے دوست اور ایک صالح متقی اور قطب وقت تھے، مل گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آج رات خواب میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں؟ آپ نے کہا۔ کہ اس ات تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہیں ہوا۔ لیکن آپ کے فرمانے سے میرے دل میں حضور علیہ السلام والسلام کی زیارت کا ایک خاص جذبہ پیدا ہوا۔ ناظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں گھر آ کر سو گیا تو خواب میں مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں چند قصائد پڑھے جن میں ایک قصیدہ ضربہ تھا۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

يَا وَتِ صَلِّ عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ مَخْصِرِ

وَالْأَنْبِيَاءِ وَبِحَبِيبِ الرُّسُلِ مَا ذَكَرُوا

اور دوسرا قصیدہ محمدیہ جس کا مطلع یہ ہے۔

مُحَمَّدٌ أَشْرَفُ الْأَعْرَابِ وَالْعَجَمِ
مُحَمَّدٌ خَيْرُ مَنْ تَبِعْتَنِي عَلَى قَدَامِ

بعد ازیں جب میں مرض قاع میں مبتلا ہوا۔ اور میرا بچہ حصہ بدن کا بالکل بکرا ہو گیا۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ اس مرض سے نجات پانا مشکل ہے۔ بجز اس کے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قصیدہ لکھ کر پیش کروں۔ میں نے جب یہ قصیدہ ختم کیا۔ تو اُسی رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یہ قصیدہ پڑھا۔ جب میں قصیدہ پڑھ چکا۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میرے تمام بدن پر پھیرا۔ جب میں صبح اٹھا۔ تو بالکل اچھا تھا۔ لیکن یہ معاملہ میں نے کسی پر ظاہر نہ کیا۔ پھر ایک دن اتفاقاً شیخ ابوالرجاء سے ملاقات ہوئی۔ فرمانے لگے۔ کہ آپ وہ قصیدہ مجھے دیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت میں لکھا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ کوئی قصیدہ؟ میں نے تو کئی قصیدے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت میں لکھے ہیں۔ فرمایا۔ وہ قصیدہ جو اَمِنْ لَكَ الْخَيْرُ سے شروع ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کس طرح معلوم ہوا۔ فرمایا کہ میں نے گزشتہ رات آپ کے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ قصیدہ پڑھتے دیکھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحالت سرور اس طرح مل رہے تھے جس طرح پر فر شاخ ہوا کہ جھونکوں سے ہلا کرتی ہے جب میں نے یہ قصیدہ شیخ ابوالرجاء کی خدمت میں پیش کیا تو پھر ہر طرف اس کی اشاعت ہو گئی۔

جب اس قصیدہ سے بہاء الدین وزیر ظاہر باللہ مشرف ہوئے۔ تو آپ نے نہایت محبت و شوق سے سنا۔ اور ایک نسخہ اپنے پاس لکھ لیا۔ اور تذمرانی کہ میں اس قصیدہ مبارک کو بشیرِ ثلث مقررہ پڑھا کہ الفاظ الغرض یہ قصیدہ بلحاظ فصاحت و بلاغت اور اظہار کلمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی مقبول و مطبوع ثابت ہوا ہے۔ اور اب اگر حضرات صوفیہ نے اس کو

ہمیشہ اپنا ورد بنایا ہے *

اس قصیدہ کے تین نام ہیں۔ ایک بُردہ جو مشہور ہے اس کی وجہ تسمیہ کئی وجوہ ہیں ایک یہ کہ بُردہ بروزن قلعہ وہ شے جس کو ریتی سے چمکایا جائے۔ لغت میں بُرد ریتی سے گزرنے کو اور بُرد دینی کو کہتے ہیں۔ چونکہ قصیدہ مبارکہ زوائد و حشو اور تعقید سے پاک صاف ہے۔ اس لئے اس کا یہ نام لکھا گیا۔ یا بُرد معنی خشکی (راحت آرام) سے مشتق ہے۔ چونکہ اس قصیدہ کے پڑھنے اور سننے سے دل کو راحت اور آرام حاصل ہوتا ہے۔ اس واسطے اس نام سے موسوم ہوا۔ یا اس لئے کہ ناظم کو شفاء کامل ہو گئی تھی۔ یا بُردہ بمعنی چادر ہے۔ چونکہ ناظم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے قصیدہ کے صلہ میں بحالت خواب چادر مبارک عطا ہوئی تھی۔ اس لئے یہ قصیدہ اس نام سے مشہور ہوا۔

دوئم بعض نے لکھا ہے کہ اس کا نام بُردہ ہے۔ چونکہ ناظم کو اس کے پڑھنے سے بابت یعنی مرض سے شفا ہوئی تھی اس لئے یہ نام مناسب ہے۔

سوم بعض کا خیال ہے کہ اس کا نام بُردہ منسوب بہ بُرد یعنی چادر ہے۔ جس کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں بعض کہتے ہیں کہ بُردہ اس چادر کو کہتے ہیں جس میں مختلف رنگ کی دھاریاں ہوں کوئی سُرخ۔ کوئی سفید۔ کوئی زرد۔ کوئی سبز اور کوئی سیاہ وغیرہ۔ چونکہ اس قصیدہ میں مختلف مضامین ہیں۔ مثلاً عشق کا تذکرہ۔ پھر اپنے قصور کا اعتراف۔ اس نے نوافل کا توشہ جمع نہیں کیا۔ پھر آیات قرآنی کی برکات کا بیان۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پر سعادت اور معجزات کا ذکر۔ بعد ازاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجاہدین کی شجاعت کی مدح۔ اس وجہ سے قصیدہ کو بُردہ کہا گیا۔

بعض شارحین حمزہ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ کہ دراصل قصیدہ بُردہ۔ یا نعت سعاد ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے نظم علیہ الرحمۃ کو اپنی چادر عطا فرمائی تھی۔ تاریخ الخلفاء میں ہے۔

فصل فی شان البردۃ النبویۃ التی نزل ولہا الخلفاء والآخرۃ

اخرج السلفی فی الطوریات بسندہ الی الامام صمعی عن ابن عمر بن العلاء ان کعب بن زہیر بن لما انشأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قصیدۃ یا نعت سعاد علیہ الیہ یبدرۃ کانت علیہ فلما کان منہ من مغویۃ من کتب الکعب بقنا بردۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعشرۃ الات درہم فابی علیہ فلما مات کعب بعث مغویۃ بنی الی اولادہ بعشرین الدرہم واخذ منهم البردۃ التی ہی عند الخلفاء ابوالعباس و ہکذا قالہ ثلاث اخرۃ اما الذہبی فقال فی تاریخہ اما البردۃ التی عند الخلفاء ابوالعباس فقد قال یونس بن بکر عن ابن اسحاق فی قصۃ غزوۃ تبوک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطی اہل بلنہ بردۃ مع کتابہ الذی کتب لہم اما نا لہم فاشتراہا ابوالعباس السفاح بثلثمائۃ دینار فقلت فکانت التی اشتراہا مغویۃ فقدت عن نزل دولة بنی امیۃ۔ و اخبر الامام احمد حنبل فی الزہد عن عمرۃ بن الزبیر۔ ان ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی کان یخرج فیہ للوفد اذ حضر علی طولہ اربعۃ اذرع وعرضہ ذراعان وشیرفہو عند الخلفاء قد خلعت طوؤہ بثیاب تبلیس یوم الاضحیٰ القطر فی اسنادہ ابن الحبیۃ۔ وقد کانت ہذہ البردۃ عند الخلفاء یتواثر ثوبہا ویطرحونها علی الکتاب فہم فی السواکب جلوسا و رکوبا و کانت علی المقعد حین قتل تلو ثوب بالدم و اظن انها فقدت فی فتنۃ التتار فان اللہ وانا البیہ اجعون۔ ترجمہ۔ فصل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک کے بیان میں جس کو خلفاء عظام اخیر زمانہ تک (بطور تبرک) ازرب تن فرماتے رہے۔

امام سلفی نے طوریات میں بسند صمعی ابن عمر بن العلاء سے روایت کی ہے۔ کہ جب کعب بن زہیر نے اپنا قصیدہ یا نعت سعاد حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پڑھا۔ تو جو چادر حضور علیہ السلام

اُس وقت اوڑھے ہوئے تھے کہیں کی طرف پھینکتی یعنی بطور غلو عطا فرمائی حضرت معاویہؓ نے اپنے زمانہ حکومت میں کہیں کو لکھا کہ حضور علیہ السلام کی چادر مبارک اس ہزار درہم کے عوض ہمارے پاس فروخت کر دیں۔ مگر کہیں نے چادر فروخت کرنے سے انکار کیا۔ جب کہیں فوت ہوئے تو پھر معاویہؓ نے اُس کے وارثوں کو بیس ہزار روپیہ پیش کیا۔ اور یہ چادر جو بعد میں غلطی سے عباسیہ کے پاس بطور تبرک رہی، خرید لی۔ ایسا ہی دوسرے لوگوں نے روایت کی ہے لیکن یہی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ قصہ مغزوہ تبوک کے ضمن میں یونس بن بکر ابن اسحاق سے روایت کرتا ہے کہ جو چادر خلفاء عباسیہ کے پاس تھی۔ وہ بھی جو حضور علیہ السلام نے اہل ایلہ کو اُس فرمان کے ساتھ جس میں آپ نے اُن کو امان دی تھی۔ عطا کی۔ پھر اہل ایلہ سے خلیفہ ابو اسحاق نے تین سو دینار سے خرید لی۔ اور اُس خیال کرتا ہوں کہ جو چادر معاویہؓ نے کہیں کے وارثوں سے خریدی تھی۔ وہ تو خلفائے بنی امیہ کی زوال خلافت کے ساتھ ہی گم ہو گئی تھی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "زهد" میں عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ چادر جس کو بہن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نمایندگان قوم سے ملاقات فرماتے تھے۔ وہ چادر حضری تھی (حضرمین میں ایک قصہ ہے) اس کا طول چار ہاتھ اور عرض دو ہاتھ اور ایک بالشت تھا۔ یہی چادر خلفاء کے پاس تھی۔ یہ جب کبہ و دریدہ ہو گئی۔ تو خلفاء عظام عید اضحیٰ اور عید فطر کے موقع پر اس کو اپنے کپڑوں میں تبرکاً لپیٹ لیتے تھے۔ اور اُس کے اسٹا میں ابن ابیہ ہے (جو ضعیف اوی ہے) اور یہی چادر تھی جو خلفاء کو یکے بعد دیگرے رشتہ میں ملتی رہی۔ اور جب خلفاء اپنے لشکر و کلا جائزہ لینے کے لئے بیٹھتے یا سوار ہوتے۔ تو تبرکاً اُس کو اپنے شانوں پر ڈال لیتے تھے۔

جب خلیفہ المقتدر رشید ہوئے۔ تو آپ یہی چادر پہنے ہوئے تھے جو حزن سے لت پت ہو گئی۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ یہ تار کے جنگ میں گم ہو گئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ انتہے۔

میں نے اس کی تشریح اپنی شرح صادق الاثر فی تشریح بآنت سعادت میں مفصل لکھی ہے۔

قصیدہ کا وزن

یہ قصیدہ مبارکہ بحر بیض میں ہے۔ وزن مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن دو دفعہ۔ اور رکن چہام اس کا ضروری مخبون ہے۔ اور رکن سوم ہر جگہ سالم۔ اور پہلا اور دوسرا رکن کسی جگہ سالم اور کہیں مخبون ہے۔ اور کسی جگہ پہلا مخبون اور دوسرا سالم اور کہیں بالعکس۔ ضمن اس حالت کا نام ہے۔ کہ رکن کے اول میں سبب خیف کے ساکن حرف کو گرا دیا جائے۔ جس سے فاعلن سے فعلن اور مستفعلن سے مفاعلن رہ جائے۔ گھر حرف روی میں بہت جگہ شباع واقع ہوا۔ اور بعض جگہ نہیں۔ جیسا کہ حمی اور ظی میں۔

آداب تلاوت قصیدہ

شرح کے شروع کرنے سے پہلے چند ایک ضروری امور کا ذکر کرنا لازمی ہے حصول حاجات یا دفع بلیات یا رفع مشکلات کے لئے اس کا پڑھنا شرائط ذیل پر موقوف ہے :-
(۱) جس نے اس کا طیف شروع کرنا ہو۔ اُس دن حسبِ توفیق چند فقرہ کو اچھا کھانا کھلایا جائے۔
(۲) غسل کر کے صاف ستھرے کپڑے پہننا۔ اور خوشبو لگانا۔ اور پاک جگہ پر گوشہ تنہائی میں رو بہ تیبہ ہو کر پڑھنا۔

(۳) صحت الفاظ و اعراب کو ملحوظ رکھنا۔ (جو لوگ کم قابلیت رکھتے ہیں۔ اُن کو چاہئے کہ کسی عالم سے اس کو پڑھ لیں)۔

(۴) ہر ایک شعر کے معنی اور مفہوم کو سمجھنا۔ اگر عربی نہ جانتا ہو۔ تو اپنی زبان میں اس کے مطلب کو ملحوظ رکھے جیسا کہ میں نے ہر ایک شعر کا مطلب اس شرح میں لکھ دیا ہے۔

(۵) اس کو نظم میں پڑھنا یعنی نظم کے طریق پر ہر ایک مصرع کو ادا کرنا۔ نہ کہ شرکے طور پر۔

(۶) اگر یاد ہو تو زبانی پڑھے۔ ورنہ کتاب پر۔ اور پڑھنے کے دوران میں کوئی دنیاوی

کام یا بات چیت نہ کرے۔ بجز اس کے کہ اس کو وضو کی ضرورت ہو۔

(۷) کسی صحیح عقیدہ بزرگ سے جو اس کا مجاز ہو۔ اجازت حاصل کرنا۔

(۸) ہر ایک شعر کے بعد بالتخصیص فیروذ شریف پڑھنا۔

مَوْلَانِی صَلَّی وَسَلَّمُ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِیْكَ خَیْرًا خَلَقَ كُلَّهُمْ

(۹) ایک جہد سے دوسرے جہد تک اس کا وظیفہ جاری رکھنا۔

(۱۰) جن لوگوں کو یہ قصیدہ یاد ہو۔ ان کے لئے یہ بہتر ہے کہ آدھی رات کو تاریکی میں

نہایت خضوع و خشوع سے سر بہنہ کھڑے ہو کر باادب بالا پڑھیں۔

(۱۱) اس کے بعد سجدہ میں جو حاجت ہو۔ اس کے لئے بارگاہ ایزدی میں بطفیل سید کو نبین

احمد مختار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے

اُس کی حاجت پوری ہوگی۔ اور اگر دفع مصیبت کے لئے پڑھے تو مصیبت سے نجات پائیگا۔

اس بارہ میں لاکھوں شہادتیں اور روایات ہیں۔ کہ گدا سے لے کر بادشاہ تک اس کی

برکت سے فائز المرام ہوئے۔

اس گنہگار نے تو کئی وعدہ آزمایا ہے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا۔ کہ میں نے اس کا ورد

جائز حاجات کیلئے کیا۔ اور محروم رہا۔ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

احقر العباد محمد عبد المالک عفی عنہ

شرح قصیدہ بُرُکَہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُکَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِکَ الْکَرِیْمِ

الفصل الاول فی خطای النفس

(۱) اَمِنْ تَذْکُرِ جِیْرَانِ بَدِیْ سَلَمِ
مَرْجَتْ مَعَا جَرِی مِنْ مَقْلَةٍ بَدَمِ

یا زیاد الفتن ہمایگان فری سلم اشکائے چشم آئینختی باخوں بہم؟

ہمزہ استفہام بطریق تجاہل کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں کس لئے روتا ہوں۔ رَمَنْ

سببہ جار مجرور متعلق مَرَجَتْ تَذْکُرِ مصدر۔ مادہ اس کا ذکر بالکسر یا ذکر بالضم۔ وَکَر

بالکسر زبان سے یاد کرنا یا ذکرنا۔ تَذْکُرِ مصدر مضارع۔ جیوان مفعول مضارع

الیہ فاعل اُس کا کاف خطاب محذوف ہے۔ اِی مِنْ تَذْکُرِکَ جیوانا۔ تیرا ہمسائوں

کو یاد کرنا۔ جیوان جمع جار ہمایہ مراد محبوب کا قبیلہ عرب خانہ بدوش جنگلوں میں کبھی

کسی جگہ کبھی کسی جگہ رہتے ہیں۔ اس لئے ایام گزشتہ مواصلت موانست انسان کو یاد آتے ہیں۔ اور وہ یاد ایام سے متاثر ہوتا ہے۔ سلمہ درخت مغیل یعنی بول۔ ذی سلمہ نام موضع جو مکہ و مدینہ کے درمیان ہے۔ بوجہ کثرت درختان مغیل اس نام سے مشہور ہوا۔ سلمہ وہ درخت خاص جس کے نیچے حضور علیہ السلام مکہ مکرمہ کو تشریف لے جاتے وقت آرام فرمایا کرتے تھے۔ مزجت فعل ماضی مخاطب مزج ملانا۔ دمع آنسو تجزای فعل ماضی جویان جاری ہوتا۔ من متعلق جزوی۔ مقلتر حد قد چشم آنکھ کا ڈھیلا۔ مراد آنکھ با جارہ متعلق مزجت کے دم خون + ترجمہ۔ کیا تو نے مقام ذی سلم کے ہمایوں کی یاد میں آنسوؤں کو (جو تیری) آنکھ سے جاری ہیں خون سے ملا دیا ہے +

نشریم۔ آنسوؤں کو خون آلودہ کرنا مراد کثرت گریہ سے ہے۔ شاعر اپنے نفس سے خطاب کرتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ شعرا عموماً قصید کے آغاز میں اپنے آپ کو ایک غیر شخص تصور کر کے خطاب کیا کرتے ہیں۔ اس کو ان کی اصطلاح میں تجرید کہتے ہیں۔ جیسا کہ اس شعر میں ہے

عرفی اگر بگریہ تیرے شعلے صال صد سال غیواں تبت اگر بستن
حاصل شعر یہ ہے کہ کیا مقام ذی سلم کے عبید بنی فرقہ میں تو رہا ہے +

(۱۲) اَمْ هَبَّتِ الرِّيحُ مِنْ تَلْقَاءِ كَاطِمَةٍ
اَوْ اَوْ مَضَلَّ الْبَرْقُ فِي الظُّلَمِ مِنْ اَضَمِّ

یا وزید از کاظمہ بادیم صبحدم یا درخشیدہ شب برق از سر کوہ غم

آم یعنی یا۔ استفہام اور عطف کے معنی کا متضمن اور اکثر ہمزہ استفہام کے مقابلے میں وسط کلام میں واقع ہوتا ہے۔ اور ہمزہ استفہام ابتدائے کلام میں آتا ہے۔ اس کا عطف پہلے شعر پر ہے یعنی اصن تذکر جبران امہبت الوحیح۔ اور ایسا ہی آد جو اس شعر کے دوسرے مصرع اوامض البرق الخ کے ابتدا میں ہے۔ ہمزہ استفہام۔ آم اور آو ایک ہی سلسلے میں ہیں۔ آم متصلاً اور منقطہ دونوں معنی میں آتا ہے۔ متصلہ کا تعلق کلام اقبل سے ہوتا ہے اور منقطہ کا اتصال باقبل سے نہیں ہوتا۔ یہاں آم متصل ہے بعض شارحین نے اس کو منقطہ لکھا ہے اور دونوں شعر و کلمہ الگ الگ قرار دیا ہے۔ یہ فصاحت کے خلاف ہے۔ بعض نسخوں میں واو ہے اس صورت میں واو یعنی او ہے۔ هبت فعل ماضی۔ افادہ فعل حال کا دیتا ہے۔ ہبوب ہوا کا چلنا۔ ریح ہوا یا بوسے خوش من ابتدائے تعلق طرف۔ جانب۔ کاظمہ مدینہ منورہ کا نام ہے۔ اور نیز مدینہ منورہ کے نواح میں ایک بستی اور بصرہ کے قریب ایک جبل ہے اور ایک معشوقہ کا نام بھی ہے۔ اور حرف تروید اوامض فعل ماضی۔ انماض بجلی کا آہستہ آہستہ چمکنا۔ برق بجلی۔ فی الظلماء۔ فی جار ظلماء در شب تاریک بحر و متعلق اوامض کے من جار اصنہ کبیر اول و فتح ثانی مدینہ منورہ کے پاس ایک پہاڑ ہے۔ بحر و متعلق اوامض فعل کے ہے +

ترجمہ۔ یا موضع کاظمہ کی طرف سے ہوا چل رہی ہے۔ یا شب تاریک کوہ غم سے بجلی چمک رہی ہے +

تشریح :- کیا تیرا وفا ذی سلم کے معشوق کی یاد میں ہے۔ یا موضع کاظمہ کی جانب سے جہاں تیرا معشوق رہتا ہے۔ ہوا چل رہی ہے اور وہ تیری آتش عشق کو

اشتعل کر رہی ہے۔ یا کوہِ ضم سے جہاں تیرا عشوقِ مقیم ہے بجلی کا چمکنا تیرے دل کو دیوانہ اور شفیقتہ بنارہا ہے جس سے بے اختیار تیری آنکھوں کا خون جاری ہے مختلف مقامات کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ عرب خانہ بدوش مختلف موسموں میں مختلف مقامات میں رہا کرتے ہیں اور ہر ایک مقام اور اس کے رہنے والوں سے خاص محبت رکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کے ساتھ مختلف مقامات میں رہ چکا ہے۔

فَالْعَيْنَيْكَ إِنِّ قُلْتُ أَكْفَا هَمَّتَا
وَمَا لِقَلْبِكَ إِنِّ قُلْتُ اسْتَفْقِيْهِمْ

چیت چیت اچو گوئی ضبط کن فیڑو | چیت ثابت کہ گوئی باش افزا بدو

فانصیحہ ہے جو شرطِ محذوف کو ظاہر کرتی ہے۔ شرط محذوف یہ ہے۔ ان لہدین مزجک الدمع بالدم من العشق اگر تیرا گریہ خونِ آلود عشق کی باعث نہیں ہے تو پھر تیری آنکھوں میں اور تیرے دل کو کیا ہوگا کہ سنبھلتے نہیں۔ مَا اسْتَفْقَامِيْہ۔ عینِ تشبیہ عین آنکھ۔ ان قلت اکففا۔ ان شرطیہ۔ قلت فعل ماضی مخاطب۔ قول کہنا زبان سے یاد دل سے۔ اکففا صیغۂ تشبیہ امر۔ کف روکنا۔ رکنا۔ لازم و متعدی ہے۔ هَمَّتَا صیغۂ ماضی ثنوی از باب ہی ہی ہیا و ہمیآنا۔ پانی اور انسوکا جاری ہونا۔ قلب دل۔ استفق امر متعاقب۔ افاقہ ہوش میں آنا۔ ہشیار ہونا۔ یھم۔ لام بہیم ہما و ہیمانا سے۔ فعل مضارع ہے ہیمانا خیران ہونا۔ پریشان و گسشتہ ہونا۔ ان قلت اکففا اور ان قلت استفق میں لھما اور لہ محذوف ہیں۔ ان شرطیہ اس لئے لایا گیا ہے کہ جب تک فی عاشق منع کرنے پر زیادہ اظہار محبت کے لئے اس کا عشق ثابت سمجھا جاتا ہے۔ پہلے مصرع میں

هَمَّتَا صیغۂ ماضی ثنویہ اور دوسرے مصرع میں یھم مضارع استعمال کرنے میں عجیب نکتہ ہے۔ ماضی ثابت شدہ امر کے لئے اور مضارع آئندہ آنے والی چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ آنکھوں کا گریہ نظر آتا ہے وہ ثابت شدہ امر ہے۔ اور دل کی حیرانگی پوشیدہ ہے اس پر لوگوں کو اطلاع کم ہوتی ہے۔

ترجمہ :- پس اگر یہ نہیں تو تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا کہ اگر تو انہیں کتسا ہے کہ تخم جاؤ تو وہ اور بھی زیادہ بننے لگتی ہیں۔ اور تیرے دل پر کوئی آفت آن پڑی کہ اگر تو اسے کہے کہ سنبھل جا تو اس کی سرسبکی اور بڑھ جاتی ہے۔

تشبیح :- اگر تیرا گریہ عشق کے فراق سے نہیں ہے تو تیری آنکھوں سے کیوں بے اختیار آنسو جاری ہیں۔ اور تیرا دل کیوں غمناک اور اندوگین ہے؟ تباہِ فرشتہ نے اس شعر کی تاثیر کا ذکر کیا ہے (دیکھو جلد دوم مقالہ نم ۱۰ ذکر سلطنت شاہ حسین ثانی لنگاہ) جب شاہ محمود لنگاہ فوت ہو گیا۔ اور ملتان کا محاصرہ مرزا شاہ حسین ارغون نے کیا۔ تو مولانا سید الدین لاہوری جو اس زمانے کے مشہور فاضل تھے اس وقت جامع مسجد ملتان میں سند آرائے تدریس علوم دینیہ تھے۔ آپ اپنے حالات میں لکھتے ہیں۔ کہ قلعہ ملتان کا محاصرہ ایسا سخت تھا۔ کہ نہ کوئی آدمی باہر سے آسکتا تھا اور نہ قلعہ کے اندر سے باہر جاسکتا تھا۔ اذوقہ ختم ہو گیا تھا۔ لوگ کتے اور بچے تک کھانے لگے۔ آخر کار قلعہ فتح ہو گیا۔

مرزا شاہ حسین کی فوج نے شہر کو لوٹنا شروع کیا۔ ہمارے مکان کی نشان دہی دیکھ کر سپاہی اندر گھس آئے۔ اور میرے الدماجد مولانا ابراہیم جامع کو جنہوں نے ۶۵ سال خدمت تدریس تفاسیر و احادیث انجام دی تھی گرفتار کر کے لیگنے پھر

مجھے بھی قید کر لیا۔ ہماری رہ بند و حراست اس لئے تھی کہ ہم اپنا دھینہ اُن کے پیش کریں۔ وہ ہمارا تمام اسباب لوٹ کرے گئے۔ اور مجھے وزیر کے پاس حاضر کیا۔ اور کہا ان کے پاس بہت دولت مدفون ہے۔ ان کے مکانات عالیشان اور ان کا رخت خانہ دلالت کرتا ہے کہ یہ بڑے خزانے کے مالک ہیں۔ وزیر نے مجھے ایک طویل ذخیرہ میں جکڑا اور ذخیرہ کا دوسرا سرا اپنے تخت چوبیس سے جس پر وہ بیٹھا تھا باندھ دیا۔ میں ناز و راز روٹا تھا۔ اور زیادہ میرا گریہ اپنے ضعیف العمر والد ماجد کی گرفتاری کی وجہ سے تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

وزیر نے خدمتگار کو حکم دیا کہ وہ قلم و دوات اور کاغذ لائے۔ خدمتگار نے تعمیل کی۔ وزیر کسی ضرورت کے لئے اندر چلا گیا۔ میں نے حُرّات کر کے ایک کوزہ لے کر جو پاس ہی تھا وغو کیا۔ اور وزیر کے تخت پر جو کاغذ رکھا تھا۔ اُس پر قصیدہ بردہ کا یہ شعر

فما لعینک ان قلت کففاہمتا وَمَا لِقَلْبِکَ ان قلت استغفیرہم
لکھا۔ جب زیر آیا اور اُس نے یہ شعر لکھا ہوا دیکھا تو ادھر ادھر نظر کی کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ متحیر ہو کر پوچھا۔ یہ کس نے لکھا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے لکھا ہے میرا حال دریافت کیا میں نے اپنی تمام مصیبت اور حضرت والد ماجد کی گرفتاری کا حال بیان کیا۔ بے تابانہ اٹھ کھڑا ہوا اور مجھے ایک عمدہ پوشاک پہنا کر مرزا شاہ حسین کی خدمت میں حاضر کیا۔ اور ہمارے خاندان کا حال عرض کیا۔ مرزا شاہ حسین ارغوں لرزہ بر اندام ہو گیا۔ اور حکم دیا۔ کہ حضرت مولانا ابراہیم جامع جہاں کمیں اسیر ہیں۔ اُن کو باعز از تمام لائیں چنانچہ والد ماجد تشریف لائے۔ مرزا نے اُن کو تعظیم دی۔ اور اپنے

پاس بٹھایا اور ہمارا تمام اسباب واپس کیا جو نہ ملا اُس کی قیمت ادا کی۔ اور اہل بیت کی کہ آپ میرے ساتھ چلیں۔ والد ماجد نے کہا کہ میں سفر آخرت پر آمادہ ہوں مجھے معاف کریں۔ اس شعر کی یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی مصیبت زدہ اس کو پڑھے تو اُس کی مصیبت فوراً دور ہو جاتی ہے۔

صوفیوں نے لکھا ہے کہ ان ہر سہ شمار کا یہ خاصہ ہے کہ اگر کوئی جانور سجانے سے رام و مژناض نہ ہو تو ان شعروں کو چینی یا شیشے کے پیالے میں بارش کے پانی سے لکھ کر اُس کو پلایا جائے۔ تو وہ مطیع و فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ اور جس شخص کی زبان تقریر کرتے وقت رکتی ہو۔ ان اشعار کو ہرن کے چمڑے پر لکھ کر بازو پر باندھے۔ وہ تقریر میں نہیں رکتا۔

(۴) اِيْحْسَبْ لَصَبِّ اَنْتَ الْحَبِّ مِنْكُمْ
مَا بَيْنَ مَنْجَمٍ مِنْهُ وَمُضْطَرِمٍ

عاشق انگار کو کہ عشق او بماند نہال | در میان جہیم گریاں سینہ آتش فشاں

ہمزہ استغما میہ یعنی انکار۔ یحسب سین پر فتح و کسرہ پڑھنا دونوں درست ہیں فعل حال حسبان خیال کرنا۔ گمان کرنا۔ سمجھنا۔ صَبِّ در اصل مصدر یعنی بہنا ہے۔ چونکہ عاشق آنسو بہاتا ہے اس لئے بطور مبالغہ عاشق کو کہتے ہیں۔ ان تحقیق و تاکید کے لئے آتا ہے یعنی عشق کے ہونے میں کوئی شک شبہ نہیں ہے۔ حب محبت۔ منکم پوشیدہ ہونے والا۔ اسم فاعل ہے مابین میں مازند ہے۔ بین ظرف۔ در میان منجیم اسم فاعل بہنے والا۔ النجی اہل بانی کا بہنا۔ منہ کی ضمیر مجرور صَبِّ

کی طرت ہے۔ واو عاطفہ مضطرب مشتعل مضطرب اور منجمد موصوف مزودت
کامقافات ہیں۔ ای دمع منجمد و قلب مضطرب۔

ترجہ ۸۸: کیا عاشق یہ خیال کر سکتا ہے کہ راز محبت اس کے اشک ان اور
دل بریاں کے ہوتے ہوئے چھپ سکے گا؟ ہرگز نہیں۔

تشریح: عاشق یقیناً جاننا ہے کہ جن حالت میں آنکھوں سے آنسو بہے ہیں
اور دل سے آنکھ رہی ہے اس کا عشق کسی صحت میں چھپ نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ
دونوں غمازی ہیں۔ اور معتبر گواہ ہیں۔ ان کے ہونے عشق کا پورے پردہ کھانا ممکن ہے
کہ عشق و مشک استوائ نہفتن۔

(۵) لَوْ لَا اَلْهُوٰی لَمْ تَرْقِ دَمْعًا عَلٰی طَلَلٍ
وَلَا اَرَقْتَ لِذِكْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ

اگر ہواؤں کے بکریستی برہشتہ ہا چوں شدے از یاد بان کو بے خوابی ترا

لو لا چار طرح پر استعمال ہوتا ہے۔ اول جلا سمیتہ پر اس کا داخل ہونا ثابت کرنا
ہے۔ کہ جب کسی چیز کے قلبے میں کوئی غیر چیز موجود ہے تو وہ چیز ثابت نہیں
ہو سکتی۔ اس صحت میں اس کی خبر واجب الحذف ہوتی ہے۔ دوسرے تخصیص کیلئے
جب یہ مضامین پر واقع ہو نیسرا کسی کو تنبیہ اور شرمندہ کرنے کے لئے آتا ہے۔
اس صحت میں یا معنی کے لئے خاص ہے چوتھا استفہام کے لئے مستعمل ہوتا ہے
اس شعر میں لو لا کا استعمال مجتہ اول ہوا ہے۔ اصل عبارت یوں ہے۔
لو لا اَلْهُوٰی موجود فیک، گو یا موجود فیک منف کیا گیا ہے۔ ہواؤں کی محبت اور

ہواؤں کی محبت ہے۔ ہواؤں بالعموم تین معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اول غیر مشروع امر کی خواہش
دوم عشق و محبت۔ سوم محبوب۔ یہاں دوم و سوم کے معنی میں مستعمل ہے یعنی اگر تجھے
عشق و محبت نہ ہوتا یا تیر کوئی محبوب معشوق نہ ہوتا۔ تو نہ آنسو بہاتا اور نہ جاگتا لیکن
چونکہ تو آنسو بہاتا اور جاگتا ہے اس لئے ثابت ہوا کہ تو کسی کا رویدہ محبت ہے۔ لہ
تو قہر میں لم تر و رق تھا۔ واو بوجہ کسرہ ماقبل کے یا ہو گیا اور یا التفاعے ساکنین کے
باعث گر گئی۔ لہ تروق صیغہ جہد بلیہ ماضی منفی اراقت بہانا۔ دمع آنسو۔
طلل مندم مکان کے آثار اور نشان۔ ارقنت فعل ماضی از ارق یا رقی ارقا۔ ارق
بیخوابی۔ لہذا لام سید جاحز و متعلق ارقنت۔ ذکر یاد کرنا۔ بان سر واد و شمشاد کی
طرح ایک سید عا و رقت عرب میں ہوتا ہے جس سے معشوق کے قد کو تشبیہ دیتے ہیں
علمہ پہاڑ۔ اور مراد اس سے کوہ اضم ہو سکتا ہے۔

ترجہ ۸۸: اگر تجھے کسی کی محبت نہ ہوتی تو کھنڈرات پر کیوں آنسو بہاتا۔ اور
درخت بان اور کوہ اضم کی یاد میں کیوں راتوں جاگتا؟

تشریح: اشعار عرب میں اس قسم کے مضمون بکثرت پائے جاتے ہیں۔ کہ شاعر
کھنڈرات۔ درختوں اور پہاڑوں کو دیکھ کر روتا ہے۔ اور ان سے اپنے حباب کا پتہ
دریافت کرتا ہے۔ اور ان بانے کی کیفیت کو دہراتا ہے۔ جب اس مقام پر اپنے
دوستوں کے ساتھ رہتا تھا صحرائے عرب میں غربانہ بدوشوں کی جابجا جھونپڑیوں
اور چھو لدا ریوں کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر موسم میں اپنے مقام کو
بدلتے رہتے ہیں۔ یعنی معشوق کے مکانات کے کھنڈرات کو دیکھ کر رونا اور ان پہاڑوں
اور درختوں کو یاد کر کے جاگتے رہنا جہاں تیرا معشوق رہتا تھا۔ تیرے عشق کا قطعی

ثبوت ہے جس سے تو کسی صورت میں انکار نہیں کر سکتا۔ شاعر کو درخت بان اور کوہِ اعظم
درحقیقت کوئی تعلق نہیں۔ مگر از بسکہ وہ معشوق کے ممکن سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے
اُن کو بھی بالعرض دوست کہتا ہے۔ چنانچہ ایک عاشق زار کہتا ہے ۷

وَمَا حُبُّ الدَّيَّارِ شَغَفَنَ قَلْبِي وَلَكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَ

یعنی دیارِ محبوب کی محبت نے میرے دل کو مغتن نہیں بنا رکھا بلکہ اس (اُجرے) دیار کے
بسنے والوں کی یاد میں سرا سیمہ ہو رہا ہوں۔ (۱۱) دفعہ ہر نماز کے بعد پڑھنا غمِ عالم کو دور
کرتا ہے ۸

(۶) فَكَيْفَ تَنْكَرُ حَبَابًا بَعْدَ مَا شَهِدْتَ
بِهِ عَلَيْكَ عُدُولُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

چوں کئی انکار از عشقت کہ شد بر تو گواہ چشم گریان تو وہیما رہے جسم تباہ

نابواب ہے شرطِ محذوف کا۔ کیفیتِ استفہام کے لئے ہے۔ تنکیر صیغہ مضارع
مخاطب۔ انکار مصدر نکر ہونا۔ حب ووستی۔ بعد ظرف مضاف مآ مصدر غیریہ الیہ
شہادت صیغہ ماضی ثبوت غایبہ فاعل اس کا عدول ہے۔ شہادت مصدر گواہی دینا۔
بہ کی ضمیر حب کی طرف ارجع ہے۔ جار مجرور متعلق شہادت۔ علیک میں علی واسطے
ضرر کے آیا ہے عاشق محبت مخفی رکھنا چاہتا ہے اور گواہان اُس کے خلاف محبت کو
ظاہر کر رہے ہیں۔ عدول جمع عادل کی گواہان صادق۔ دمع آنسو۔ سقم بیماری ۹
ترجمہ ۱۰۔ بعد اس کے کہ دو عادل گواہ آنسو اور بیماری۔ تیرے عشق پر شہاد
دے رہے ہیں۔ تو کس طرح عشق سے انکار کر سکتا ہے؟

تشریح۔ جب تجھ پر عشق کا الزام معتبر گواہوں کی شہادت سے ثابت ہو چکا ہے
تو ایسی حالت میں تیرا عشق سے انکار کرنا بے سود ہے۔ یہ پہلا شعر ہے جس کی فصاحت بلاغت
پر (جب ناظم علیہ الرحمۃ عالم رویا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں یہ قصیدہ
رہا تھا) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جھومنے لگے۔ اس شعر کو تین دفعہ پڑھنا اور حاجت
کے لئے دعا مانگنا چاہئے ۱۱

اگرچہ یہاں شعر تمہیدیہ بظاہر کسی دوسرے معشوق و عاشق کی نسبت معلوم ہوتے
ہیں۔ مگر حقیقت میں محبوب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور عاشق بھیری علیہ الرحمۃ کی
محبت اور عشق کے دلکش اشارات میں ذی سلم کے ہمایوں کے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم ہیں۔ کیونکہ سلم وہ درخت تھا جس کے نیچے حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام سفر کے وقت استراحت فرماتے تھے۔ اور ناظم آپ ہی کے فراق میں
خون کے آنسو بہاتا ہے یا اس سے مراد مدینہ منورہ ہے جس کو دار السلام کہا جاتا ہے
یا روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔ جو شرف و عزت میں دار السلام بہشت کا
رتبہ رکھتا ہے۔ کاظم مدینہ منورہ کے پاس ایک بستی ہے۔ اضم وہاں کے ایک پیاؤ کا
نام ہے ناظم محبت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں باد صبا کے جھونکوں اور حبس کی
کوند سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بوئے مشک سونگھتا اور انوار جمال دیکھ رہا ہے
اور اپنی آنکھوں اور دل کو تسلی دیتا ہے۔ اور کسی پر عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر کرنا
نبیر چاہتا۔ تاکہ ریا نہ ہو۔ اور لذت سوز و گداز اپنے دل ہی دل میں چکھے۔ گوشہ
تنہائی میں بیٹھا ولولہ عشق سے اپنی حالت کو بیان کر رہا ہے اس صورت میں شیخ
تمہید اور تشبیہ کے نہیں۔ بلکہ صاف الفاظ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعمت

بلا کسی تہید کے شروع کر دی ۔

شوق کہتا ہے جانے دو تہید صحت مطلب کہو جو کہنا ہے
میری اس توجیہ سے تمام اشعار کا مفہوم آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ ناظم رحمۃ اللہ علیہ
اپنی ذات کو غیر قرار دے کر اس قسم کے مباحثے سے اپنے جذبہ عشق کو دو گواہان عادل
اشک خون اور آہ شربار سے ثابت کر دیا ۔

(۷) وَاثْبَتَ الْوَجْدَ حُطًى عِبْرَةً وَضَنَةً
مِثْلَ الْبَهَارِ عَلَى خَدَّيْكَ وَالْعَنَمَ

عشق بروئے تو از اشک مرض و خطیبہ
بروز خسارت چو گلزار گلایہ پدید

واو عاطفہ یا عالیہ۔ اثبت فعل ماضی۔ اثبات ثابت کرنا۔ وجد غم خطی تثنیہ خط
لکیر مراد علامت نشان۔ عبودۃ آنسو۔ عاطفہ ضعیفی بیماری ولاغری۔ مثل مصد
حال ہے خط کا۔ بہار گلپ زرد۔ خدای تثنیہ نقد۔ رخسار۔ عذرا یک دست ہے
جس کی شاخیں نازک اور سرخ ہوتی ہیں اور معشوق کی انگلیوں کو ان سے تشبیہ دیتے ہیں
یا ایک قسم کی سرخ گھاس ہوتی ہے۔ دو نشان سے مراد ایک تو عاشق کے خون کو
آنسو۔ دوسرا رنگ رو ہے جو علامت عشق و غم ہے ۔

شعر سابق پر اس کا عطف ہے یعنی کیف تنکو بعد ما اثبت الوجد
خطی عبودۃ وضنی ۔

ترجمہ ۱۸۔ اور تو عشق سے کس طرح انکار کر سکتا ہے جب غم نے تیرے رخساروں
پر دو نشان آنسو اور لاغری کے مثل گلپ زرد اور درخت غم کے نمایاں کر دیئے ہیں ۔

تشنج ہے۔ آنسو اور لاغری کا رخساروں پر ظاہر ہونا عشق کو ثابت کرتا ہے۔ اور انکار
کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ لاغری کو گلپ زرد سے اور اشک خون آنسو کو درخت غم سے
تشبیہ دی۔ شاعر نے عشق کے علامات اور اس کی تاثیروں کو ثابت کر کے عاشق کو قائل
کر دیا۔ اور اسے تسلیم کرادیا۔ کوئی وہ کسی کی محبت میں مبتلا ہے جیسا کہ شعر مابقی
آتا ہے :-

(۸) نَعْمَ سِرَطِيفٌ مِّنْ أَهْوَى فَارَقَنِیْ
وَالْحُبُّ يَعْتَرِضُ الذَّنَاتِ بِأَلَا لَمْ

آئے یاد معشوقم شب بیدار کرد
عشق لذت امبدل میکن بارج و در

کلمہ نعتہ سحاب کے لئے آتا ہے۔ سرتی ات کو چلنا۔ طیف خیال۔ مَن اسم
موصول ہے ناظم نے معشوق کا نام ظاہر نہیں کیا۔ تاکہ مخاطب کے دل میں شوق پیدا
اور معشوق کی عظمت ثابت ہو۔ یا یہ کہ سب کو معلوم ہے کہ اس کا محبوب کون ہے۔
مَن اُھوی جس کی میں محبت رکھتا ہوں۔ اُھوی فعل مضارع تکلم۔ ہوی محبت کرنا۔
فَارَقَنِیْ میں فاعلامت جہ شرط محذوف کی ہے۔ اسی لہذا جاء الی خیالہ۔ جب میر
پاس اس کا خیال آیا۔ تو میں بیدار ہو گیا۔ اَزَقَنِیْ صیغہ واحد غائب فعل ماضی معلوم از
باب تفعیل۔ نون و فایہ۔ یا مے تمکلم مشتق از تادیق بمعنی بیدار کرنا۔ واو عالیہ
حُب دوستی۔ یَعْتَرِضُ فعل مضارع۔ اعتراض آگے آنا۔ مراد مانع ہونا۔ محاورہ عرب
اعتراض لہ بسہم اذ قبلہ بہ فرماہ فقطلہ حب کوئی کسی کو سامنے سے تیر مار کر
قتل کرے۔ تو کہتے ہیں۔ اعتراض لہ بسہم۔ یا یعترض کے معنی بھول کے ہیں۔

یعنی محبت لذات میں حاصل ہو جاتی ہے۔ اور زندگی کا مزہ چکھنے نہیں دیتی۔ مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق یا عشق الہی دنیا کی لذتوں کی ضد ہے اگر کوئی چاہے کہیں آخرت کے مراتب کو بدوں ترک نیا کے حاصل کروں تو یہ ہو نہیں سکتا۔ روایت ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک ن خیال کیا کہ اچھا ہو کہ میں آخرت کے مراتب کو بغیر ترک نیا حاصل کروں یعنی دنیا میں بوعظمت مجھے حاصل ہے ہی عزت و آخرت میں بھی حاصل ہو جائے۔ بہلول ولی اللہ نے مکاشفہ سے ہارون الرشید کا خیال معلوم کیا۔ خلیفہ کے دربار کے سامنے ایک بڑا بھاری پتھر کا ستون تھا۔ جس کو جماعت کثیر بھی مل کر نہیں اٹھا سکتی تھی۔ بہلول آیا اور اس پتھر کی ایک جانب کو اٹھایا۔ پھر پتھر کو درمیان سے پکڑ کر اٹھانے لگا تو اس سے نہ اٹھ سکا۔ خلیفہ دیکھ رہے تھے۔ بہلول سے دریافت کیا۔ بہلول علیہ الرحمۃ نے کہا۔ کہ جس طرح اس ستون کو میں نے الگ الگ ایک ایک جانب سے اٹھایا اور درمیان سے اٹھ نہ سکا۔ اسی طرح دنیا و آخرت کی مثال ہے ایک ہی حاصل ہو سکتی ہے دونوں نہیں حاصل ہو سکتیں۔ خلیفہ بہت متاثر ہوا۔

ہم خدا خواہی وہم دنیا ئے وں ایں خیال است محال است و جنوں
لذات جمع لذت مراد عیش۔ راحت۔ فارغ البالی۔ اللہ نالائم امر کا محسوس کرنا۔
مراد اندوہ و غم +

ترجمہ۔ ہاں! ان گناہ رات کو معشوق کا خیال میرے پس آیا۔ اور اس نے مجھے یہ بخواب کر دیا۔ واقعی محبت لذات زندگی کو غم سے فنا کر دیتی ہے۔ یا ان میں حاصل ہو جاتی ہے +

تشریح جب معترض نے انکار کی تمام راہیں بند کر دیں۔ اور یہی لائل و علامات سے عشق ثابت کر دیا۔ تو مخاطب کو تسلیم کرنا پڑا۔ کہ اسے معشوق کے خیال محبت نے اندوہ گیں کر رکھا ہے۔ اور اس کی خوشی کو غم سے بدل ڈالا ہے۔ (اس شعر کو ۲۱ دفعہ ہر نماز کے بعد پڑھنے سے گم شدہ چیز مل جاتی ہے) +

(۹) **يَا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فِي الْهَوَىٰ لِعُذْرِي مَعذِرَةٌ
مِنِّي إِلَيْكَ وَلَوْ أَنْصَفْتَ لَمْ تَكُنْ**

اے ملائکہ عشق عذیم عذرم پذیر۔ اگر کئی انصاف لائے ملامت باگیر
یا لا الہی میں پہلے یا حرف نہا۔ اور اخیر میں یا شکم ہے۔ لائے ملامت کرنے والا۔
ہوای محبت عذری بنی عذرہ کی طرف جو ایک قبیلہ ہے جس کے لوگ عشق میں مشہور
ہیں منسوب ہے۔ اور وہ عشق کے مرض میں اکثر جوانی میں مرتب تھے ہیں۔ یا ہوای
عذری وہ عشق مراد ہے جس میں عاشق معذور اور بے اختیار ہو۔ اور شیفتگی و
دیوانگی اس پر غالب آجائے۔ معذرة مفعول فعل مخذوف کا ہے یعنی اقبل
معذرة متنی یعنی میرا عذر قبول کر۔ متنی متعلق اقبل مخذوف کے حال یا صفت کے
مخذرة کی۔ لو حرف شرط انصفت فعل ماضی معلوم اگر تو انصاف کرتا لہذا لہذا ملامت نہ کرتا +
ترجمہ۔ اے میرے سرزنش کرنے والے میرا عشق جس کی نسبت آپ مجھے
لامت کرتے ہیں۔ بنی عذرہ کے جوانوں کا عشق ہے۔ جو کبھی زائل نہیں ہو سکتا۔ میرا
عذر قبول کیجیے (کہ میں اس عشق میں مجبور ہوں۔ اس لئے ہٹ نہیں سکتا) اگر تو
انصاف کرتا تو مجھے ملامت نہ کرتا +

تشنشِ بچ عاشقِ عشق کا اقرار کر کے معافی کا خواستگار ہے اور کہتا ہے کہ دل میرے قابو میں نہیں ہے۔ جو میری حالت ہے وہ تو دیکھ لے ہے میں مجبور ہوں۔ ایسی حالت میں طعن و ملامت قرین انصاف نہیں ہے۔

(۱۰) عَدَّتْكَ حَالِي لَا سِرِّي بِمُسْتَتِرٍ
عَنِ الْوَشَاةِ وَلَا دَائِي بِمُخْتَصِمٍ

حالمِ رانیکِ دانی از سخن چیں از من نیست پوشیدہ درم میر و از جان تن

عدتِ تـک میں عدتِ فعلِ مضارع غیر خطاب یعنی میرے عشق کا قصہ تجھ سے تجاویز کر کے اور لوگوں تک پہنچ گیا ہے۔ علما و اعدان و دشمنان مراد تجاویز کرنا حال سرگشت سر بھید۔ مستتر پوشیدہ ہونے والا۔ اسم فاعل۔ وشاة جمع واشی غماز۔ داء مرع۔ مخمس اسم فاعل ہے انصام سے بمعنی انقطاع۔ مخمس منقطع کرنے والا۔

توجہ ۸۸۔ نہارے سوا اور لوگوں تک بھی میرے عشق کا چرچا پہنچ چکا ہے۔ اب نہ تو میرا از غمازوں سے پوشیدہ ہو سکتا ہے اور نہ میرا مرض دور ہو سکتا ہے۔

تشنشِ بچ۔ اب ملامت کا وقت نہیں ہا۔ اگر میرے از پر سوائے آپ کے اور کوئی مطلع نہ ہو نا۔ تو ممکن تھا کہ آپ کی ملامت کا رگڑ ہوتی۔ مگر اب معاملہ حد سے بڑھ گیا ہے۔ چُنلِ خور میرے معاملے کو مخفی نہیں رہنے دینگے اور نہ میرا عشق زائل ہونے والا ہے۔

پہل ب ملامت سے کیا فائدہ ۷

حضرت ناصح گرائیں بدو دل فرشاہ پر یہ سمجھا دے مجھے کوئی وہ سمجھا بیٹے کیا؟ اس شعر کے متعلق بعض شارحین نے لکھا ہے کہ اس میں ملامت کر کے بدو دل فرشاہ کی

خدا کرے تیرا حال بھی میرے جیسا ہو جائے تاکہ تجھے ملامت کا نتیجہ معلوم ہو۔ کہ عاشق کے لئے ملامت کا سُنا کس قدر ناگوار ہوتا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ اس میں ملامت کر کے دعا ہے۔ خدا کرے میری بیماری (عشق) تجھ سے نکل جائے۔ تجھ پر ٹھہرنے جائے۔ اور تو اُس سے محفوظ رہے۔ یہ دونوں معنی فصاحت کے منافی ہیں۔ اور تکلف سے خالی نہیں۔ معنی وہی درست ہیں۔ جو راقم نے نتیجے میں لکھے ہیں۔ کہ جب میرے حالِ نار کی خبر تیرے سوا اور لوگوں نے سُن لی ہے۔ تو اب ملامت کا کچھ فائدہ نہیں عینی کا مقولہ ہے۔ السوا اذا جاور الا شبن شاع جب رازد و تک پہنچ جائے تو وہ جہان میں پھیل جاتا ہے۔ میری رائے میں عدتِ تـک بمعنی جواز تک میرا حال تجھ سے گزر کر اور دن تک پہنچ چکا ہے انہیں معنی کو میں نے فارسی میں نظم کیا ہے +

(۱۱) مُحَضَّتِي النَّصْرَ لَكِنْ لَسْتُ أَسْمَعُهُ
إِنَّ الْمَحِبَّ عَنِ الْعُدَّالِ فِي صَمَمٍ

ناصحا اگر دلی نصیحت گو شمع آں را نشنود از ملامت گر ہمیشہ گوش عاشق کر بود

محضتنی محض سے مشتق ہے محض شیر خالص۔ احماض خالص اور صاف کرنا۔ اس جگہ مراد اس نصیحت ہے جو محض خیر خواہی سے کی جائے۔ اور کوئی غرض اس سے وابستہ نہ ہو۔ النصیر نصیحت کرنا۔ لیکن حرف استدراک یعنی دفع تو ہم جو مخاطب کو کلام سابق محضتنی النصیر سے پیدا ہوا۔ کہ عاشق نے اُس کی نصیحت مان لی ہے اُس کو فقط لیکن سے دفع کرتا ہے۔ اسمعہ میں اسمع صیغہ واحد مکمل۔ لا نصیر النصیر کی بعض نسخوں میں محضتنی من بتفصیل ہے +

طرف اجماع ہے۔ لست اضی تکلم۔ لست اسمعہ کے معنی میں اسے سنا بھی نہیں جاتا۔
محب عاشق عدال جمع عادل۔ ملامت کرنے والے۔ صمد بہر اپن حدیث شریف میں آیا
ہے۔ حبث الشئی یعمی یصم کسی چیز کی محبت اندھا اور بہر کر دیتی ہے۔ عن
العدال لی عن عدال العدال۔ ان المحب عن العدال۔ ان اس جگہ واسطے اثبات
حقیقت کے ہے کہ عاشق ملامت گروں کی ملامت سننے سے بہر رہے ہے۔

ترجمہ۔ ناصح تو بیشک مجھے خلو عن ل سے نصیحت کرتا ہے لیکن (افسوس) کہ
میں اس کو سن نہیں سکتا۔ کیونکہ عاشق ملامت گروں کی ملامت سننے سے بہر رہتا ہے
تشریح۔ کہتا ہے کہ میں تیری شفقت نصیحت کا تو معترف ہوں لیکن افسوس
کہ وہ میرے مفید نہیں ہو سکتی عاشق جوش عشق میں اندھا اور بہر ہوتا ہے۔ گویا
شاعر ایک اور غرض پیش کرتا ہے کہ عشق میں اس قدر دیوانہ اور سرگشتہ ہوں کہ مجھے تمہاری
لامت اثر نہیں کر سکتی۔

اوصیحت می کند بہر کرم پندہ ام در گوش کن تا نشنوم
اس شعر کو سر کے اگلے حصہ پر پگڑی کے نیچے رکھنے سے شرعاً اسے حفاظت ہوتی ہے

اِنِّیْ اَتَّهَمْتُ نَصِيْبَهُ الشَّيْبُ فِي عَدَالِي
وَالشَّيْبُ اَبْعَدُ فِي نَصِيْبِهِ مِنَ التَّهْمِ

نفس من بر پندیری نہم بلبل است | در نہ وعظ و پند پیری تو تر از تهمت است

اِنِّیْ اَتَّهَمْتُ میں ان حرف تاکید یا ائے تکلم۔ اَتَّهَمْتُ جیدۃ اضی تکلم۔ نصیحت
فیصل بمعنی ناعل نصیحت کرنے والا شیب پیری فی عدالی۔ فی جار۔ عدال مجرور متعلق

فعل اتهمت۔ عدل ملامت کرنا۔ ابعدا بہت دور۔ مراد پاک اور برتر نصیحت نصیحت۔
تھم جمع تھمت کی۔

ترجمہ۔ ہر چند کہ پیری اپنے ناصح ہونے میں (بوجہ قدرتی ناصح کے) ناکامی کی
تھمت پاک اور برتر ہے۔ لیکن میں اس کی اس ملامت میں جو وہ مجھ کو کرتی ہے مستہم کرتا ہوں
اُس کو سچا نہیں جانتا۔

تشریح۔ بڑھاپا ایک قدرتی امر ہے۔ سفید بال اور خرم پشت یقیناً قرب موت کے
آثار ہیں۔

موتے سفید از جہل آر و پیام پشت خم از مرگ ساند سلام
لیکن طبعاً انسان اس قدر غافل ہے کہ باوجود ظہور علامات قرب موت ہی تصور کرتا ہے کہ
ابھی اس کے مرنے کا وقت نہیں آیا۔ اور خیال کرتا ہے کہ سفید بال اور خرم پشت قبل از وقت
کسی بیماری کی وجہ ہیں۔ وہ دنیا کے کاروبار میں برابر متفرق رہتا ہے میکان پختہ تعمیر کرنا
ہے۔ کہ اس میں ہمیشہ رہیگا۔ باغ لگاتا ہے کہ اس کا پھل کھائیگا۔ حالانکہ بڑھاپا اس کو
نصیحت کرتا ہے۔ کہ آخرت کا انتظام کر۔ مگر انسان اُس کو سچا نہیں سمجھتا۔ پس جب انسان
ایسے رستہ باز کی نصیحت کو سچا نہیں سمجھتا۔ تو میں بھی انسانی فطرت رکھتا ہوں۔ جب
میں نے بڑھاپے کی نصیحت کو ٹھکرا دیا جو حقیقت الامر پر مبنی ہے۔ تو آپ کی نصیحت
اُس کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ ع

مرد چوں پیر شود عرصہ جاں مے گردد

الفصل الثاني في التحذير من النفس

(۱۳) فَإِنَّ أَمَّا رَقِيَّ بِالسُّوءِ مَا أَتَعَطَّتْ مِنْ جَهْلٍ بِأَنْذِيرِ الشَّيْبِ وَالْهَرَمِ

از جہالت نفس تارہ نشد بتدبیر از علامت پیر پیری و زنجیر پیری

فالتعلیل: اور آن تاکید کے لئے ہے۔ امارۃ صیغہ مبالغہ مشق امر سے مضاف بریاء متکلم سوء بدی امارۃ السوء بدی کا حکم دینے والا۔ مراد نفس سرکش۔ مَا أَتَعَطَّتْ میں مانا فیہ فاعل اتعاطى۔ اتعاطى غلط قبول کرنا۔ جہل نادانی نذیر ڈرانے والا۔ یا بمعنی اندازہ کیا کہ نیکر بمعنی انکار آتا ہے۔ شیب پیری۔ الهرم نہایت پیری۔

توجہ: کیونکہ نے بحقیقت میرے نفس تارہ نے جو برائی کی طرف کھینچتا ہے اپنی جہالت سے ڈرائیو لے بڑھاپے کے وعظ کو قبول نہ کیا۔

تشریح: گویا نفس سرکش کا پیری کے وعظ اور دھمکی کو قبول نہ کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ پیری کو جو نہمت میرا ہے۔ اس کو اس نہمت متہم کیا گیا۔ کہ اس کی نصیحت کسی غرض پر مبنی ہے۔

(۱۴) وَلَا أَعَدَّتْ مِنَ الْفَعْلِ الْجَمِيلِ قَرِيَّ ضَيْفٍ أَلَمْ يَرَأِ أَيْ غَيْرِ مُحْتَشَمٍ

(۱۴)

آہ آمد بر سر ناخواندہ مہمان آبرو دعوت مہمان نکردم از عمل ہمارے نیکو

لااعدت کا عطف ما اتعظت پر ہے۔ اعدت مشتق اعداد سے تیار کرنا اعتد کا نال ضمیر راجع بسے نفس۔ فعل جمیل نیک کام۔ قری بکسر اول مہمانی۔ دعوت۔ ضیف مہمان۔ اَلَمْ يَرَأِ سے بمعنی اُنزنا۔ نازل ہونا۔ داس سر۔ غیر محتشم اگر غیر کی پرکسر ہو تو ضیف کی صفت ہوگا۔ یعنی ضیف غیر محتشم مہمان ناخواندہ اگر غیر کی رائے پر فتح پڑھی جائے۔ تو حال ہوگا ضمیر سے یعنی وہ مہمان ایسی حالت میں آیا کہ بے وقار و بیقد ہے۔ احتشام تعظیم کرنا۔ غیر محتشم جس کی تعظیم نہ کی جائے۔ مراد اس مہمان جو بلا اطلاع و بلا طلب آئے۔ استعارہ ہے بڑھاپے سے جس کا آنا ہلکے کونا گوار معلوم ہوتا ہے۔ پیری کو غیر محتشم بحالت موجودہ نتیجہ کہا گیا ہے ورنہ حقیقت میں قابل تعظیم ہے غیر محتشم کو اگر بصیغہ اسم فاعل پڑھیں تو مراد ایسے مہمان سے جو بے بلالے آجوت ہو۔ اور میزبان کا پاس ادب نہ کرے۔

ترجمہ: اور اس مہمان کے لئے جو بے خبر اور بلا درخواست میرے سر پر آجوت ہوا میرے نفس تارہ نے اعمال اس کی کوئی آؤ بھگت نہیں کی۔

تشریح: مجھ پر اچھا کہ بڑھاپے سے پسند نیک عمل کرتا۔ اور نفس کو نیکی کا خوگیر نہ بنا۔ نظر نا انسان بڑھاپے میں نیک عمل کرتا ہے۔ لیکن فسوس میں نے کوئی عمل نیک نہ کیا۔

(۱۵) لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ إِلَى مَا أَوْقَرُ كَتَمْتُ سِرًّا أَبَدًا إِلَى مِنْهُ بِالْكَتَمِ

(۱۵)

علم گر بودے مرثک بودا کر امیں کردے راز بیکظا گشت از وسوسہ ہمارے

لو حرف شرط۔ کنت صیغہ ماضی تکلم۔ کان دلالت کرتا ہے زمانہ وراز ازل پر۔
کان اللہ عز ونا حکیم خدا کے تعالیٰ ازل سے عزیز و حکیم ہے۔

اس عکس نام ظم نے اظہار کیا ہے کہ مجھے بدت زمانہ پہلے اس کا علم ہو چاہئے تھا۔ اعلیٰ
مضارع واحد تکلم۔ علمہ جاننا۔ انی ما اوقرک۔ ان مبینہ ہے یعنی بیان کیلئے۔ یا تم تکلم
مانا فیہ۔ اوقر صیغہ مضارع واحد تکلم۔ لا ضمیر مفعول راجع بطرف ضیف۔ توقیر تنظیم
کرنا۔ کتمت کتم سے بمعنی پوشیدہ کرنا۔ سرراز۔ بدآشتق بد سے ظاہر ہونا۔

منہ کی ضمیر مجرور ضیف کی طرف راجع ہے۔ کتم وسمہ جو بالوں کو لگایا جاتا ہے۔
اصل میں کتم کے معنی پوشیدہ کرنے کے ہیں۔ چونکہ وسمہ بالوں کی سفیدی کو دھانپ لیتا
ہے۔ اس واسطے اس کو کتم کہتے ہیں۔

ترجمہ ۸۸۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں اس مہمان کی عزت نہیں کروں گا۔ تو میں
اس (از دہوئے سفید) کو جو اس مہمان کی باعث ظاہر ہوا۔ وسمہ سے چھپا لیتا۔

تشریح ۸۸۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں گناہوں سے نہیں بچ سکتا۔ تو بہتر یہ تھا کہ میں
بالوں کو وسمہ لگا لیتا۔ تاکہ لوگ مجھ کو بے ریش وشن طعن نہ کرتے۔ لیکن مجھے عاقبت اندیش
سے اتنا بھی نہ ہو سکا۔

(۱۶) مَنْ لِي بِرَدِّ جَمَاحٍ مِّنْ غَوَاكِهَآ
كَمَا يُرَدُّ جَمَاحُ الْخَيْلِ بِاللِّجَمِّ

کیست تا این نفس سرکش کند از بنیدام | ہچنماں ابر پے سن ام کردار لگام

من استفہامیہ متعلق اس کا موزون ہے۔ ای من موصوفہ من لی و متکفل فی کون میرا

طمان و کفیل ہو سکتا ہے۔ سر د روکنا۔ جماع سرکشی۔ من جار ابتدائیہ۔ غوایتھا کی ضمیر
نفس اتارہ کی طرف راجع ہے۔ غوایت ضلالت گمراہی۔ کما میں کاف تشبیہ مازائدہ۔ یرد
عینہ مضارع مجہول جماع جمع جموع بجئے سرکش۔ الخیل گھوڑا۔ جماع الخیل سرکش
گھوڑے۔ باللجم میں باستعانت کیلئے ہے۔ لجم جمع لجام (معرب لگام مفرد)۔

ترجمہ ۸۹۔ کیا کوئی شخص میرے لئے اس امر کا ذمہ لیتا ہے کہ میرے نفس کی سرکشی کو
جو گمراہی میں مبتلا ہے۔ روکے۔ جس طرح سرکش گھوڑوں کو لگام سے روکا جاتا ہے۔

تشریح ۸۹۔ اس شعر میں دو جگہ جماع آیا ہے۔ پہلے مضارع میں جماع اصل مصدر کے
معنی سرکشی اور دو سر مضارع میں جماع جمع جموع کی ہے۔ کیونکہ اس کی اضافت خیل کی
طرف ہے۔ اور خیل جنس ہے بعض شارحین نے اس شعر میں استفہام انکاری سمجھا ہے۔ کہ

میرا دنیا میں کوئی مددگار نہیں ہے۔ جو مجھے گمراہی سے بچائے۔ اس میں سوء ادب بلکہ کفر
ہے۔ خدا تعالیٰ حتی قیوم ہادی واجب الوجود ہے۔ نعم لمولیٰ و نعم لوكیل ہ ہر یک

گمراہ کو جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ بلکہ یہ استفہام بطور تمنی و تمنعاط ہے یعنی
عاشق رور و کرتا ہے۔ کہ کوئی ہے جو برائے خدا میری دستگیری کرے اور مجھے ورطہ
ضلالت بچائے؟

(۱۷) فَلَا تَرُمُ بِالْمَعَاصِي كَسْرَ شَهْوَتِهَا
إِنَّ الطَّعَامَ يَقْوِي شَهْوَةَ النَّهَمِ

ہاں نینداری علاج شہوت فرط گنا | می شود از خوردن بسیار افزون شہتا

فان فی عجیب جواب شرط محذوف کا ہے یعنی اذا اثرت اصلاح النفس (جب نفس کی)

نہیں چھوڑتا

(۱۹) قَاصِرٌ هَوَّاهَا وَحَازَانٌ تَوَلَّيْهُ
إِنَّ أَطْوَمَ مَا تَوَلَّى يَصُمُّ أَوْ يَصِمُّ

الحذر بخود کن یا نفس سرکش اسو! طاعتش قسمت کن یا نبی نماز عید

فائدہ: جو کچھ کہ لے لے ہے۔ اصروف صیغہ امر۔ صرف پھینا۔ ہوی خواہش۔ ہا ضمیر
نفس کی طرف ارجع ہے۔ اصرفت ہواھا کے دو معنی ہیں۔ اصرف النفس عن ہواھا
نفس کو اس کی خواہش سے روک دے۔ یا اصرف عن النفس ہواھا۔ خواہش کو نفس
روک دے۔ مطلب ایک ہی ہے۔ حاذر یعنی احذر صیغہ امر۔ باب مفاعلا کا استعمال مبالغہ
کے لئے ہے۔ حذر ڈرنا۔ تَوَلَّيْهُ مضارع مخاطب مذکر۔ ضمیر ہوا کی طرف
ہے۔ تولیۃ حاکم بنانا۔ ماموصول۔ تَوَلَّى ماضی واحد غائب۔ دراصل تَوَلَّاهُ
ضمیر مستتر ہوا کی طرف اور ضمیر مخدوف ما کی طرف۔ تَوَلَّى مصدر حاکم بنانا
یصم اول مشتق ہے اصم سے شکار کو تیر سے اس طرح مانا کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹنے
نہ پائے۔ یصم ثانی مشتق ہے وسم سے بیمار کرنا۔ عیب ناک کرنا۔ یصم اور یصم
کی ضمیر ہوا کی طرف ارجع ہے۔ (یصم اور یصم مجزوم ہیں۔ کیونکہ جملہ ماتولی
متضمن معنی شرط ہیں) کا جواب ہیں +

ترجمہ: نفس کو اپنی خواہش سے روک اور ڈر یعنی ہشیا رہ رہ
کہ میں تو اس کو اپنا حاکم نہ بنا دے کیونکہ ہوائے نفس جس پر غالب آجاتی ہے۔
اے یا تو مار ڈالتی ہے۔ یا نکمٹا کر دیتی ہے +

تشریح: جب تو جانتا ہے کہ نفس کی مثال شیر خوار بچہ کی سی ہے۔ تو لازم ہے کہ
اُس کو خواہشوں سے روک پا جائے کیونکہ اگر وہ نیند زفندہ گناہوں میں مبتلا ہو گیا۔ تو
علاج ناممکن ہو گا +

(۲۰) وَمَا عَمَّا وَهَىٰ فِي الْأَعْمَالِ سَائِمَةٌ
وَأَنَّ هِيَ اسْتَحْلَتْ الْمَرْءَ فَلَا تَسِمُ

درپہر گاہ عمل کئے نکو اور اگر زار اگر ورا شیریں بداند از چہ بدین بازدا

و اعطف راع صیغہ امر از راعی یراعی مراعات۔ رعی۔ چرانا حفاظت کرنا۔
ہا وہی ضمیر نفس کی طرف ارجع ہیں۔ اعمال جمع عمل۔ مراد نیک کام۔ سَائِمَةٌ سائمتہ
چرنے والا۔ سومر چرنا۔ داوتیناف کیلئے ہے۔ ان ہی۔ ان شرطیہ۔ ہی ضمیر راعی نفس
کی طرف ہے۔ استحلت صیغہ ماضی واحد غائبہ مؤنث از باب استعملی استعملی استعمال میں
استحلت تھایعلیل سے استحلت ہوا۔ استحلت شیریں سمجھنا۔ مراد خوش گوار خیال
کرنا۔ رعی چرگاہ۔ لا تسیم صیغہ نہی حاضر۔ اسامۃ پرانا +

ترجمہ: جس حالت میں کہ نفس سرکش (چرگاہ) اعمال میں چر رہا ہو۔ اُس کی
پوری پوری حفاظت کر اور اگر وہ چرگاہ کو خوشگوار خیال کرنے لگے تو مت چرنے دے +
تشریح: اگر نفس نیک عمل میں دلچسپی سے مشغول ہو تو بھی اُس کی حفاظت سے
غافل نہیں ہونا چاہئے اور اس میں پر غور کرنا چاہئے کہ یہ دلچسپی لُصا لوجہ اللہ ہے یا
ریاکے لئے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اس فعل کو جو دلچسپی سے کرتا ہے۔ اس میں یا کاری ہو
ایسی حالت میں فالفور اُس کو روک دے۔ ایسے ہی درد و وظائف کو جن ریاکی بُوائے۔

چھوڑ دینا لازم ہے۔ اگر فرائض اور سنن مؤکدہ میں یا پیدا ہو۔ تو ربا کا علاج کرنا چاہیئے
نہ یہ کہ فرائض اور سنن کو چھوڑ دیا جائے۔ یا یہ معنی ہیں کہ جو عمل نیک عادت کا کیا جائے۔
وہ عبادت کا رتبہ نہیں کھتا۔ اس لئے نیک کاموں کرنے میں اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے
کہ نہ بطور عبادت کئے جاتے ہیں۔ یا عادت جب یہ معلوم ہو کہ فیصل عادت کئے جاتے
ہیں۔ تو نفس کو اُن سے وک کر خالص عبادت کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے ۛ

(۲۱) کَمْ حَسَنْتُ لَذَّةَ الْمُرَّةِ قَاتِلَةً
مِنْ حَبِثُ لَمْ يَدْرُ أَنَّ السَّمَّ فِي الدَّسَمِ

خوش نامید مرالذت کہ سوش بائل است | اونداند و طعام چرب بہر قاتل است

کہ۔ خبر یہ یہاں کثرت کے معنی دیتا ہے۔ مضاف الیہ اس کا مخدوف ہے یعنی کہ
نہ مایں و کم مرتبہ و کم شھوۃ یعنی اکثر اوقات اور کئی خواہشیں حسنت صیغہ ماضی۔
تحسین۔ آرہن و بنیکوئی نسبت کردن۔ فاعل اس کا ضمیر ارجح بجانب نفس۔ مرء
مرد۔ قاتلۃ منصوب صیغہ لذت۔ لہذا در بصیغہ مخاطب فعل محمد معروف۔ اگر لہذا
بصیغہ قائب ہو تو ضمیر مرء کی طرف ارجح ہوگی۔ مصدر اس کی درایت جاننا۔ سم زہر۔
دسم چرب کھانا ۛ

ترجمہ۔ نفس کئی خواہشوں کو اس طرح بنا سنوار کر آدمی کے سامنے پیش کرتا
ہے۔ جو اس کے لئے مہلک ہوتی ہیں۔ وہ نہیں جانتا۔ کہ بعض قدر لہذا چرب نیکھانے
میں زہر ملا ہوتا ہے ۛ

تشریح۔ نفس اکثر انسان کو دھوکہ دیتا ہے۔ اور مہلک لذتوں کو مایہ حیات

کی شکل میں دکھاتا ہے۔ اور اس کے اس قریب کھانے کی وجہ یہ ہے کہ انسان میں
یہ استعداد نہیں ہے کہ وہ زہر کی تمیز کر سکے۔ جب وہ کھانے میں ملا کر اس کو دیکھائے۔
کیونکہ سبب لذت وہ زہر کو محسوس نہیں کر سکتا۔ اسی طرح نفس غذا انسان
کو گناہ کی لذت سے اپنے دایم قریب میں پھانس لیتا ہے۔ نکتہ اس میں یہ ہے کہ
لفظ سم لفظ دسم میں موجود ہے ۛ

(۲۲) وَأَخْشَى الدَّسَائِسَ مِنْ جُوعٍ وَمِنْ شَبِيعٍ
فَرُبَّ مَخْمَصَةٍ شَرُّ مِنَ التَّخْمِ

(۲۲)

خوف کن از کمائے فاقہ و زسیر می خد | بار ہا فاقہ بود بدتر ز تخم و زسیر

و اعطف۔ اخش صیغہ امر از خشی بخشی۔ خشية و زنا۔ دسائس جمع دسیہ
یعنی پوشیدہ مراد پوشیدہ مکر اور مخفی عیب ہے۔ من بیانہ۔ جوع بھوک۔ شبع سیری۔
ہا ب کثرت کے معنی میں مستعمل ہے۔ عند الاکثر۔ مخمصہ بھوک۔ شربا۔ اصل اس کی
اشتراک اسم تفصیل ہے۔ بعد اوعام شرب و اشتراک تفخیف کے لئے ہمزہ گرایا گیا۔ تخرج جمع تخم
مک کا فساد اس محلے میں قلب ہے۔ کیونکہ اس کی اصل فرب تخم شرب من المخمصہ ہے
ترجمہ۔ بھوک اور سیری کے اندر ذوقی نقصانوں سے ڈرتا رہے کیونکہ بسا اوقات بھوک

شکم سیری کی نسبت زیادہ بُری ثابت ہوتی ہے ۛ

تشریح۔ اکثر دولت مند کی جس کی خواہش میں لوگ مرتے ہیں مفلسی بدتر ہوتی ہے
کیونکہ دولت بسا اوقات انسان گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر فقرہ اخیرہ کو اپنی
حالت پر چھوڑا جائے۔ تو معنی یہ ہونگے کہ بسا اوقات بھوک فساد معدے سے بدتر ہوتی ہے

مثلاً ریاسے کم کھانا۔ یا بھوک کی حالت میں کلمہ کفر کتنا اس شکم چری سے زیادہ برا ہے جس میں صرف موت کا اندیشہ ہو۔ مگر ایمان کا خطرہ نہ ہو حضور علیہ صلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔
كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا۔ خلاصہ یہ کہ نفس مغسلی اور تو نگر کی ہر وصوت میں راہزنی کر سکتا ہے پس انسان کو ہمیشہ اس کی اندرونی چالوں سے آگاہ رہنا چاہئے۔ اور نیز بھوک کے آدمی کو خیانت۔ چوری اور راہزنی کی عادت پڑ جاتی ہے +

(۲۳) **وَاسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنَيْكَ قَلِيلًا مِمَّا تَمْلِكُ مِنَ الْمَحَارِمِ وَالزُّمَرِ حِمِيَّةَ التَّدَمُّعِ**

از گناہاں پاک کن دل را چشم اشکیا از دم تابیانی عقواز پر ردگار
واو عطف۔ استفراغ خالی کرنا۔ یعنی آخر جاری کرو ارق آنو بہا۔ استفراغ آنسو نکال۔ استفراغ قے کرنا۔ علاج ہے استفراغ مدہ کا۔ عرب کہتے ہیں۔ استفراغ الماء من الماء میں نے برتن سے تمام پانی نکال دیا۔ دمع آنسو۔ عین آنکھ۔ امتلئت صیغہ ماضی معلوم مؤنث۔ امتلا پر ہوا۔ محاذ جمع محرم یعنی حرام۔ الذم امر لازم یعنی لازم پکڑنا ثابت قدم رہنا۔ حمیۃ پرہیز اور بچاؤ۔ تدہ پشیمانی۔ حمیۃ الذم۔ توبۃ الذم۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ الذم توبۃ یعنی گناہ سے پشیمان ہونا ہی توبہ ہے +

ترجمہ اپنی آنکھ سے جواز کا ب حرام کے گناہوں پر ہے۔ رد و کار آنسو بہا۔ اور اس توبہ پر جو تدمت گناہ کے بعد تونے کی ہے ثابت قدم رہ +
تشریح اس قدر روکہ آنکھوں میں آنسو باقی نہ رہیں۔ اور پھر اس گریہ و زاری کے بعد جو اتقا تیرے دل میں پیدا ہو اس کو غنیمت سمجھ۔ علم شریف میں آیا ہے قَلِيلًا مِمَّا تَمْلِكُ

قلیلًا و لیبکو اکثر۔ جس طرح جسمانی ناپاکی پانی سے دھوئی جاتی ہے۔ اسی طرح روحانی نجاست رونے سے دور ہو جاتی ہے۔ اس شعر کو ہر نماز کے بعد اذنیہ پڑھنے سے علم و تقویٰ کا ملک حاصل ہوتا ہے +

(۲۴) **وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّيْطَانَ فِي أَحْصِهِمَا وَإِنْ هُمَا فَحْضَاكَ النَّصْحَ فَأَقْصِمِ**

نفس شیطان مخالف باش خود اودار گزرا گویند عطا و بند بن نشان شمار
واو عطف۔ خالف صیغہ امر حاضر مخالفی مشتق ہے جس میں معنی مبالغہ کے ہیں۔ النفس الشیطان نفس سے مراد نفس امارہ شیطان بر وزن فیعال یعنی نون عملی شطن سے مشتق ہے چونکہ شیطان جنت کے دور ہوا اس لئے اس کو شیطان کہا یا قعدان کے وزن پر نون اید مشتق شاط سے شاط بمعنی ہلاک۔ ہلاک ہوا۔ یا آسرع فی السبیل چلنے میں جلدی کی شیطان انسان کے دل میں جلدی اڑا کرتا ہے۔ اعص صیغہ امر۔ عصیان کشری۔ ان شرطیہ۔ ہما کی ضمیر نفس و شیطان کی طرف راجع ہے۔ محض فالص کرنا۔ نصح خیر خواہی۔ محضات النصح اگر مشفقہ طور پر تجھے نصیحت کریں۔ فاقصم فاع جزاء۔ اقصم صیغہ امر اس کو قسم کرنا۔ اقصام قسمت دینا +

ترجمہ نفس و شیطان کی پوری پوری مخالفت کر اور ان کا کتنا ہرگز زمان۔ اگر وہ کہیں کہ ہم محض خیر اندیشی سے نصیحت کرتے ہیں تو بھی ان کو جھوٹا سمجھ +
تشریح نفس اور شیطان کا کبھی کہا زمان اور اگر وہ بظاہر کوئی فائدے کی بات

لے بند معنی کر جید و نیک و متبدل بند است از بہار علم +

بھی کہیں تو ضرور اس میں تیرا نقصان ہوگا۔ کیونکہ وہ انسان کی کبھی بہتری نہیں چاہتے۔
ان ہر دشمنوں کو جمعہ کی نماز کے بعد ادا نہ پڑھنے سے گناہوں سے حفاظت رہتی ہے۔

(۲۵)
وَلَا تَطْعُ مِنْهُمَا خَصْمًا وَلَا حَكَمًا
فَأَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَالْحَكَمِ

طاعت ہو بود فرات تو جو رستم | خوب میدانی تو کید خصم و حکم

واو عاطفہ۔ لا تطع صیغہ نہی۔ اطاعت فرمانبرداری۔ منہما کی ضمیر نفس و شیطان کی طرف ارجع ہے۔ تعرف صیغہ مضارع مخاطب معرفت جانتا۔ کید مکہ۔ بداندیشی۔ خصم بداندیش۔ بدخواہ۔ مخالف۔ حکم منصف یا وہ حکم جو فریقین کا صلح پر فیصلہ کرے۔ الخصم اور الحکم میں الف لام عہد خارجی کا فائدہ دیتا ہے جس کو مخاطب و متکلم جانتے ہیں۔ ترجمہ نفس و شیطان دونوں کی کسی حالت میں بھی اطاعت نہ کر۔ خواہ وہ بلباب مخالف ہوں یا لباس حاکم عادل ایسے مخالف اور حاکم کے مکروں کو تو خوب جانتا ہے۔ تشبیہ خصم سے مراد نفس ہے جس کی بُرائی بادی النظر میں ظاہر نہیں ہوتی اور حکم سے مراد شیطان ہے کیونکہ وہ انسان کو اس طرح دھوکا دیتا ہے کہ انسان کو سمجھ نہیں آتی۔ یا یہ معنی ہیں کہ جو خصم یا حاکم نفس و شیطان کی جانب سے ہوں۔ انہی اطاعت نہ کر۔ مراد یہ ہے کہ ہم شینان بدکردار و مصاحبان فسق شکار سے کنارہ کشی کر۔

یہ شعر ذرہ مزید غور کے قابل ہے۔ ایک شارح لکھتا ہے کہ شیطان و نفس کا خصم و حکم ہونا بظاہر صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ میں نے اپنے ایک مباحثہ میں جناب محمد توبہ صبری رحمۃ اللہ علیہ عظیم قصیدہ کو دیکھا اور دریافت کیا کہ اس شعر کی ذرہ تفصیل فرمادیجئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ انسان

میں تین چیزیں ہیں جو منع خواہش ہیں۔ قلب نفس شیطان اگر قلب کوئی نیک کام کرنے لگتا ہے تو نفس اسے روک دیتا ہے۔ پھر ہر دو میں جھگڑا ہوتا ہے اور شیطان ہر دو میں حکم بن جاتا ہے اور وہ نفس کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔ اسی طرح جب قلب شیطان میں جھگڑا ہوتا ہے تو نفس حکم بن کر شیطان کے حق میں فیصلہ دیتا ہے پس شیطان و نفس میں سے ہر ایک مرنے و جینے خصم بھی ہے اور من و جہ حکم بھی ہے۔ و اعلم عند اللہ تعالیٰ۔

(۲۶)
اَسْتَغْفِرُ اللهَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ
لَقَدْ نَسَبْتُ بِهِ نَسْلًا لِّذِي عَقْمٍ

مغفرت خواہم ز حق از قول بے عمل | سؤئے ناز نسبت لا در دم بے محل

استغفار بخشش مانگنا۔ لقد نسبت جہا قسم مذوقہ یعنی واللہ لقد نسبت خدا کی قسم میں نے منسوب کیا، یہ کہی ضمیر ارجع ہے قول بلا عمل کی طرف۔ نسل اولاد عقم عورت کا بانجھ ہونا۔ ذی عقم وہ مرد جس کی پشت میں نطفہ ہی نہ ہو۔ یا وہ عورت جس کا رحم نطفہ قبول نہ کرے۔

ترجمہ۔ ایسے کلام سے جس پر میں خود کار بند نہیں ہوں۔ عین خدا تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ خدا کی قسم (میرا لوگوں کو نصیحت کرنا) گویا یا بانجھ عورت کی طرف اولاد کو منسوب کرنا ہے۔

تشریح۔ شاعر اپنے نفس بلا عمل کو ذی عقم مرد یا عورت کے ساتھ تشبیہ دیکر کہتا ہے کہ جس طرح ذی عقم مرد یا عورت کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح میرا نفس ہے عین خود گناہوں میں مبتلا ہوں اور دو سر کو نیکی کی ہدایت کرتا ہوں۔ قرآن مجید میں اراد ہے۔ اَنَّا نُرِي

النَّاسُ بِالْأَبْرَةِ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ. یعنی تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو۔ اور اپنے تئیں فراموش کر دیتے ہو +

خلاصہ یہ کہ جس طرح بانجھ عورت بچہ نہیں بنتی۔ اسی طرح میرے قول بلا عمل سے کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ یا نیکی کا مول میرے جو دے وہی نسبت ہے جو اولاد کو بانجھ عورت سے ہوتی ہے +

(۲۶۱) اَمْرُكَ الْخَيْرُ لَكِنْ مَا اَتَمَرْتُ بِهِ
وَمَا اسْتَقَمْتُ فَمَا قَوْلِي لَكَ اسْتَقِم

گوئیٹ شو نیکی لیکن نیم خود نیکی | راستی و سنی چہ در چوں نیم میں راستی
امر حکم کرنا۔ خیر نیکی۔ نیکی کام لیکن استدرک کے لئے ہے۔ مانافیه۔ اتمرت
اٹھا دھکم ماننا۔ بہ کی ضمیر راجع ہے خیر کی طرف۔ و ما استقامت۔ واو عاطفہ ہے عطف
اٹھرت پر ہے۔ مانافیه۔ استقامت صیغہ ماضی متکلم۔ استقامتہ راستی پر قائم رہنا۔
استقم صیغہ امر متق استقامتہ سے نما قولی میں ما تو بنج اور طعن کے لئے ہے +
ترجمہ۔ تجھ کو تو میں نیکی کا حکم دیتا ہوں لیکن میں خود اس حکم کی فرمانبرداری
نہیں کرتا جب میں خود سیدھے راستے پر نہیں چلتا۔ تو میرا تجھے یہ کہنا کہ سیدھے راستے
پر چل بے مٹے ہے۔ (یعنی شرم کی بات ہے) یا یہ کہ اس کی تاثیر در حقیقت کیا
ہو سکتی ہے۔ ع

خفتہ را خفتہ کے کسند بیدار؟

تشریح۔ یہ بیت پہلی بیت کی تشریح ہے +

(۲۶۲) وَلَا تَزَوَّدْتُ قَبْلَ الْمَوْتِ نَافِلَةً
وَلَمْ اُصِلْ سِوَى فَرَضٍ وَلَمْ اَصُمْ

پیش از مرگ نہ کروم جمع توشہ حسرتاً | جز نماز و روزہ فرضی نہ شد از من ابداً

ولا تزودت۔ واو عاطفہ۔ لا نافیہ۔ تزودت نفل ماضی۔ تزود توشہ مہیا کرنا۔
اس کا عطف ما استقامت پر ہے۔ قبل الموت موت سے پہلے یعنی زندگی میں نافلة
نفل۔ مراد زائد عبادت۔ لم اصل واحد فعل جہ معلوم۔ صلوة و عا۔ نماز۔ فرض وہ حکم
جو قطعی دلیل شرعی سے ثابت ہو۔ لم اصم ایضاً فعل جہ۔ صوم روزہ۔ لم اصل صلوة
و لم اصم صوماً۔ غیر فرض حدیث قدسی میں آیا ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔
لا یزال العبد یتقرب الی بالتواضع حتی احببته فاذا احببته کنت سمعہ
الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و لسانہ الذی یتکلم بہ و یدہ الذی یمسک
بہا۔ ذی یسمع وہی ببصرہ ذی ینطق وہی یمسک +

ترجمہ۔ میں نے مرنے سے پہلے نفل کا کچھ توشہ حاصل نہیں کیا۔ نہ میں نے نماز
فرض کے سوا نماز پڑھی اور نہ میں نے فرضی روزوں کے سوا کبھی روزے رکھے +

تشریح۔ اگرچہ نفل میں کل نماز روزہ سوائے فرض کے داخل ہے۔ اور حاجت تشریح
ماسوائے فرض کے نہیں ہے۔ مگر حسرتاً اور تحسرتاً ماضی اول کے مضمون کو دوسرے الفاظ میں
دہرایا گیا ہے۔ اس پر چند جہیل سوالات قابل حل ہیں :-

(۱) فرائض کا ادا کرنا جب توشہ عاقبت میں داخل ہے۔ تو ناظم علیہ الرحمۃ کا لا تزودت

کہنا کیا معنی رکھتا ہے؟

(۲۱) یہ ظاہر کرنا کہ نماز روزہ ادا ہوتا رہا ایک گونہ فخر ہے :

پہلے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ فرائض بمنزل قرض کے ہیں۔ ان کا ادا کرنا حق عبودیت کو ادا نہیں کرتا۔ اس لئے ناظم نے اسے فرضیہ کو کسی شمار میں نہیں سمجھا۔ اس کے نزدیک حق عبودیت تب ہی ادا ہوتا ہے جب نوافل کا بے انتہا گوشہ جمع کیا جائے :

سوال دوم کا یہ جواب ہے۔ کہ فرض کی متون تغلیل کے لئے ہے یعنی اگر کچھ ادا بھی ہو۔ تو فرائض کا کچھ حصہ ادا ہوا۔ گویا تمام فرائض بھی ادا نہیں ہوئے :

بایں کہو کہ حق عبودیت اسی صوت میں ادا ہوتا ہے۔ جب انسان اپنی عمر کو نوافل میں صرف کرے۔ میرے تصور بہت کو دیکھو کہ میں نے صرف نماز روزہ فرضی پر کفایت کی۔ پس یہ ظاہر فخر نہیں ہے۔ بلکہ انکسار ہے۔ یا فرض۔ وجہ سنت مؤکدہ کے ادا میں جو نقصان واقع ہوتا ہے۔ نوافل اس کو پورا کرتے ہیں۔ پس جب میں نے نوافل کا گوشہ جمع نہیں کیا تو میرے فرائض بھی کما حقہ ادا نہ ہوئے۔ سو اس پر مجھ کو حسرت اور فوس ہے :

لَمْ يَفِي مَلِكًا سُؤْلُ صَلَّيْهِ وَسَلَّمَ
الْفَصْلُ الثَّانِيَانِ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ الْحَبِيبِ

(۲۹)

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ أَحْيَا الظَّلَامَ إِلَى
أَزْشَكْتُ قَدْ مَاهُ الضَّرْمُ مِنْ وَدَمِ

ترک کردم سنت آنکس که شرب زندہ کرد
و عبادت پائیے پاکش از آزار ماں و د

ظلمت فعل ماضی مشتق من ظلم سے۔ ظلم کسی چیز کا غیر محل میں کھنا کسی کے حق میں

بلا اجازت تصرف کرنا۔ مجازاً یعنی ترک کے استعمال ہوا۔ سُنَّة طریقیہ۔ مراد سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سنت پر ظلم کرنے سے مراد ہے اس کو چھو دینا۔ اس کی پیروی نہ کرنا۔ اس کے حقوق کو پورے طور پر ادا نہ کرنا۔ من موصول نام مبارک کی جگہ من کی لفظ لانے میں مخاطب کو شوق میں ڈالتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و تظیم مطلوب ہے۔ احیی بالفتح ماضی از احیا بالکسر باب فعال سے بمعنی زندہ کیا۔ ظلام تاریکی شب مراد مطلق شب۔ احیاء الظلمات کا زندہ کرنا۔ تمام اوقات عبادت میں جاگتے رہنا۔ اِلٰی انتہائے غایت کے لئے یعنی اس قدر رات کو کھڑے رہتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک سوچ جاتے تھے۔ ان مصد یہ۔ اشتکلت عینہ واحد غائبہ فعل ماضی اشتکال کرنا یا بیمار ہونا۔ عربک مادہ ہے۔ اشتکلی فلان ای مَرَضَ فلان۔ فلان آدمی بیمار ہوا۔ قَدَمَاہ تشبیر قدم کا ضمیر راجع ہے طرف من موصول کے۔ ضمیر تکلیف۔ سختی نقصان۔ و دہر آماں یوجن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں مبارک کے شکایت کرنے سے یہ مراد ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک نماز میں کھڑے کھڑے سوچ جایا کرتے تھے :

ترجمہ :- (افسوس) میں نے اُس ذات اقدس کے طریقہ منونہ کی پیروی نہ کی۔ جو اندھیری رات کو زندہ رکھتے تھے۔ عبادت کیلئے کھڑے ہتے تھے، یہاں تک کہ دو نواں قدم مبارک دم سے بیمار ہو جاتے تھے۔ یا درم کی شکایت کرتے تھے :

تشریح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابتداء نزول وحی میں یک رات نوافل پڑھتے رہتے تھے جس سے پاؤں مبارک سوچ جایا کرتے تھے۔ چالیت دیکھ کر صحابہؓ نے عرض کیا کہ تشق علی نفسک وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر

فَقَالَ ۴ اَفَلَا اَكُونُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی حضور نفس پر کیوں اس قدر تکلیف اٹھاتے ہیں
حالانکہ خدا تعالیٰ نے آپ کے اگلاؤں کو پچھلے گناہ بخش دئے ہیں مگر بایک یا میں خدا کا شکر گزار
بندہ نہ بنوں یعنی انعامات مغفرت کا حق نہ ادا کروں؟ پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
طه مَا اَنْزَلْنَا عَلٰكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی (ہم نے تجھ پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا۔
کہ تم اُس کے باعث سے مشقت اٹھاؤ) اس شعر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کی
طرف گریز ہے۔ اور اگر اشتکات سے مراد شکوہ لیا جائے۔ تو اس کے یہ معنی ہونگے۔
کہ پاؤں مبارک پر درمِ ظاہر ہوا جس کا لازمی نتیجہ تکلیف تھی۔ ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ذات اقدس سے بعید ہے کہ وہ اس تکلیف کی شکایت کرتے جو عبادت کی وجہ سے
لاحق ہوئی ۵

(۳۰) وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَاءَهُ وَطَوَّ
تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مَثْرُوفَ اٰدَمَ

پہلوئے جسم مبارک بود گل زنگستاں | بر شکم رست سنگ ز فاقہ درد ہنہاں

و اوعاطفہ احیا الظلام پر عطف ہے یعنی وہ ذات اقدس جس نے رات کو
زندہ کیا۔ اُس نے بھوک میں اپنے شکم پر پتھر باندھا۔ شد مضبوط کرنا۔ کش کے باندھنا
سغَب بھوک۔ احشاء جمع حشاؤں یا جو چیز شکم میں مثل دل جگر اور آنت وغیرہ کے
پائی جاتی ہے۔ عرب کہتے ہیں۔ فلان بطیف الاحشاء طوی صبیغہ ماعنی شتیق طے سے
لیٹینا۔ تحت زیر۔ حجاجہ پتھر۔ کش پلو۔ مَثْرُوف نازک۔ اِتراف نعمت پرورش
کرنا۔ مراد اس جگر نازک و لطافت ہے۔ آدم جمع ادیم۔ کشحا مَثْرُوف ادم

نازک لطیف چمڑے والا پہلو ۶

ترجمہ ۷۔ وہ ذات اقدس جس نے بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ کو کسا ادا
اپنے نازک پہلو پر پتھر باندھا ۸
تشریح عطف اس کا احیا الظلام پر ہے۔ مراد آیت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
اپنے پیٹ اور پہلو پر بحالت شدت جوع پتھر باندھ لیتے۔ کیونکہ پیٹ پر کسی سخت چیز کا
باندھنا بھوک کی شدت کو کم کرتا ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمال صبر اور
تحمل تکالیف پر دال ہے ۹

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
خدمت میں بھوک کی شکایت کی۔ اور ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پیٹ پر ایک
پتھر باندھا ہوا دکھایا۔ یہ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اپنا شکم مبارک ہم کو
دکھایا جس پر دو پتھر بندھے تھے ۱۰

حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے بطن مبارک پر پتھر اس لئے باندھا تھا۔ تاکہ پتھر کی
برودت گرمی کی حرارت کو رفع کرے! ورنہ صحابہ علیہم الرضوان جو تحمل کی تعلیم حاصل کریں ۱۱

(۳۱) وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ
عَنْ نَفْسِهِ فَاَرَاهَا اَيُّ مَا شَمَمَ

کوہ زرد بحال فاقہ آتش بر آستاں | و انکر وہ چشم ز ستغنائے کوہ گراں

و اوعاطفہ اس شعر کا عطف شعر قبل سے ہے۔ راودت از مراد و آمد رفت کھنا۔ کسی
چیز کے حاصل کرنے کی جدوجہد کرنا۔ رَاوَدَكَ عَنْ نَفْسِهِ یعنی اس کو پھسلانا چاہا۔ قَالَ

اللہ تعالیٰ وَاَوَدَّكَهُ الْاَلَمِیُّ هُوَ فِی بَیْنَتِهِمَا عَنْ نَفْسِهِ - جبال جمع جبل - پہاڑ - شجر
باضم جمع اشم نہایت بلند - الشم - الجبال کی صفت ہے یعنی الجبال الرفیعة - ذہب زر -
من ذہب صفت ہے جبال کی - اَرَاَهَا - فاعل ارضی ضمیر راجع بحضہ وعلیہ السلام - وضمیر راجع
بجبال - آیتا - آیت کسی چیز کی عظمت پر دلالت کرتا ہے - مازائدہ - شمر بفتح تین
یعنی - مراد کمال استغناء ہے

ترجمہ - سونے کے بلند پہاڑوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھسلانا چاہا -
پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت تنگناظر ہر کیا - کچھ پروانہ کی +
تشریح - اشارہ ہے اس وایت کی طرف - ان جبریل ۴۱ نزل فقال لا للہ
یقرئک السلام ویقول لک التحب ان جعل ہذا الجبال ذہبا وتكون معک
اینها کانت فتوقف ساعة فقال یا جبرائیل ان الذیادام من کلا دله و مال
من کمال لہ قد یجمعہا من لا عقل لہ فقال لہ جبرائیل ثبتک اللہ یا محمد بالقول الثابت
ترجمہ یہ وایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں گئے اور
کہا کہ خداوند تعالیٰ بعد تحفہ سلام کے فرماتا ہے کہ اگر آپ کی خواہش ہو تو میں آپ کے لئے
پہاڑوں کو سونا کر دوں اور جہاں آپ جائیں یہ آپ کے ساتھ ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے بعد از تامل فرمایا کہ اے جبرائیل دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا اور گھر نہیں ہے اور
اس شخص کا مال ہے جس کا اور مال نہیں ہے اس کو بے وقوف آدمی اپنا ذخیرہ سمجھتا ہے -
جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ خدا آپ کو اس پر ثابت قدم رکھے ہے

پانچ پہاڑ تھے جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں یہ رز و پیش
کی تھی جبل ابوقیس - جبل حرا - جبل ثور - جبل بعلجا - جبل عرفات ہے

وَ اَكَّدَتْ زُهْدًا فِيهَا ضَرْفُ رَتْه
اِنَّ الضَّرْفَ وَرَثَةً لَا تَعْدُو عَلَى الْعَصَمِ

(۳۲)

زہد اور افاقہ اور دست کم گراں عصمت کے شود و مخلوہ حاجت چاہاں

وَاوَعْلَفُ يَابِتْ اَيْ اَكَّدَتْ فِعْل ماضی - تاکید محکم کرنا - مضبوط کرنا - زهد
بے غبتی - ترک دنیا مقول اکدت - فیہا کی ضمیر جبال کی طرف ہے یا دنیا کی طرف -
جو ثمن لفظ ذہب (جو شعر سابق میں ہے) سے سمجھی جاتی ہے - کیونکہ دنیا زہد مال کا
نام ہے - ضمر ورت - سخت احتیاج - فاعل اکدت - زهد کی ضمیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی طرف راجع ہے - لا تعد وصیغہ واحد مؤنث غائبہ معلوم فعل مضارع منفی - عد ان
حد سے تجاوز کرنا - غالب آنا - عصم کبیر اول فتح ثانی جمع عصمت و عصمت یعنی
بازداشتن و نگاہ داشتن از گناہ - وہی لطف من اللہ تعالیٰ یحمل العبد
علی فعل الخیر ویزجرہ عن الشر ویرہدہ فی اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے جو بندہ
اچھے کام کی طرف رغبت دیتی ہے اور بُرے کاموں سے بچاتی ہے +
ترجمہ - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیوی حاجت نے حضور علیہ السلام
کے زہد کو اور بھی زیادہ مستحکم کر دیا - فی تحقیق احتیاج و نیوی عصمت تحقیق پر غالب
نہیں آسکتی ہے

تشریح - لوگوں کی دنیوی احتیاج ان کی پرہیزگاری کو کمزور کرتی ہے
برخلاف اس کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس قدر دنیوی احتیاج زیادہ ہوتی - اُسی قدر
آپ زہد زیادہ مستحکم ہوتا - اور حضور علیہ السلام مایحتاج الیک پر دامن نہ کرتے

تھے۔ کیونکہ آپ نے اس کی ضرورتوں کو ایک فریب سمجھتے تھے۔ گویا ضرورتوں کا پیش آنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کے انصرام میں کم تو جی فرمایا باعثِ شکرِ ایزد بہ ہوتا تھا۔ رُوی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ مضطجعا علی سریر مفروش بنی خفیف طب اخضر تحت رأسه وسادة من اذیة مملوءة بلیف قد دخل علیہ عمر مع جماعة من الصحابة فانحرفا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فرأى عمر اثر الفراش علی جنبیہ فبکی فقال ما یمیکک یا عمر فقال کیف لا ابکی ان کسری و قیصر ینعمان فیما یتنعمان فیہ من الدنیا ولنت علی هذه الحالة فقال علیہ السلام یا عمر ما ترضی ان یموت لہم فی الدنیا ولنا فی الآخرة فقال بلی۔ فنزل جبرئیل علیہ السلام وقال سنة الله قد جرت علی ان لذت الآخرة تنقص علی کل احد یحب ان یدل لذت الدنیا فما كانت لذت الدنیا اکثر كانت لذت الآخرة اقل کما فی قوله تعالی اذ ہبتم طبیبا تم فی حیاتکم الدنیا۔ لکن اللہ یقول قل ل محمد خذ من عظام الدنیا ما ترید و اطلب ما تشاء فانک مجاہل تنقص من لذاتک فی الآخرة بسبب لذاتک فی الدنیا فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام واللہ خیر و البقی +

ترجمہ۔ روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک چارپائی پر (جس پر کچھ رکھ کر) بویا بچھا ہوا تھا بیٹھ ہوئے تھے۔ اور سر مبارک کے نیچے چمڑے کا کھیر تھا جس میں کچھ رکھی چھال بھری تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا حالت صحابہ کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اتفاقاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وٹ لی تو حضرت عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر بویا کے نشان دیکھتے ہی ابیدہ ہو گئے حضور نے پوچھا۔ عمر! کیوں کہتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے وٹنے کا یہ باعث ہے کہ کسرے و قیصر تو دنیا میں نہایت شانِ شوکت اور عشرت کے ذمہ لی سہ

کرتے ہیں۔ اور حضور اس حالت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا۔ عمر! کیا تو یہ نہیں جانتا۔ کہ ان کے لئے دنیا ہو اور تمہارے لئے آخرت؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بیشک میں یہی جانتا ہوں۔ پس جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا۔ خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ دنیا کی لذتیں جتنی جتنی ہوں اسی قدر آخرت کی لذتیں کم ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ تم اپنی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں پاچکے ہو لیکن خدا پاک فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم ہو کہ تم دنیا کی نعمتوں کو چھوڑا جی چاہے۔ لو آپ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔ تمہاری لذات آخرت لذات دنیاوی کے حامل کھڑے سے کم نہ ہوں گی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اللہ بہتر و باقی ہے +

(۳۳۱) **وَکَیْفَ تَدْعُوْا اِلٰی الدُّنْیَا ضَرْفَةً مِّنْ لَّوْلَہَا لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْیَا مِنَ الْعَدَمِ**

حُبُّ دُنْیَا کے کشد اور ازراہِ مستعمل اگر نہ ہوئے اور نہ ہوئے کا ثبات و جہاں

و او استینافیہ۔ کیف کسی چیز کے حالات دریافت کرنے کی واسطہ استعمال ہوتا ہے۔ یہاں استفہام استبعاد ہے یعنی آپ کے شان سے بعید ہے کہ دنیا کی جذبات آپ کو اپنی طرف کھینچے۔ تدعو فعل مضارع واحد غائبہ مؤنث۔ دعاء بلانا۔ کیف تدعو استفہام نکار کی، دنیا مشتق دونوں سے یعنی نزدیک ہونا اس جہاں کو دنیا اس لئے کہتے ہیں کہ وہ باعتبار زمان نسبت آخرت کے انسان کی ذات سے قریب ہے۔ یا مشتق ہے دنایت بمعنی خست کینگی سے کیونکہ یہ تقرب الی اللہ کی مانع ہے۔ لولا لا ضمیرہ راجع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بقدر خبر خود مندوت۔ لہٰذا تخرج صیغہ جحد۔ یا توریہ صیغہ معنیہ از۔ خروج بمعنی نکلنا سے۔ یا مجہول از احواج بمعنی نکالنا اس جگہ دونوں صحیح ہیں۔ عدہ مہمیتی +

ترجمہ۔ کس طرح (ممکن ہے) کہ ایسی ذات اقدس کو اس کی ضرورت دنیا کی طرف

بلائے کہ اگر آپ پیدا نہ ہوتے تو دنیا ہی عدم سے وجود میں نہ آتی ۛ

تشریح - پہلے شعر میں جو بظاہر تعجب پیدا ہوا تھا۔ اُس کو رفع کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں لولاک لما خلقت الافلاك آیا ہے تو پھر ضرورت انسانی دنیا نے فی کی طرف کس طرح حضور کی توجہ کو پھیر سکتی ہے

(۳۳) مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

نام پاک و محمد سید ہر دوسرا نازش عرب و عجم جن بشر پریشا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مرفوع - صیغہ اسم مفعول مبالغہ بہت تعریف کیا گیا۔ نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ خبر سے متلے مخدوف کی۔ اے ہو محمدؐ۔ یا متلہ اور خبر اُس کی سیدہ لکونین۔ سیدہ سردار کونین دو جہان دنیا و آخرت الثقلین مراد انسان و جن کیونکہ ان پر شرعی تکالیف کا بار رکھا گیا ہے۔ اس لئے ان کو ثقلین کہا گیا ہے۔ وثقلین بمعنی دو گروہ گراں از روئے کثیر الخلق اور ذوی العقول ہونے کے۔ فریقین دو گروہ۔ عرب و یقتضین ملک عرب و عجم عین و سکون ا۔ ایسا ہی عجم و عجم ملک عرب عجم کے رہنے والے۔ یا سوائے عرب باقی تمام ممالک عجم میں داخل ہیں۔ یہ نام عربوں نے رکھا۔ کیونکہ وہ ان کو بمقابلہ اپنی فصاحت و بلاغت و وسعت زبان کے عجم یعنی گنگا کہتے تھے ۛ

ترجمہ ۛ و صاف مذکورہ بالا کے مصداق جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

ۛ اس نارسا شعر میں عرب بضم عین و سکون ا پڑھو کہ یقتضین عرب کے معنی اہل عرب ۛ

والد وسلم ہیں جو دین اور دنیا جن و بشر اور دونوں فریق عرب و عجم کے سردار ہیں ۛ

تشریح - اشارہ ہے حدیث انا سید ولد آدم و لا فخر کی طرف۔ یعنی میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور میرا کہنا بطور فخر نہیں۔ بلکہ امر واقعی ہے چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گروہ انسان اور گروہ جن ہر دو کی طرف مبعوث ہوئے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو نوع کے سردار ہیں ۛ

(۳۵) نَبِيُّنَا الْأَمْرُ النَّاهِي فَلَا أَحَدٌ أَبْرَفِي قَوْلٍ لَامِنَهُ وَلَا نَعَمٌ

آمر و ناہی نشاندہاں جہاں مثلش نبی صادق اند قول خود و سبب شد نفی

نبی یا مشق ہے بنا بمعنی خبر سے یا نبوت بمعنی رفعت پس نبی بمعنی فخر یا رفیع ہوا اصطلاح میں نبی وہ شخص ہے جس پر وحی نازل ہوتا کہ لوگوں کو حکام الہی سکھائے عام اس سے کہ کوئی صحیفہ اس پر نازل ہوا ہو یا نہ۔ اور رسول جس پر وحی کے ساتھ صحیفہ بھی نازل ہوا ہو۔ امور نیک کام کا حکم دینے والا۔ ناہی برے کام سے روکنے والا۔ فلا احد ف جزا۔ یعنی اذاکان محمد سید لکونین جب حضور دو جہان کے سردار اور نبی ہوں تو پھر کوئی آپ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ لا نفی مشبہ نہیں۔ احد بمعنی واحد انسانی افراد میں کوئی فرد۔ ابو عینہ فعل تفضیل بہت سچ کہنے والا۔ بڑا نیکو کار۔ فی قول لا فی حرف جار۔ قول مصدر۔ لا کنایہ نفی سے۔ منہ ضمیر راجع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف۔ نعم کلز ایجاب۔ لا اشارہ ہے محرمات کی طرف اور نعم مراد ہے بیان فرائض و واجبات وغیرہ سے یا مراد لا اور نعم سے نفی اور اثبات ہے جو کلمہ شریف

لا اله الا الله میں ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ وأمر بالمعروف و نه عن المنكر
 ترجمہ ۸۸۔ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اچھے کاموں کی ہدایت کرنے والے
 اور بُرے کاموں کو روکنے والے ہیں۔ پس کوئی امر و نہی کے بیان کرنے میں حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم سے زیادہ است کو نہیں ہے۔ یا کسی سوال کے جواب دینے میں آپ سے بڑھ کر
 کوئی اور صادق نہیں ہے۔ خواہ وہ جواب نفی میں ہو یا اثبات میں۔ کیونکہ جواب کی
 یہی دو صورتیں ہو سکتی ہیں +

تشریح۔ لفظ نبینا کا مقدم کرنا خصوصیت پر دلالت کرتا ہے حالانکہ اور
 پیغمبر بھی امر و نہی گذرے ہیں مطلوب یہ ہے کہ اس زمانہ میں اور آئندہ جو کچھ تقبیل
 ہونے کے ہمارے ہی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام امر و نہی ہو سکتے ہیں۔ کوئی اور پیغمبر
 کیونکہ اور شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ کلام اللہ شریف میں آیا ہے۔ وما یطق عن
 الھوی ان ھو الا وحی یوحی +

(۲۰۱) ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
 لِّکُلِّ ھَوٰلٍ مِّنْ اَھْوَالِ مُقْتَحِمٍ

آن حبیب حق زوالت ہر تہیہ در حوادث و وقت ہر تہیہ کہ بر سر می رود
 ہونہیہ ارجع طرف حضرت محمد رسول اللہ علیہ السلام کی۔ ہو ابتدا۔
 الحبیب خبر الفلام جو حبیب پر لگایا گیا ہے واسطے قصر کے ہے یعنی وہی حبیب
 اور کوئی نہیں۔ حبیب بروزن فیل معنی مفعول دوست کھا گیا۔ تو لحنی صیغہ مضارع
 مجہول۔ دجا امیر کھنا۔ شفاعت طلب الخیر الخیر من الخیر کسی سے کسی لئے بہتری کی سفارش

کرنا۔ لکل ہول لام متعلق ترنجے یا شفاء کے اور لام اس شعر میں فی کے معنی دنیا
 چنانچہ قولہ تعالیٰ یلینتی قدمتی لحياتی نکاش میں اپنی زندگی میں نیک عمل کر لیتا
 یا لام توفیق کے لئے ہے یعنی خوف خطر کے وقت جیسا کہ قولہ تعالیٰ اقتصد الصلوٰۃ
 لدلوک الشمس نماز کو قائم کر سوج کے ڈھلنے کے وقت پر۔ من الاھوال۔ من
 جارہ۔ اھوال جمع ہول مصیبت حادثہ خطرہ۔ مقتصد بصیغہ فاعل یا مفعول ہول
 مقتصد وہ بلا جو انسان پر وقت واقع ہو۔ یا انسان اس میں گرفتار ہو جائے۔ اقتحام
 دو چیزوں کے درمیان میں گھسنا۔ مراد اس جگہ ان مصیبتوں سے ہے جو یکایک انسان پر
 آپڑتی ہیں۔ ہول سے ہول دوزخ بھی مراد ہو سکتا ہے جس میں آدمی تھرا اور جبراً
 داخل کئے جائینگے +

ترجمہ ۸۹۔ آپ ایتھالی کے وہ محبوب ہیں۔ کہ مصیبتوں میں ہر ایک سخت مصیبت میں
 آپ کی شفاعت کی توقع کی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ انا حبیب اللہ والاخیر
 میں خدا کا دوست ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں +
 دُعا

اے خدا لطیف رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو اس دنیا کے مصائب سے
 محفوظ رکھ اور ہر ایک حادثہ میں میری امداد کر۔ اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی شفاعت اور تیری رعنا مجھ کو نصیب ہو۔ آمین +

تشریح۔ مثل شعلیم الرحمة سے وایت ہے کہ یہ شعر مقبول اور مستجاب ہے جس کو
 حاجت دنیا و آخرت کی ہو اس شعر کو ایک ہزار ایک دفعہ ایک ہی جگہ پڑھ کر پڑھے۔
 اور درمیان میں بات چیت نہ کرے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مصیبت دور ہوگی۔

اُذریہ مرثاخ کرام کے مجربات سے ہے :

(۳۷) دَعَا إِلَى اللَّهِ فَالْمُسْتَسْكُونَ بِهِ
مُسْتَسْكُونَ بِحَبْلِ غَيْرِ مَنْقَصٍ

خواندگار اسوئے حق پر کس بخش بر بند
پہنچہ در و دریل مستحکم کہ از ہنم نگلد

دَعَا - دعوۃ - دعا (بلانا - ہدایت کرنا) سے صیغہ ماضی معلوم واحد غائب ہے۔
فاعل اس کا ضمیر ارجح بحضور صلّی اللہ علیہ وسلم ہے۔ الی اللہ میں مضاف حذف ہے۔
ای الی دین اللہ اور عبادۃ اللہ۔ یہاں الی کے مننے جانب ہیں۔ فاء تفریقہ یعنی
دعوت الے اللہ کا نتیجہ یہ ہوا۔ مستمسکون صیغہ جمع مذکر اسم فاعل۔ استمساک کی
چیز کو ہاتھ سے پکڑنا۔ مراد پناہ لینا۔ اطاعت کرنا۔ بہ ضمیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
طرف ارجح ہے۔ مستمسکون دوبارہ لایا گیا واسطے ایضاح کے۔ حبّل رسن۔
منقصر صیغہ واحد مذکر اسم فاعل۔ نقصم توڑنا۔ انفصام - انقطاع - ٹوٹ جانا وغیرہ
منقصرم ٹوٹنے والا حکم مضبوط۔ پائدار۔ حبّل غیر منقصم سے قرآن مجید مراد ہے۔
غیر ایسا کلمہ ہے جو کسی کی صفت واقع ہوتا ہے۔ یہاں حبّل کی صفت ہے :

ترجمہ - آپ (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا۔ پس جو
لوگ آپ کے دامنِ عالی سے وابستہ ہیں۔ وہ (درحقیقت) ایسی مضبوط رسی پکڑے ہوئے
ہیں۔ جو ٹوٹنے والی نہیں :

تشریح - اشارہ ہے آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کی طرف۔ اور
حدیث میں آیا ہے من تمسک بسنن عند فساد امتی فلہ اجر ما تتر شہید یعنی

فساد امت کے زمانہ میں جو شخص میری سنت کو محکم پکڑے گا اُس کے لئے سوشہید کا اجر ہوگا
حبّل اللہ سے مراد قرآن ہے۔ جس میں تبدیل و تحریف نہیں ہے :

(۳۸) فَاَقْبِلْ بَيْنَ فِیْ خَلْقٍ وَفِیْ خَلْقٍ
وَلَمْ يَدْنُوهُ فِیْ عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ

از ہنم پیغمبر فائق شد از خلق کمال
نیت کن ہم سر و در علم و اعطال

فائق صیغہ ماضی۔ فوق بلندی۔ فاقہ۔ فاق علیہ اُس پر غالب ہوا۔
نبیین جمع نبی۔ خلق بالفتح پیدائش و ایجاد۔ مراد حسن صورت۔ کمالات ظاہری۔
خلق بضمتین حسن سیرت و کمالات باطنی۔ لم یدل انوہ فعل مجد جمع مذکر۔ دراصل
یدل انوہ تھا۔ وقت الحاق ہائے ضمیر کے نون جمع کا حسب ضابطہ حذف ہو گیا۔
مداناً باہم نزدیک ہونا ضمیر متصل منصوب ارجح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف۔
علم جاننا۔ مراد علوم معرفت۔ کرم عطا و بخشش :

ترجمہ - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حسن صورت اور حسن سیرت میں سب پیغمبروں
پر سبقت لے گئے۔ اور کوئی پیغمبر بھی حضور کے رتبہ معرفت اور سخاوت تک نہیں پہنچا۔
تشریح - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق کی نسبت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّا
اَعْلٰی خَلْقٍ عَظِیْمٌ اور حدیث میں ہے۔ اَوْتِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ جو جو فضیلتیں
پیغمبرانِ سلف کو علمدہ علمدہ بارگاہ رب العزت عطا ہوئیں اُن سب فضیلتوں کی جامع یہی
ذات والا صفات تھی :

حسن یوسف دم عینے ید فیضاداری
آنچہ خواباں ہمہ از ند تو تنہاداری

وَكُلِّهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ مُلْتَمِسٌ
غَرَفًا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ شَفَاءً مِنَ الدِّيَمِ

(۳۹)

ہر کئے ایشان خواہد از رسول اللہ عطا آفت آب بحر خود ش قطرہ از ابر سخا

واو عاطف یا ابتدائیہ ہے۔ کلہم کل در اصل اکلیل بمعنی تاج سے ماخوذ ہے۔ جس طرح تاج تمام سر کو احاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے۔ اسی طرح لفظ کل اپنے مضاف الیہ کی کل جزئیات کو احاطہ کرتا ہے۔ کل ہمیشہ مضاف ہوتا ہے۔ ہم ضمیر انبیاء علیہم السلام کی طرف ارجع ہے۔ من رسول اللہ من صلیہ ہے ملتمس۔ رسول اللہ کے لفظ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنایت کا اظہار مقصود ہے۔ ملتس خبر ہے کلہم مبتدا کی۔ التماس دُعا و دعا۔ درخواست کرنا۔ ملتس درخواست کرنا۔ لا یعرف بالفتح چلو۔ بحر دریا۔ مراد علم و معرفت۔ رشف چوسنا۔ مراد اس مقدار سے ہے جو ایک دفعہ کے چوسنے سے حاصل ہو یعنی قطرہ آب۔ دیم جمع دیمہ۔ دیمہ اس بارش کو کہتے ہیں جو ایک دن اتنا زیادہ لگتا رہتی ہے۔ یہاں شفاعت سے مراد ہے۔ جو ایک نوع کی بخشش ہے۔ اور عموماً بخشش کو بارش سے تشبیہی جاتی ہے۔ یا دیمہ سے مراد دیمہ رحمت ہے۔ و دعا ارسال لا رحمة للعالمین +

ترجمہ: تمام پیغمبران علیہم السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درپے معرفت اور باران رحمت سے پانی کے چلو یا قطرہ آب کی درخواست کرتے ہیں +

تشریح: حاصل معنی یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے جو وسعت میں ایک دریائے زخار ہے اور حضور کے کرم و وسع سے جو فیضان میں بارش کی طرح

ہے۔ استغاثہ کرتے ہیں کیونکہ سب سے پہلے نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوا۔ اور اس دیگر مخلوقات پیدا ہوئی۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے۔ کنت نبیاً و آدم بین السماء و الأرض الطین۔ آدم ہنوز پانی اور کیچڑ میں تھا۔ کہ میں نبی ہو چکا تھا پس اس صوت میں تمام انبیاء علیہم السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استغاثہ علم و رحمت کرتے ہیں۔ پھر فرمایا لو کان مؤمنی جیسا ما وسعہ الا اتباعی یعنی اگر مومن علیہ السلام زندہ ہوتے تو بخیر میری اقتدا کے اور کوئی چارہ نہ دیکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب شفاعت کے لئے منتخب فرمائینگے اور اللہ تعالیٰ اپنے لطف خاص سے حضور علیہ التحیۃ و التمجید کو نگاربانِ مکتب حق میں مقبول شفاعت فرمائینگا۔ اللہم ارنہ قنا شفاعتہ علی اللہ علیہ السلام۔ یہ شعر حاجت کے انجام کیلئے نماز کے بعد پانچ دفعہ پڑھنا چاہئے +

وَأَقِفُونْ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمْ
مِنْ نَّقْطَةِ الْعِلْمِ أَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحَكَمِ

(۴۰)

ایستادہ حضورش ہر یکے جائے خویش | قدشان از نقطہ حرکت حکمت نیست بیش

واو عاطف یا عالیدہ۔ واقفون جمع مذکر اسم فاعل۔ واقف کھڑا ہونے والا کسی چیز پر اطلاع پانے والا۔ لدی نزدیک۔ لا کی ضمیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ارجع ہے۔ حد وہ نشان جو دو چیزوں کو ایک دوسری سے جدا کرے۔ حد ہر چیز کی نہایت کو بھی کہتے ہیں۔ ہم ضمیر انبیاء کی طرف ارجع ہے۔ من بیانہ بیان ہے حد کا۔ نقطہ اس مقدار کا نام ہے جس کی تقسیم نہ ہو سکے۔ یہاں مراد اس تھوڑی سی سیال ہے جو پسیدی

کے درمیان ہو۔ یا تھوڑی پسیدی جو سیاسی کے درمیان ہو۔ علم مراد علم معرفت۔ اور
یعنی واو عاطفہ من بیانہ۔ حد کا بیان ہے۔ شکستہ حروف پر اعراب لگانا محاورہ میں
آیا ہے۔ شکستہ لکتابی قیدتہ بالاعراب۔ حکم حکمت کی جمع۔ اس سے
حد کی تشبیہ مراد ہے۔ کہ پیغمبروں کی حد جہاں ان کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے وہ بمنزلہ
نقطہ و اعراب ہے۔ یا متعلق ہے ملتس کے جو شعر ماسبق میں ہے یعنی ہر چیز کی ماہیت کو
حسب طاقت بشری معلوم کرنا۔ من نقطۃ العلم بیان حد کا ہے یا اس کی تشبیہ ہوتی
ہے یعنی تمام پیغمبر تھوڑی سی حکمت اور نقطۃ علم کی حضور سے درخواست کرتے ہیں ؟
توجہ ۸۸۔ تمام پیغمبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں اپنے اپنے رتبہ پر کھڑے
ہوئے ہیں۔ اور اس حد کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجہ سے وہ نسبت کے جو نقطہ
کو علم سے اور اعراب کو کتاب (حکمت) سے ہوتی ہے ؟

دوسرا ترجمہ۔ تمام پیغمبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں اپنی اپنی حد پر
اس طرح کھڑے ہیں جس طرح نقطہ اور اعراب اپنی جگہ پر ٹکن ہوتے ہیں۔ اور حد سے
تجاوز نہیں کرتے ؟

تیسرا ترجمہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں تمام پیغمبر اپنے اپنے رتبہ پر
کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقطۃ علم اور اعراب حکمت کی درخواست کر
رہے ہیں یعنی تھوڑے سے علم اور تھوڑی سی حکمت کے طالب ہیں ؟

چوتھا ترجمہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انبیاء علیہم السلام
اپنے اپنے رتبہ پر مطلع ہوئے اور ان کے مرتبہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ سے
نسبت تھی جو نقطہ کو علم سے اور اعراب کو کتاب سے ہوتی ہے یعنی بہت کم ؟

فَهَؤُلَٰئِی تَمَّ مَعْنَاهُ وَصَوْرَتُهُ
ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِیْبًا بَارِئُ الشَّمِّ

عُورِش ہم سیرت شوق شکر مکمل از صفات خالق اراخ چید اور حبیب از کائنات

تاء تفریح کے لئے ہے یعنی پہلے کلام پر کسی دلیل یا نتیجہ کا نام کرنا۔ پہلے شعر
میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام پیغمبروں پر فوقیت دی گئی۔ اب اس پر ظم دلیل
قائم کرتا ہے جو اس شعر میں ہے۔ تھو میں ہا کو ساکن پڑھو جیسا کہ اکثر ظم میں پڑھا
جاتا ہے۔ ہو ضمیر ارجح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ الذی اسم موصول تم
معناہ و صورتہ اس کا عمل ہے۔ تم عینہ ماضی کامل ہوا۔ معنی مراد علق نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ صورتہ سے مراد جسم پاک و حسن ظاہری ہے۔ تھو و مضمونوں
کی ترکیب کے لئے آتا ہے دوسرا مضمون پہلے مضمون کے اعلیٰ و افضل ہوتا ہے۔ صطفیٰ
عینہ ماضی۔ اصطفاہ چنتا۔ انتخاب کرنا۔ باری پیدا کرنے والا۔ تسبیح جمع نسبہ۔
نفس یا ہر ایک جاندار چیز اور بعض نے آدمی کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ معناہ
و صورتہ اور اصطفاہ کی ضمیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ارجح ہیں ؟
توجہ ۸۹۔ پس آپ وہ اشرف الانبیاء ہیں جن کی صوت اور سیرت مکمل ہو گئی۔
پھر خدائے خالق نے آپ کو اپنا دوست منتخب کیا ؟

تشریح یعنی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صوت اور معنی کی تکمیل ہو چکی۔
تو خلعت نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا۔ اشارہ ہے حدیث شریف انا
حبیب اللہ ولا فخر (ایضا) انا سید ولد آدم ولا فخر ؟

مَنْزَرُهُ عَنْ شَرِيكَ فِي مُحَاسِنِهِ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيهِ غَيْرُ مَنْقَسِمٍ

(۱۲۲)

در محاسن نیست کس را شریک از خاتم عالم | جوهرش از آن بالا که گید انقسام

منزہ پاک اور صاف - تنزیہ دُور رکھنا - منزہ خبر بندے محذوف ہے - یعنی
هو منزہ عن بیابان بعد کے معنی میں آیا ہے - یعنی آپس سے بالاتر ہیں - کہ آپ کا
کوئی شریک ہو سکے - شریک حصہ دار - محاسن جمع حسن علی خلاف القیاس زیمائی -
فی محاسنہ جار مجرور متعلق شریک - جوہر معرب گوہر مراد حقیقت حسن غیر منقسم
جس کی تقسیم نہ ہو سکے - یا جو جردانہ ہو سکے - یعنی غیر مفصل - فاء جزاء شرط محذوف
یعنی لہا کان مَنْزَرُهَا عن شریک فی محاسنہ ذی کون جوہر المحسن فیہ
غیر منقسم - یعنی جب اس سے بالاتر ہیں - کہ کوئی آپ کے محاسن میں شریک ہو
تو پس پکا جوہر حسن غیر منقسم ہوا - دوسرے کو اس کا حصہ ملا - ذیہ جار مجرور صفت
جوہر الحسن کی یعنی وہ جوہر حسن جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں نمایاں ہے -
غیر منقسم ہے +

توجہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاتر ہیں اس امر سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی خوبی صفات میں کوئی اور شریک ہو سکے پس اس صحت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
جوہر حسن تقسیم نہیں ہو سکتا +

تشریح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محاسن حضور ہی کی ذات سے مختص ہیں
اور محاسن بحیثیت مجموعی کسی غیر کو نہیں دئے گئے اگرچہ فرداً فرداً اوروں میں پائے جاتے

ہیں - یا یہ معنی کہ بالذات ہر ایک خوبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مختص ہے اور ترجیحاً
دو عشاء و ستر کو عطا ہوئی ہے

ہر دو صاف انبیائے عظام | کرد جبکہ ترا خدا انعام

دَعَا مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارَى فِي نَبِيِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فَيَدِ احْتِكَمِ

(۱۲۳)

آنچه نصرا نی بگوید در حق عیسیٰ گزرا | هر چه ای جز از آن وصفی و نیکو شمار

دع عینہ امر ترک کر - ما اسم موصول مفعول - ادعت فعل ماضی مؤنث فاعل

اُس کا نصاری - ادعا دعویٰ کرنا - اکثر اس کا استعمال دعویٰ بطل میں ہوتا ہے - ہ

عنیر ارجع بموئے ما - نصاری جمع نصران پیڑان حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام

چونکہ اس گروہ حضرت عیسیٰ کی نصرت (امداد) کی تھی اس لئے اُن کو نصائے (امداد)

کنندگان کہا گیا - فی نبیہم جار مجرور متعلق ادعت - ہم ضمیر ارجع طرف نصاری کے

واحکم امر از حکم - اس جگہ مراد بیان اور اظہار ہے - شئت فعل ماضی از مشیئة

چاہنا - مدح حال ہے - احتکم امر حکم کی تاکید ہے - احتکام حکم دینے میں مشغول رہنا

احتکام میں حکم زیادہ اللفظ تدل علی زیادۃ المعنی مبالغہ ہے +

توجہ جو کچھ نصائے نے اپنے پیغمبر (عیسیٰ علیہ السلام) کی نسبت دعا کیا (یعنی

خدا کا بیٹا کہا) اس کو چھوڑ دے باقی جو تیراجی چاہے - بحالت مدح حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی فضیلتوں کو بیان کر اور اچھی طرح بیان کر +

تشریح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف جس قدر چاہے کر - مگر نصائے کی طرح

جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ کوئی ایسی تعریف نہ کر۔ جو جائز نہ ہو۔
حاصل یہ کہ تمام پیغمبران علیہم السلام کا رتبہ بلند ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوصاف
کاملہ کے جامع ہیں۔ کماتیل سے

يَا صَاحِبَ الْجِبَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ مِنْ جَيْمِكَ الْمُنِيرُ لِقَدْ تَوَسَّلَ الْقَمَرُ
لَا يَكُنُ الشَّيْءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے صاحبِ جبال اور آدمیوں کے سردار آپ کے روشن چہرے سے چاند منور ہوا ہے۔ جیسا کہ
چاہئے آپ کی تعریف نہیں ہو سکتی قصہ مختصر یہ ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے بعد تمام
مخلوقات سے بزرگ ہیں *

(۳۳۱) فَانْسِبْ إِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَالنَّسَبُ إِلَى قَدَرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عَظَمٍ

ہر چہ خواہی از شرف ذاتِ منسوب کن ہر بزرگی کہ خواہی صفایِ محبوب کن

فائدہ تفسیر یہ ہے یا عاطفہ۔ انساب صیغہ امر منسوب کر۔ الی ذاتہ الی القسۃ الکریم۔
الی جار۔ ذاتہ مجرور متعلق انساب کے۔ شئت ماضی بمعنی غالب از مشیۃ چاہنا۔ شرف
بلندی۔ بزرگی۔ قدر۔ رتبہ۔ عظم بزرگی۔ عظمت۔ ما شئت۔ ما موصولہ۔ شئت
عیض ماضی مخاطبہ اعد نہ کر اس جگہ بمعنی مضارع کے واقع ہوا ہے *

ترجمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدس کی طرف جس کمال کو تو چاہتا ہے
اور آپ کے رتبہ کے متعلق جس بزرگی کو چاہے منسوب کر *

تشریح اس شعر کی تشریح شعر بالا کی ہی تشریح ہے۔ غلامہ یہ کہ ہر نوع

کے کمالات اور جنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اشرف اور جلالہ کی طرف
منسوب کرنے کا ہر ایک کو وسیع اختیار ہے بشرطیکہ ان اوصاف کے اطلاق کی کوئی
شرعی ممانعت نہ ہو *

(۳۵) فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ
حَدٌّ فَيَعْرَبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ

حد فضائل کمال او نیاید حساب کے تو اند گفت کس تحید کمال عیجاب

فائدہ بیان یا سبب آوردیل کیلئے ہے۔ فضل بزرگی۔ لیس ماضی۔ جس کا
مضارع وغیرہ نہیں آنا۔ بمعنی حرف نفی اللہ کی ضمیر مجرور راجع بفضل حد بازداشتن
بازدارندہ۔ نہایت ہر چیز سے۔ اندازہ کردہ خدا تعالیٰ۔ حد زدن۔ اندازہ کردن
یعرّب فعل مضارع معلوم منصوب بان مقدمہ۔ اعراب ظاہر کرنا۔ بیان کرنا۔ عنہ کی
ضمیر راجع طرف فضل کے ہے۔ ناطق بولنے والا۔ نطق بولنا۔ فم منہ۔ مُراد
زبان *

ترجمہ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بزرگی کی کوئی حد نہایت
نہیں ہے جس کو بولنے والا بیان کر سکے *

تشریح ناظم رحمتہ اللہ علیہ اس شعر میں شعر سابق کے مضمون کی علت بیان کرتا
ہے شعر ماضی میں یہ دعویٰ تھا۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر
ہر ایک صفت کا اطلاق ہو سکتا ہے *

دلیل اس کی یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل اور کمالات کی کوئی

صد نہیں ہے جس کو بیان کیا جائے پس جب سرور کائنات علیہ افضل التجات کی ذات بابرکات مجموعہ کمالات ہے۔ تو ہر ایک کمال اور فضیلت کا اطلاق ذات گرامی پر اس حد تک کہ شرع جائز رکھے جائز بلکہ واجب ہے +

(۴۹۱) لَوْ نَسَبْتُ قَدْرَهُ آيَاتُهُ عَظَمًا
أَحْيَا أَسْمَهُ حِينَ يُدْعَى أَرْسَلَهُم

بہجہ تاش کہ بقدر قدر او بوجہ عظیم زندہ کرنے نام او از خواندش عظم بیم
لو حرف شرط۔ لا انتفاء الثاني، لا انتفاء الاول۔ یعنی چونکہ پہلی چیز موجود نہیں ہوئی۔ اس لئے دوسری چیز کا وجود ظہور میں نہ آیا۔ کو جستن کا کو متناہ
اگر آپ میرے پاس آتے تو آپ کی تعظیم کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نہیں آئے اس لئے
میں نے آپ کی عزت نہیں کی۔ ناسبت فعل ماضی۔ مناسبت۔ ایک چیز کا دوسری
چیز سے کوئی نسبت رکھنا۔ قدر مرتبہ۔ آیات جمع آیت۔ مراد معجزات عظیم ہمار
بزرگی منسوب تمیز۔ احیاء بالفتح فعل ماضی۔ احیاء بالکسر بزمن افعال زندہ کرنا
حین وقت ہنگام۔ یدعی صیغہ مضارع مجہول ضمیر اسم کی طرف راجع ہے دائر
بمعنی مدرس۔ دماوس ناپدید ہونا۔ الرمز جمع دما۔ بوسیدہ ہڈی +

توجہ ۹۹ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات عظمت میں حضور کی قدر و
منزلت کے برابر ہوتے۔ تو حضور علیہ السلام کا نام مبارک جس وقت بوسیدہ
ہڈیوں پر پڑھا جاتا تو انہیں زندہ کر دیتا +

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ رتیا اور عزت بڑگاہ ایزدی میں ہے

کہ اگر اس مرتبہ کے موافق معجزات دئے جاتے تو معجزات کی یہ حد ہوتی۔ کہ جب کبھی حضور کا
نام مبارک ہزار سالہ بوسیدہ ہڈیوں پر پڑھا جاتا۔ تو وہ زندہ ہو جاتیں۔ معجزہ احیاء اموات
بدعائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ سے کم ہے۔ بلکہ حضور علیہ السلام کا رتبہ اس معجزہ
کے شایاں ہے۔ کہ حضور کے نام مبارک سے مردہ زندہ ہو جاتا۔ اس شعر میں تہ اور عزت
کی رفعت عجیب طرز سے بیان کی گئی ہے حضور علیہ السلام کی حیات میں مردہ کا زندہ ہونا
بعض آیات ثابت ہے +

ایک بوڑھیا کا بیٹا جو انصاری تھا، مر گیا۔ بوڑھیا کو خبر ہوئی۔ روتی تھی۔ اور
یہ دعا مانگتی تھی۔ اے خدا تو جانتا ہے۔ کہ میں نے تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف اس لئے ہجرت کی ہے۔ کہ میں ہر مصیبت سے محفوظ رہوں پس اس مصیبت کو ہجرت
حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اٹھالے اس دعا سے اس کا بیٹا زندہ ہو گیا +
یہ شعر اگر قریب الموت مریض کے پاس پڑھا جائے۔ تو وہ سکرات الموت سے نجات
پاتا ہے اور نیز شفا کے لئے زعفران سے لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالا جائے +

(۴۹۲) لَمْ يَمِتْ مَا بِمَا تَعْبَى الْعُقُولُ بِهِ
حَرْصًا عَلَيْنَا فَلَمْ تَرْتَبْ لَهُ فَنَّهُم

از عنایتِ درو عقل مار از امتحان | آنچه فرمودہ را را راز شک است گما

لم یمتحننا۔ لم یمتحن صیغہ جمد۔ ناغمیہ جمع تنکلم۔ نون ساکن۔ نون متحرک میں غم ہوا
امتحان آزمائش مشق ہے۔ محنت وہ مجہد یعنی لہر مجھلنا علی المحنت۔ آپ نے ہمیں
محنت اور تکلیف میں نہیں ڈالا۔ بما تعبى میں یا سبیتیہ۔ ماموعہ سے مراد شرح شریف

ہے۔ یعنی صیغہ مضارع مشتق سے نہ کہ اعیاء سے۔ عی اور اعیاء میں فرق یہ ہے کہ جس چیز کے سمجھنے میں عقل درائے عاجز ہو۔ وہ عی سے اور جو عجز حرکت و سکون کے بعد ہو وہ اعیاء سے۔ عقول جمع عقل۔ بہ کی ضمیر ما موصول کی طرف پھرتی ہے۔ حوص کسی چیز کی حد سے زیادہ خواہش کرنا۔ مراد اس جگہ شفقت ہے۔ لہٰذا ترتیب عینہ جہاں تبتا شک کرنا ہے۔ لہٰذا۔ جہد۔ ہام ہیم سے متکلم مع الغیر کا صیغہ ہے۔ ہیماں۔ بمعنی جبران ہونا۔ یا دھم سے مشتق ہے وہم کے معنی کسی چیز مطلوب کو چھوڑ کر دوسری چیز کی طرف چلا جانا۔ محاورہ ہے۔ وہم فلان اذا غلط جب کوئی غلطی کرتا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ وہم فلان +

توجہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوجہ اس شفقت کے جو ہم سے رکھتے تھے ایسی چیزوں سے جن کے سمجھنے میں لوگوں کی عقلیں حیرت زدہ ہو جائیں۔ ہم کو آزمائش اور محنت میں نہیں ڈالا۔ اس لئے نہ تو ہم شک و ہم میں پڑے اور نہ حیرت زدہ ہوئے +
تشریح۔ جو احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر واجب کئے وہ ہم پر سہل اور سرلیح انعم ہیں۔ نہ ان کے بجالانے میں کوئی تکلیف اور نہ ان کے سمجھنے میں دشواری۔ انقرض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت حق نہایت واضح اور سہل اور تکلیف بالاطلاق سے بالکل پاک اور صاف ہے۔ بخلاف دوسرے پیغمبروں کی شریعت کے کہ اس میں کمال ایسے ہوتے تھے جن کو انسان شکل سے ادا اور برداشت کر سکتا تھا بطور مثال چند امر کا ذکر کیا جاتا ہے۔ قتل بالعمد و خطا میں صرف قصاص کا حکم تھا۔ اگر کپڑے پر کہیں نجاست لگ جاتی۔ تو اس کو کاٹنے کا حکم تھا۔ اور زکوٰۃ میں چوتھا حصہ مال دیا جاتا تھا۔ اور بجا تو بہ کے نفس کو قتل کیا جاتا تھا۔ وغیرہ وغیرہ +

حضرت علی اللہ علیہ آہ وسلم کی شریعت الدین یسر دین آسان ہے کوئی تکلیف امر و نہی نہیں ہے +

(۴۸) اَعْمَى الْوَرَىٰ فَهَمُّ مَعْنَاهُ فَلَيْسَ بِرِيٍّ
لِّلْقُرْبِ الْبَعْدُ فِيهِ غَيْرُ مَنْفَعِهِم

خلق عاجز شد اور اک کمالات نبیؐ از قریب ہم بعید زد و رک علم او غیبی

اعی صیغہ ماضی عاجز کر دیا۔ اعیاء عاجز کرنا۔ ورى خلقت۔ فہم سمجھنا۔ معناه معنی سے مراد کمالات۔ ہ ضمیر راجع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے۔ قرب و بعد سے قرب بعد زمانی و مکانی دونوں ذیہ کی ضمیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔ بعض نسخوں میں ذیہ کی جگہ منہ ہے۔ عید اس شعر میں یوی کا مفعول مالم ہیم فاعلہ ہے۔ یعنی جس قدر لوگ دیکھے جاتے ہیں۔ وہ سوائے اس کے حضور کمالات کے سمجھنے میں عاجز ہوں۔ کوئی بھی سمجھنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ منفہم مشتق انتقام سے کسی چیز کے سمجھنے میں عاجز ہو جانا! اور الزام کا قبول کرنا۔ جواب میں عاجز کر دینا۔ ہ جانا۔ منفہم عاجز ہونے والا +

توجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعم کمالات نے خلقت کو عاجز کر دیا۔ پس کسی شخص کو خواہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب یا بعید زمانہ یا مقام کا ہو۔ بجز اس کہ وہ اطوار کمالات نبوی علیہ التحیۃ والثناء کے بیان کرنے میں عاجز ہو۔ دیکھا نہیں جاتا +
تشریح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمالات نبوت اس تبتا عالی پر ہے۔ کہ اس کی حقیقت کو کوئی قریب الہمد یعنی صحابی رض اور کوئی بعید الہمد یعنی تابعی رض نہیں

پہنچ سکا اور سب کے سب فیضیت کے اظہار میں چپ چاپ ہیں۔ نہ آپ کے کمال کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے نہ کیت حضور علیہ السلام کے فضائل مثلاً راستی۔ وفائے وعدہ۔ ادائے امانت۔ رعایت ہمسایہ شفقت یتیم۔ شیریں زبانی جن عمل۔ کمال عالم و عقل۔ عفو و جود۔ شجاعت جیا جین معاشرت۔ عدالت عفت۔ مروت۔ زہد۔ تقوٰی۔ قناعت۔ اہتمام آخرت۔ عبیر۔ استقلال۔ تحمل۔ ترک حرص۔ وغیرہ انک۔ ایسے واضح اور بین امور ہیں جن کے تسلیم کر لینے میں اس زمانہ کے بڑے بڑے شمنان اسلام نے بھی بجز انکار کوئی چارہ نہیں دیکھا۔

(۷۹) کَالشَّمْسِ تَطْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بَعْدِ صَغِيرَةٍ وَتُكَلِّلُ لَطِيفٍ مِنْ أُمَّمٍ

ہمچو نور شد است از شرف خیر الورا خور دنیا بد دور از نزد سوز و چشم
کالشمس کاف تشبہ شمس آفتاب۔ تطھر قبل مضارع بمعنی ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ شمس عزلی میں مونث ہے اس لئے صیغہ مؤنث استعمال ہوا۔ عینین تشبیہ۔ عین آنکھ۔ بعد دوری۔ صغیرہ چھوٹی چیز۔ تکل عطف و مضارع۔ اکلال عاجز کرنا۔ یا کلال سے عاجز ہونا۔ طرت آنکھ۔ امحہ قرب۔ نزدیکی +

ترجمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال آفتاب کی سی ہے۔ جو دور سے تو آنکھوں میں چھوٹا دکھائی دیتا ہے اور نزدیک سے آنکھ کو خیرہ کر دیتا ہے +
تشریح آفتاب جرم زمین سے کئی ہزار گنا زیادہ ہے۔ اس کی حقیقت مقدار کا دریافت کرنا اس لئے مشکل ہے۔ کہ وہ بظاہر دور سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے

اور نزدیک سے آنکھیں اس کو دیکھ نہیں سکتیں۔ یہی مثال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ کہ آپ کے کمالات کو نہ قریبی پاسکتے ہیں نہ بعیدی یعنی اہل تشف و شہود کی آنکھوں کو آپ کے انوار کی درخشانی چھندھیا دیتی ہے۔ اور ظاہر میں بجز جہم مبارک کے اور کچھ نہیں دیکھ سکتے +

(۸۰) وَكَيْفَ يُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيقَتَهُ قَوْمٌ نِيَامُ تَسْلُوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

کے پیاداندریں دنیا حقیقت کے شیا قوم خفتہ کو بود ہوش و خواب کے

ادعا و عطف بعض نخل میں فائقہ تعب ہے۔ کیف استفہام انکار کے لئے ہے۔ پس اس صوت میں یدارک بمعنی لایدرک ہوگا۔ ادراک سمجھنا۔ کسی چیز کی حقیقت کو دریافت کرنا۔ فاعل اس کا نوم ہے۔ دنیا مراد علوان جسمانی حقیقت ہے۔ نہ۔ ماہیت۔ دنیا جمع نام۔ سونے والا۔ تسلا صیغہ ماضی غائب تلی۔ اطمینان پانا۔ قانع ہونا۔ عنہ ضمیر راجع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف۔ حلم جو کچھ خواب میں دیکھا جاتا ہے +

ترجمہ جو قوم خفتہ ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت سے محروم رہ کر اپنے خواب خیال پر قانع ہے۔ وہ کیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو دنیا میں پاسکتی ہے یعنی نہیں پاسکتی +

تشریح جب مقربین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ادراک حقیقت عاجز ہیں تو غافل قوم جو حرص ہوا اور نفسانی خواہشوں میں متفرق ہے اور سنت نبویؐ

کی تارک اور اولام باطلہ میں گرفتار ہے۔ وہ کب حقیقت محمدیہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کو سمجھ سکتی ہے۔ بعض اکابر سلف سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت صلیب انکشاف کی کسی شخص پر نہیں پڑا۔ اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمال باطنی کامل طور پر ظاہر ہوتا۔ تو کبھی کوئی دشمن دیکھنے کی تاب نہ لاسکتا لفظ دنیا سے اس طرف اشارہ مقصود ہے۔ کہ قیامت کو حقیقت محمدیہ علیہا الصلوٰۃ والسلام انکشاف ہو جائے گا۔ الناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا۔ لوگ سوئے ہوئے ہیں جب مرجائیں گے تو جاگ پڑیں گے۔

(۵۱) فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ
وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللَّهِ كُلِّهِمْ

انہما علم ماوربب تائش اینقدر | کایں شہر بعد از خراج علی مرتضیٰ مختصر
فائدہ تفریع مبلغ غایت غایت بعض نے مصدقہ یہی لکھا ہے۔ علم جاننا۔ فیہ کی ضمیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھرتی ہے۔ بشر آدمی۔ وَاَنَّهُ واعطف۔ اُن واسطے تحقیق جملہ باعد کے۔ کہ ضمیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے۔ خیر بہتر فضل۔ خلق اللہ مخلوقات خدا۔ کلمہ تاکید خلق اللہ تمام جمیع۔ ترجمہ ۸۸۔ پس ہمارے علم کا منتہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کی نسبت ضرر ہی کافی ہے کہ آپ انسان ہیں۔ اور تمام مخلوقات سے فضل ہیں۔

تشریح ۱۔ اس شعر میں اشعار ماسبق کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت معلوم کرنا انسانی طاقت سے بزر ہے۔ حاصل کلام یہ کہ وہ تمام

جہان سے بہتر ہیں۔
آفتابگردیدہم مہرتان زریدہم | بسیار خوبان دیدہم لیکن تیرے گیری

(۵۲) وَكُلُّ أَيِّ آتِي الرُّسُلَ لِكِرَامٍ لِّهَا
فَانْمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورٍ بِهِمْ

ہر ایک اعجاز یکہ از پیغمبران مدید | از ظہور نور پاکش حجابہ یا ایشان رسید

واو عطفہ۔ کل ای اصل میں تھا کل ایتہ من الایات۔ ای جمع آیت نشان۔ اس جگہ مراد معجزات ہیں۔ رسل جمع رسول۔ کرام جمع کریم۔ ہما۔ باء حرف بارہ تعدیہ کے لئے ضمیر ہا ای کی طرف راجع ہے۔ فانما۔ فاء تفریع۔ ان تاکید کے لئے آتا ہے۔ ما زائدہ۔ مراد اس جگہ حصر سے ہے۔ اتصلت فعل ماضی۔ اتصال ملنا۔ متصل ہونا۔ من حرف بارہ سبب کے معنی دیتا ہے۔ نورہ میں لئے ضمیر راجع بحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ ۸۸۔ جس قدر معجزات انبیاء علیہم السلام دنیا میں لائے (فی تحقیق) وہ تمام اُن کو آپ ہی کے نور سے حاصل ہوئے۔

تشریح ۱۔ کوئی معجزہ انبیاء علیہم السلام کا ایسا نہیں ہے جس کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف نہ ہو سکتی ہو۔ کیونکہ باعث ایجاد عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات اقدس ہے۔ حدیث لولاک لما خلقت الافلاک اس کی شہاد ہے۔

گر نبوے یا رسول اللہ وجود پاک تو
ہیچ پیغمبر ندیدے ولست پیغمبری

فَإِنَّهُ شَمْسٌ فَضَّلَ هُمْ كَوَاكِبَهَا
يُظْهِرُنْ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلُمِ

اوست خورشید فضیلت همچو کواکب انبیا - نورشان در شب بزم دریاں شد نما

نادر ماسبق کی عدت کے لئے ہے - ضمیر راجح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے - شمس فضل آفتاب بررگی - کواکب جمع کوکب ستارہ - یظہرون مضارع جمع نونث غائبہ - اظہار ظاہر کرنا - انوار جمع نور - انوارہا کی ضمیر کواکب کی نظر راجع ہے - للناس لام یعنی برائے واسطے - ناس آدمی - اصل اس کا ناسی تھا - یا نے کو کثرت استعمال کے لئے حذف کیا - ناس رہا - ایسا ہی انسان یا خود ہے نسیان یا انس سے - ظلم جمع ظلمت - کواکبہا ضمیر مضارع لید راجح بسوئے شمس - اور یہ صاف باد نے ملاست ہے *

ترجمہ - کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آفتاب کمال ہیں - اور باقی انبیاء علیہم السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں بمنزلہ ستاروں کے ہیں - جو علم اور ہدایت کی روشنی کو عنایت اور جہالت کی ظلمت میں اہل دنیا پر ظاہر کرتے رہے *

تشریح - یہاں کواکب مراد وہ ستارے ہیں - جو آفتاب کی روشنی حاصل کرتے ہیں - نور القمر مستفاد من نور الشمس - جس قدر انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں حقیقت میں ان کے برکات اور معجزات کا منبع حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے حدیث اول ما خلق اللہ نوری شاہد ہے *

پیش آدم ہم تو بوی ہی سچ کس پیدائند تو عجب دُرّ قیمتی و عجائب گوہری

حَتَّىٰ إِذَا طَلَعَتْ فِي الْكَوْنِ عَمَّهَدَا
هَآءِ الْعَالَمَيْنِ وَآحَيْتُ سَائِرَ الْأَمَمِ

چوں بدینا جلوه گر شد شمس فیض عالم - زندہ شد جمیع خلایق از ضیائے نام

حتیٰ انتہا و غایت کے لئے آیا - یہاں تک - اذا شرط - فی ظرفیت - کو تین تنذیر کون - دو نوجوان جن بشر - یا دنیا و آخرت - عم صیغہ ماضی - ہدا ہا رہائی - یا ایصال الی المطلوب - ہائے ضمیر شمس کی طرف ہے - عالمین جمع عالم - واو عاطفہ - عطف عم پر - آحیت صیغہ ماضی - احیاء زندہ کرنا - سائر بمعنی تمام کل الکلام جمع اُمت - گروہ *

ترجمہ - یہاں تک کہ جب یہ آفتاب کمال روشن ہوا - تو اسکی روشنی ہدایت تمام دنیا پر پھیل گئی - اور اُس نے گروہوں کو زندہ کیا *

تشریح - یہ شعر بعض نسخوں میں پایا گیا ہے - اور شعر بالا کی تفسیر و تفصیل ہے *

أَكْرَمَ بِخَلْقِ نَبِيِّ زَانِ خَلْقٍ
بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبَشَرِ مُتَسِمٍ

طینتش ابارک شد خلق او ارستہ - از بشارت خود بڑی روئے او ارستہ

اکرم بہ صیغہ تعجب - اکرام عزت کرنا - خلق بالفتح مرثت - نبی مراد حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - لان فعل ماضی - زین آہستہ کرنا - کا ضمیر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے - خلق بالضم سیرت - خوش خوئی -

حسن خوبی صوت مشتمل اسم فاعل۔ اشتغال اپنے اوپر کپڑا پٹینا۔ احاطہ کرنا۔
بشر بالکسرتازہ روٹی۔ متمتع نشان والا بمعنی مشہور۔ اتسام اپنے آپ کو کسی چیز سے
داغ یا نشان لگانا +

ترجمہ: اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرشت پاک کیسی ہی اعلیٰ اور
افضل ہے جس کو پیرانہ اخلاق نے اور بھی زیادہ خوبصورت بنا رکھا ہے۔ آپ
چادرن میں لپٹے ہوئے اور تازہ روٹی و خندہ پیشانی میں شہرہ آفاق ہیں +
تشریح: اشارہ ہے آیت انک لعلی خلق عظیمہ کی طرف حضرت انورین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کی بابت
سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم نے قرآن مجید نہیں پڑھا۔ کیونکہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق! عین نمونہ قرآن مجید تھے۔ سبحان اللہ! ہم لوگ کیسے
خوش نصیب اور سعادتمند ہیں جنہیں ایسا کامل ہادی ملا جس کی بدولت ہم
خیر الائمہ کہلائے۔ اللہ صل علی سیدنا محمد والہ وسلم +

(۵۶) کَالْزَّهْرِ فِي تَرْفٍ وَالْبَدْرِ فِي شَرْفٍ
وَالْبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَالْدَّهْرِ فِي هَمَمٍ

چوں شگوفہ در طراوت ہیچو در یادِ کرم | در شرفِ دلِ ہاں چوں نہ مانہ در ہمم
کالزہر کا ف تشبیہ۔ زہر شگوفہ۔ ترف نامزد ہمت میں پرورش پانا۔ مراد تازگی
و لطافت بدر چودھویں ات کا چاند۔ شرف بزرگی۔ بحر دریا۔ کرم بخشش۔ دہر
زمانہ۔ ہمم جمع ہمت کی +

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تازگی میں شگوفہ۔ بزرگی میں چودھویں ات
کے چاند اور بخشش میں دریا۔ اور ہمت میں زمانہ ہے +
تشریح: آپ کے اخلاق کی نسبت اس سے بڑھ کر حسان بن ثابت نے کہا
ہے +

لہ راحة لوان معشار جودھا علی البوکان البراندی من البحر
لہ ہمہ لامنتھ لکبارھا وھمتہ الصنعر اجل من الدھر

(۵۷) كَانَهُ وَهُوَ فَرْدٌ فِي جَلَالَتِهِ
فِي عَسْكَرِ حَيٍّ تَلْقَاهُ وَفِي حَشَمٍ

بیشک آں فرد ہست بہ دل و عز و سلا | اگر بو دہنا بہ بینی ہست یا شکر و
کانت تشبیہ کے لئے ہے ضمیر و ہو۔ جلال اللہ۔ تلقاء کی حضور علیہ الصلوٰۃ و
اسلام کی طرف ارجع ہے۔ فرد یگانہ۔ جلالت بزرگی۔ عظمت۔ عسکر لشکر حیین
وقت۔ تلقاء افضل معارض غماط۔ لقاء دیکھنا۔ ملاقات کرنا۔ یا مقابل ہونا۔ جنگ
کرنا۔ حشم غدر نگار۔ آخشاہ جمع۔ وہو فرد فی جلالتہ جملہ عالیہ ہے۔ فی عسکر
متعلق کاٹن محذوف کے +

ترجمہ: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ہیبت رعب جلالت میں فرد یگانہ ہیں
جب کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکیلا دیکھے گا۔ تو تجھے ایسا معلوم ہوگا کہ آپ کے
لے آپ کا ہاتھ مبارک (ایسا سخی ہے کہ اگر اس کی بخشش کا دسواں حصہ صحرا کو دیا جائے۔ تو وہ
دریا سے زیادہ بخی ہو جائے۔ آپ کی ہمتیں اس درجہ کی بلند تریں۔ کہ بڑی ہمتوں کا تو کوئی
انتہائی نہیں۔ اور آپ کی معمولی ہمت زمانہ سے بزرگ ہے + منہ مغلطہ +

ساتھ خدمت گاروں کا انہو کثیر اور سپاہیوں کا لشکر عظیم ہے +
 تشریح۔ باوجود اعلیٰ درجہ کی خوش اخلاقی کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب
 اس درجہ تک ہے کہ اگر اکیلے بھی ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لشکر عظیم اور خدام حشم
 کا گروہ کثیر آپ کے ہم کاب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے سے اس قدر ہیبت
 اور رعب پیدا ہوتا تھا کہ کوئی اس کی بڑاشت نہیں کر سکتا تھا۔ ع
 شکر نے ریک قبا و کشور نے یک بدن

اس میں اشارہ ہے حدیث نصرت بالزعب مسیوۃ شکر کی طرف یعنی میرے
 رعب سے مخالفین جو ایک مہینہ کے سفر سے دور ہوں لرزتے ہیں بعض آثار میں
 مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہیبت کی وجہ سے کوئی شخص غور
 کر کے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اب بھی روحہ منورہ کی عظمت و ہیبت ایسی ہی ہے +

(۵۸) كَانَمَا اللُّوْءُ الْمَكْنُوْنُ فِيْ صَدَفٍ
 مِنْ مَّعْدَنٍ مُنْطِقٍ مِنْهُ وَمُبْتَسِمٍ

آنچہ از دوکانِ ندانِ زباں یا بد نثر | لفظ لفظ اور ستال ہچو لوؤ در صد

کانما۔ کان تشبیہ کیلئے آتا ہے اور ما کا ف۔ لوؤ موقی۔ مکنون پوشیدہ
 مراد اس موقی سے ہے کہ ہنوز سیپ میں ہو جس کی آجے تاب بدرجہ غایت ہوتی ہے
 صدات سیپ۔ معدنی تشبیہ معدن۔ کان منطق گویائی کی جگہ مراد زبان مبتسم
 ہنسی کی جگہ مراد دندان یا دہان مبارک +

ترجمہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو معدنوں اول زبان درخشان سے

وقت حکم جو کلمات ارشاد ہوتے ہیں دوم دہان پاک سے بوقت تبسم جبہ ان مبارک
 درخشاں ہوتے ہیں۔ تو وہ مثل ان موتیوں کے ہیں کہ ابھی سیپ میں پوشیدہ ہیں۔
 یعنی سیپ کا موقی بقایہ عام موتیوں کے زیادہ شفاف و درخشاں ہوتا ہے۔ اس لئے
 ناظم حرمتہ اللہ علیہ نے اس کو المکنون فی صدات کہا +
 تشریح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے جو کلمات لطیبات نکلتے
 تھے ان کو جواہر سے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک کو لوؤ نے درخشاں
 سے تشبیہی ہے +

یاد و معدن منطق سے مراد دوا لب مبارک ہیں اور مبتسم کو ناظم نے تیسری
 کان فرض کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی فصاحت بلاغت کے موقی۔ اور
 دندان مبارک کی آجے تاب و مکنون ہے +

(۵۹) لَا طِيبَ يَعْدِلُ تَرْبَا ضَمَّ اعْظَمَهُ
 طُوبَى لِمَنْ تَشَقَّ مِنْهُ وَمُلْتَمَسٌ

خاک پاک تبش فائق تر از رشک و کلا۔ | فردہ آنکس اکر بوید یا ہو سداں زرا۔

لا نفی جنس کے لئے ہے۔ طیب بوئے خوش۔ يعدل عین و احد غائب مضارع
 عدل ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ برابر ہونا۔ تربا بالضم خاک۔ مراد قبر۔ ضم
 فعل ماضی ضم دو چیزوں کا ملنا ميس کرنا۔ چھونا۔ اعظم جمع عظم ہڈی۔ مراد جسم مبارک
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ طوبی بمعنی طیب حسنی۔ نیر عطیہ۔ نعمت۔ فرج۔
 قرۃ العین بہشت میں ایک درخت ہے خوشخبری۔ عرب کہتے ہیں طوبی لاک مبارک ہو۔

تیرے لئے۔ منتشی بیللم اختصاص منتشی سونگھنے والا۔ انتشاق سونگھنا۔
ملتئم چونے والا۔ التثام بوسہ دینا۔ مبارک ہواں خاک پاک کی خوشبو کے سونگھنے والا
اور بوسہ دینے والے کو۔ اعظمہ کی غمیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ارجع ہے۔
اور منہ کی ضمیر تربت کی طرف ۴

توجہ ۸۸۔ کوئی خوشبو اس خاک پاک کی برابری نہیں کر سکتی۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے جسم مطہر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے ۴
تفسیر لہجہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اطہر کی خاک پاک ہر ایک قسم کی
بوئے خوش اسے بڑھ کر ہے۔ مبارک ہے اس زائر کے لئے جس نے روضہ اقدس کی
خاک عطرناک کو سونگھا۔ اور بوسہ دیا ۴

قائدہ۔ بعض لوگ جو انبیاء علیہم السلام اور دیگر مقربان بارگاہ الہی کی تعظیم کو
شرک بدعت کہہ یاکرتے ہیں۔ اور خاک تربت شریف کے سونگھنے اور بوسہ دینے
کو بدعت کہتے ہیں اور زیادہ تشدد برتنے والے تو اس کو شرک کہتے ہیں ۴
روایت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے حضرت ابوبنصر اسی جنسی اللہ تعالیٰ عنہ
کا بے تابانہ حالت میں تربت شریف پر منہ رکھ کر تربت سے لپٹ جانا ثابت ہے۔
گو حدیث میں بوسہ کا لفظ نہیں۔ مگر ایک صحابی کا ایسا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی غایت درجہ تعظیم اور صحابیؓ کی بے اختیارانہ محبت کو ثابت کرنا ہے ۴
از شمیم لفظ او عالم معطر شد ۴ آشنا باید کہ بویئے آشنا بے بشنو
حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرط محبت و اشتیاق کی حالت
میں تربت شریف پر منہ رکھ کر اشعار ذیل کا پڑھنا مروی ہے ۴

مَا ذَا عَلَيَّ مِنْ شَيْءٍ تَزِيَّةَ أَحْمَدَ اَلَا كَيْشَمَ مَدَى الرَّحْمَانِ غَوَالِيَا
صُبَّتْ عَلَيَّ مَصْرَائِبُ كَوْاَهْصَا صُبَّتْ عَلَيَّ اَلَا يَا مَرْصِرَن لَيَا لِيَا

الغرض بحث وجدل کا میدان اس قدر وسیع ہے کہ خضم جوابات بات کو بدعت کہنے کا
عادی ہے ہرگز ایسے افعال کے جواز کا قائل نہیں ہوگا۔ مگر حق یہ ہے کہ غایت محبت
و فرط اشتیاق کی حالت میں ہرگز یہ افعال ممنوع نہیں۔ یہ سنگل قسلی تقدب کیا جائیں
کہ محبت رسول علیہ علیہ و آہ و احبابہ و الصلوٰۃ و السلام کس چیز کا نام ہے۔ صرف ظاہر
پر زور دینا۔ اور درود دل سے ناپشتنا رہنا محرومی کی دلیل ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے
کہ ایسے افعال کو ہر وقت عادت بنا جانا صحیح نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ عوام الناس جاہل
خوام کو دیکھ کر محبت کی بے اختیارانہ حالت کے بے خبر رہ کر قبر پرستی شروع کر دیتے ہیں۔
اور یہ امر شرعاً سخت ممنوع ہے ہم نے مختصر اس قدر لکھ دیا۔ تاکہ بعض صحابہ
اس نکتہ کو خوب سمجھ لیں کہ عبادت غیر اللہ اور بے اختیارانہ محبت کی حالت میں جو
مقتضی اتصال و قرب ہے۔ بین آسمان و فرق ہے۔ منکر کی بات کو ہرگز مت سنو۔
ایسا نہ ہو کہ تمہیں محبت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی لذت سے ذور پھینک دے۔
اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ و احبابہ وسلم ۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْفَصْلُ الرَّابِعُ فِي مَوْضِعِ صَلَواتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۔ یہ تکلیف اس شخص کو ہو سکتی ہے جس نے حضور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خاک پاک کو سونگھا ہو
کروہ آئینہ عمر بھر دوسری خوشبوؤں کو نہ سونگھے۔ مجھ پر ایسی مصیبتیں ڈالی گئی ہیں کہ اگر وہ
مصیبتیں دونوں پر ڈالی جائیں تو وہ ساتیں ہو جاتے۔ ۱۲ منہ دخل ۴

(۶۰)
**اَبَانَ مَوْلِدُهُ عَنْ طَيْبٍ عُنْصَرٍ
 يَاطِيْبًا مُبْتَدَأً مِنْهُ وَخُتْمًا**

کر دہر مولد شش مشک و شش رضا | اے خوشا بُوئے خوش و شش ابتدا

اَبَانَ ظاہر کیا۔ اَبَانَ ظاہر کرنا۔ مولد وقت ولادت۔ مکان ولادت۔ اسم مکان یا اسم مکان۔ فاعل ہے اَبَانَ کا اور مفعول اس کا عجائب کشیہ مخدوف ہے یعنی آپ کے زمانہ ولادت نے عجائب کو ظاہر کیا۔ عن طیب یتعلق ہے اَبَانَ کے عن کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے اول بدل جزى الله عني ذيداً۔ زید نے جو مجھ پر احسان کیا خدا تعالیٰ اس کو اس کا بدلہ دے۔ دوم عن کے بعد کاجملہ اس کے ماقبل کا سبب ہوتا ہے۔ فعلت هذا عن امرک۔ میں نے یہ کام آپ کے حکم سے کیا۔ آپ کا حکم میرے اس کام کرنے کا سبب ہے۔ سوم بعد کے معنی میں آتا ہے۔ کقولہ تعالیٰ لَکُمْ کُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ اِی طباق بعد طبق۔ اس جگہ معنی دوم یعنی سبب ہیں۔ عنصہ اصل و مادہ۔ طیب عنصہ پاکیزگی فطرت۔ یا طیب میں یا حرف نداء اور مقصود بالذات مخدوف ہے۔ ایہا الناس انظروا۔ اے لوگو! بنظر تعجب آپ کی ابتدائی اور انتہائی پاکیزگی کو دیکھو۔ مبتدأ اسم زمان یعنی زمان ابتدا۔ مراد ولادت شریف۔ منہ جار مجرور متعلق کا شن مزدک صفحہ مبتدأ کی۔ مختتم اسم زمان یعنی زمانہ اختتام۔ مراد وقت وفات علیہ الصلوٰۃ بعض شارحین نے مبتدأ اور مختتم کو مصدر میمی لکھا ہے یعنی ابتدا و اختتام۔ مولدہ۔ عنصرہ۔ منہ کی ضمیریں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ارجع ہیں۔

ترجمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ ولادت مبارک نے بسبب حضور کی پاکیزگی فطرت کے بہت عجائب امور کو ظاہر کیا۔ اللہ کے حضور کا حسن ابتدا (ولادت) اور حسن خاتمہ (رحلت) بایہ معنی کہ بسبب ظہور امور غریبہ ولادت نے آپ کے جسم مبارک کی پاکیزگی و لطافت کو ظاہر کیا۔

تشریح۔ بوقت ولادت عجیب عجیب امور عرق عادت ظہور میں آئے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شرف ذاتی پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً:-

اول۔ ایک ایسا نور چمکا جس سے زمین و آسمان روشن ہو گیا۔

دوم۔ ایک قسم کی بوئے خوش سے جہان معطر ہو گیا۔

سوم۔ حضرت آمنہؓ کو غیب سے آواز آئی کہ تین روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملائکہ سلام کریں گے۔ انہیں ظاہر نہ کیا جائے۔

چھارم۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ناف بریدہ پیدا ہوئے۔

پنجم۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور چراغ کی روشنی پر غالب کیا۔

ششم۔ پیدا ہوتے ہی سر بسجود ہو گئے۔

ہفتم۔ بوقت ولادت انگشت شہادت کھڑی کر کے آسمان کی طرف منہ

کیا اور کہا لا الہ الا اللہ اِنِّی سَولُ اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

ہشتم۔ غسل ولادت کے وقت آواز آئی کہ وہ شکم مادر سے صاف پاک پیدا

ہوئے ہیں غسل کی ضرورت نہیں۔

نہم۔ پشت مبارک پر مہربوت تھی جس پر لا الہ الا اللہ محمد سَولُ اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوا تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معظّمہ میں دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول کی صبح کو مسند آرائے بزم عالم ہوئے +

رحلت کے وقت کوئی علامت موت کی نہیں تھی۔ بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی جسم مبارک پر نور برستا تھا۔ غسل کے وقت جب بدن مبارک سے لباس اتارنے لگے تو آواز آئی کہ نبی اللہ کے بدن کو ننگا مت کرو۔ اسی قمیص میں غسل دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا +

وفات مدینہ منورہ میں ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ السہ ہجری میں واقع ہوئی۔ اور حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مدفون ہوئے۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَارِكْ وَسَلِّمْ +
اس شعر کو چاندی کے توڑ میں نیچے کے گلے میں ڈالنا اس کو سعادتمند کرتا ہے +

(۶۱) **يَوْمَ تَقْرُسُ فِيهِ الْفُرْسُ اَلْهَمُّ
قَدْ اَنْذِرُوا جُلُودَ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ**

اہل فارس اشدّ معلوم از رُوئے حسنا | زود آید بر سر شاں سختی و رنج و عذاب
یوم دن مراد دوشنبہ۔ تقرس فعل ماضی۔ تقرس فراست کو کام میں لانا۔
فارس فارس کہنے والے۔ اَنْذِرُوا صیغۃ ماضی ہوئی۔ نذر دُرّانا جنول ازنا۔ بؤس سختی و عذاب
لقمہ کسر لون و فتح قاف جمع نقمہ بمعنی عذاب و اہتمام۔ یوم مبتدئۃ مخدوف کی
خبر ہے یعنی مولد کا یوم۔ یا ذلک یوم +

توضیح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا دن وہ دن تھا۔ جب

اہل فارس نے فراست معلوم کر لیا۔ کہ وہ عنقریب سختی اور عذاب کے نزول سے ڈرائے جائینگے یعنی اُن پر ننگی اور عذاب نازل ہوگا +

تشریح۔ دوشنبہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اور اُسی دن فوت ہوئے۔ اور دوشنبہ ہی کے دن ہجرت واقع ہوئی۔ اور مدینہ منورہ میں بھی دوشنبہ کو داخل ہوئے۔ نبوت اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بھی دوشنبہ کے دن آئی۔ مکہ مکرمہ بھی دوشنبہ کو فتح ہوا جس وز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہوئی اس ات بادشاہ فارس ساسان نے ایک خف فناک خواب دیکھا اپنے ملک کے تمام منجبول و کماہنوں کو بلا کر کہا کہ میں نے ایک خف فناک خواب دیکھا ہے انہوں نے کہا بیان کریں ہم اس کی تعبیر دینگے۔ اس نے کہا کہ خواب کے بیان کرنے پر تعبیر مجھے طمئن نہیں کر سکتی۔ تم لوگ بتاؤ کہ میں نے کیا خواب دیکھا تھا۔ اور اس کی کیا تعبیر ہے؟ سب عاجز ہو گئے۔ ایک امیر نے بعد المسبح نے جو بادشاہ کے مقررین میں تھا۔ کہا کہ میں سطح خیم کے پاس جو بحرین میں تباہ ہے۔ جاتا ہوں۔ بیٹھنے سال بھر میں ایک دن نکلتا اور سال آئندہ کے کل حالات لوگوں کو لکھوا دیتا تھا۔ عبد المسبح بحرین میں پہنچا جب سطح باہر نکلا۔ تو اس نے بیان کیا کہ کسرے کے محل کے کنگرے گر گئے ہیں۔ اور ساوہ ندی خشک ہو گئی ہے۔ آنکھ دھڑک رہی تھی میں عبد المسبح نے سطح سے کہا کہ بادشاہ نے ایک خف فناک خواب دیکھا وہ خواب کیا ہے؟ اور اس کی تعبیر کیا ہے؟ سطح نے جواب دیا کہ بادشاہ نے خواب میں دیکھا ہے کہ عربی گھوڑے فارس میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے عراقی اونٹوں کو بھگا دیا ہے۔ تعبیر اس کی یہ ہے کہ نبی عربی ہاشمی کی بطحی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی تعریف توریت اور انجیل میں ہے پیدا ہو گئے ہیں۔ عربی گھوڑوں سے مراد اُن کے صحابہ ہیں۔ اور عراقی اونٹوں سے مراد اہل فارس، اہل عرب فارس کو فتح کر کے اس پر تصرف

ہو جائینگے۔ یہ کہ کر سطح رو پڑا اور کہنے لگا۔ کاش میری عمر ونا کرتی۔ تاکہ میں بھی صادق نبی علی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا۔ عبدالمسیح نے ملک ساسان کو ان اقتباس کے جا کر اطلاع دی۔ اور ملک ساسان پر خوف عظیم طاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ پورا ہو کر رہا۔

وَبَاتِ اَيُّوَانُ كَسْرِي وَهُوَ مُنْصَدَعٌ
كَشْمَلِ اصْحَابِ كَسْرِي غَيْرِ مِلْتَمِ

(۶۲۱)

قصر کسرے انزل اول افتادہ رہنا | پہچو لشکر کسرے خشت از خشت جدا
واو عاطفہ ہے۔ تفرس پر عطف ہے۔ بات دو معنی میں متعمل ہوتا ہے۔ اول ات کو کوئی کام کرنا۔ بات فی اللیل یعنی فعلہ فی اللیل اُس نے رات کو کام کیا۔ دوم یعنی صار۔ یہاں دو نومعنی ہو سکتے ہیں۔ اور اس میں ضمیر مخذوف ہے۔ صل تھا۔ بات فیہ۔ ایوان محل۔ کسری لقب نوشیروان۔ مُنْصَدَعٌ ٹوٹنے والا انصداع ٹوٹ جانا۔ کشمل میں کاف تشبیہ۔ شمل پر لگندہ ہونا جمع ہونا۔ یہاں مراد معنی اول میں۔ اصحاب جمع صحب جمع صاحب یعنی دوست۔ بار۔ مراد لشکر۔ غیر ملتئم۔ جو مجتمع نہ ہو سکے۔ مراد متفرق و منتشر۔ التیام آپس میں ملنا۔

ترجمہ ۸ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے دن کسرے کا محل سیاپاش پاش ہو گیا۔ جیسے نوشیروان کا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ اور وہ پھر آپس میں اکٹھا نہ ہو سکا۔ یعنی جس طرح لشکر اہل فارس قابل اجتماع نہ رہا۔ اسی طرح محل کسرے قابل مرتب رہا۔
تشریح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے دن نوشیروان کا محل پھٹ گیا۔ اور اُس کے چودہ کنگرے گر پڑے اور اُس کی سلطنت کو زوال شروع ہوا۔ اور بہت

جلد اسلام کا غلبہ ہو گیا۔

کسرے معرب خسرو کا ہے بادشاہ بن عجم کا لقب ہوتا تھا۔ جیسے قیصر بادشاہان روم کا۔ اور خاقان بادشاہان ترک کا۔ اور فرعون بادشاہان مصر کا۔ شیخ بادشاہان یمن کا نجاشی شاہان حبشہ کا۔

پہلے کسرے سے مراد ملک ساسان ہے۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے دن ساسان کا محل پھٹا تھا۔ اور دو کسرے سے مراد آخر بادشاہ ساسانیان یزدجرد بن شہر بار ہے۔ جب یہ بادشاہ ہوا۔ تو رستم بن فرخ زاد کو اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اور دو لاکھ سپاہ اور بہت ساز و آواز اور تھیارے کے عراق کی طرف مسلمانوں کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ یہ زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ آپ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو سپہ سالار لشکر اسلام مقرر کر کے رستم کی طرف روانہ کیا۔ آخر دونوں لشکر ویکا مقابلہ ہوا۔ بلال بن علقمہؓ نے رستم کو قتل کیا۔ سعد نے بلال کو حکم من قتل قتیلہ قتلہ فاما سلبہ رستم کا مال و متاع دے دیا۔ جس کی قیمت ستر ہزار درہم تھی۔ مگر تاج جسکی قیمت ایک لاکھ درہم تھی وہ اُس میں شامل نہیں تھا۔ رستم کے قتل ہونے پر ساسانی بھاگ گئے۔ اور ایسے منتشر اور تتر بتر ہوئے۔ کہ پھر ان کو اس کروفر کے ساتھ جمع ہونا نصیب نہ ہوا۔ اور میدان فادسیہ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے ایرانی حکومت چرائی گئی ہو گیا۔ چودہ کنگرے گرنے سے یہ مراد تھی۔ کہ اس کے بعد چودہ بادشاہ اہل فارس یکے بعد دیگرے ہونگے۔ تھوڑے عرصہ میں ان کا خاتمہ ہو جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک اند کو دوسرے اند کے ساتھ تشبیہ و کریان کرنا۔ دل پر زیادہ اثر رکھتا ہے۔ اس کے بعد نہ محل کی پھر مرتب ہوئی۔ نہ ساسانیوں کا لشکر پھر جمع ہوا۔

وَالنَّارُ خَامِدَةٌ أَلَا تَقَاسِمُ مِنْ أَسَفٍ
عَلَيْهِ النَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ مِنْ سَدَمٍ

(۹۳)

از تاسف آتش آتشکدہ نور شد از تحیر نہر ہم از چشمہ خود و ور شد

واو عاطفہ اس کا عطف شعبہ سابق بات ایوان الخ پر ہے لیکن اس صورت میں یہ اعتراض ہوگا کہ بات ایوان کسے جملہ فعلیہ اور یہ اسمیہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک جملہ مفرد کی تاویل میں ہے۔ اور یہ واو ضالیہ بھی ہو سکتی ہے۔ شداً لقیتک والحبیش قادم۔ نادر آگ۔ مراد آتشکدہ پارس۔ خامدہ بجھی ہوئی۔ نخود آگ کا سرد ہونا۔ الفاس جمع نفس سائن جس سے جانور زندہ رہتا ہے۔ مراد یہاں آگ کے شعلے۔ اسف افسوس اندوہ گین ہونا۔ ذہر مراد دریائے فرات۔ ساہی غافل۔ بھولنے والا۔ سہو بھولنا عین آنکھ چشمہ۔ ساہی العین وہ شخص جس کی نظر چوک جائے غافل۔ سد مادہ ویشیانی۔ علیہ کی ضمیر ایوان یا فارس کی طرف ہے۔ اگر علیہ کی ضمیر قصر کسرے یا فارس (یا ساوہ) کی طرف ہو بصوت تقدم شعر و ساوہ اذ شعر والتاء یا بطریق ضمائر قبل الذکر تو معنی صاف ہیں۔ کہ آگ کو قصر کسرے کے پھٹ جانے یا اہل فارس کے منتشر ہونے (یا ساوہ کی رخ گردانی) پر تاسف ہوا۔ تو اس کے شعلے بجھ گئے۔ یا غمیر علیہ کی خمود نادر کی طرف ہے۔ یا یوم مبداء کی طرف اس صورت میں یہ معنی ہونگے۔ کہ آگ کو اپنے نفس پر افسوس ہوا۔ کہ وہ زمانہ توجید میں کفار کی معبود ہے اس لئے وہ بھگ گئی۔ یا وہ مشتاق تھی کہ شب لاوت میں خوشی سے تمام شہر کو اپنے نورانی وجود سے منور کرتی۔ اس عزت کا اس کو موقع نہیں ملا۔ اور اس کی دلی

آرزو پوری نہ ہوئی۔ اس لئے مارے حسرت کے نہر ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔
توجہ۔ آگ کے شعلے اس وجہ سے کہ وہ ساوہ ندی کے خشک ہونے پر
اشک حسرت برساتے تھے۔ بجھ گئے۔ اور نہ فرات کی آنکھ سبب مرند کی غلط بین ہو گئی۔
(اپنی ادھی کو چھڑ کر) دوسری جگہ بہنے لگی۔ یا بحالت سرسبکی اپنے منبع کو بھول گئی۔
تشریح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے دن فارسیوں کے
آتشکدہ سے جو ہزار ہا سال سے روشن تھے سرد ہو گئے۔ اور نہ فرات کی نظر چوک
گئی۔ کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ بہنے لگی۔ جس سے عمارت کسری کو نقصان
عظیم پہنچا۔ نہایت عجیب طریق فصاحت سے واقعات کو بیان کیا گیا محل کسرے کا
پھینا اور آتشکدہ سے کاسرد ہو جانا۔ اور نہراہل ساوہ کا ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل ہونا۔
ایسے عظیم الشان واقعات ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت پر
دلالت کرتے ہیں۔ اور آپ کی عظمت و جلالت کے شاہد ہیں۔

ساہی العین سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے۔ کہ نہ فرات اپنا منبع بھول گئی۔
علیہ کی غمیر کا مرجع بدلنے سے معنی بھی بدل جاتے ہیں یعنی اس غمیر کا مرجع اگر یوم مبداء
ہو۔ تو معنی یہ ہونگے۔ کہ اس آتشکدہ اور نہ فرات آنحضرت کے مشتاق دیدار تھے سبب
حوران زیارت آتش کہ تو سرد ہو گیا۔ اور نہ فرات اپنے اپنا روخانہ بدل دیا۔ جو علامت تحیر
اور سرگردانی کی ہے پہلے کو ذہ کے قریب بہتی تھی پھر مشق اور عراق کے درمیان بہنے لگی۔

وَسَاءَ سَاوَةٌ أَنْ غَاضَتْ بِحَيْرَتِهَا
وَمَرَدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِينَ ظَمَى

(۹۴)

خشکے آب بحیرہ ساوہ اغمناک کرد | آب کش چوین تشنه آمد خشکین با آہ سرد

واو عاطفہ عطف بات پر ہے۔ ساء فعل ماضی معلوم۔ لازم بھی ہے اور متعدی بھی۔ ساوہ ساوہ ساوہ غمگین ہوا۔ یا اُس کو دریا کے پانی کے خشک ہونے نے غمناک کر دیا۔ ساوہ فارس میں ایک قصبہ ہے۔ مراد اس سے اس قصبہ کے رہنے والے ہیں۔ ان مصدیر غاضبت غیظہ واحدہ ثنوت غایبہ فعل ماضی معلوم مشتق از غیض لفتح غین مجہمہ و سکون تنحناتی و ضا و جرد آخر بمعنی جذب شدن آب در زمین۔ غاضبت غائب ہو گئی۔ بحیرہ ایک نہر کا نام ہے جو ساوہ میں تھی۔ رد فعل ماضی مجہول از مرد یعنی دایس کرنا۔ واد چشمہ پر آنے والا۔ و رد مصدر۔ غیظ غصہ میں آنا ظمعی در صل ظمعی ہموز اللام تھا۔ ہمزہ بعد کسرہ واقع ہوا۔ یا سے بدل کیا گیا۔ پھر یہاں ضرورت قافیہ کے لئے یا کو ساکن کیا گیا۔ اور ظمعی عینہ ماضی ہے بالظہار بمعنی پیاس ہے۔

ترجمہ ۸۸۔ ساوہ کے رہنے والوں کو اس مرنے اندوہ ناک کیا۔ کہ اُن کے بحیرہ کا پانی جذب ہو گیا۔ اور اُس کے گھاس پر گنے والی تشنہ اور خشکین و اُس کیا گیا۔ تشنہ یعنی حضرت علیہ السلام کی ولادت کے دن بحیرہ کا پانی خشک ہو گیا اور جو لوگ پیاس کی حالت میں وہاں پانی لانے یا پینے کے لئے جایا کرتے تھے وہ ناکامیاب واپس ہوئے۔

بحیرہ وہ ندی ہے جو عراق عرب میں ہمدان اور قم کے درمیان جاری تھی جس کے ارد گرد کفار کے بہت مکابد تھے جن کی رونق اس ندی پر منحصر تھی خدا تعالیٰ نے اُس کو خشک کر دیا جس سے کفار کی وہ پرستش گاہیں بے رونق ہو گئیں۔

بعض روایات میں ہے کہ کفار اس نہر کی پرستش کرتے تھے اس لئے خدا نے پاک نے اُس کو خشک کر دیا۔ گویا اس قسم کے علامات توحید کے پھیلنا تھے جو حضور و مر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریب لادت پر ہر ملک و دریا میں پہنچا یا گیا۔ اِنْ اَصْبَحَ مَاءُكُمْ غَوْرًا فَمِنْ بَآئِنِكُمْ بَمَاءٍ مُّعِينٍ +

(۶۵) کَانَ بِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ بُلَلٍ
خُرْنَا وَبِالْمَاءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمٍ

آب آتش فرو شد شعله آتش آب | از قطرات آب کش شد بعالم انقلاب

گان حرف تشبیہ۔ نار آگ۔ ما موصولہ۔ ماء پانی۔ بلل نری۔ حزن غم۔ ضمہ آگ کا بھر کرنا شعلہ۔ بالماء جار مجرور متعلق فعل محذوف کے۔ ای الذی یحصل بالماء۔ اور ایسے ہی بالنار متعلق ہے ما یحصل کے۔ پانی سے نزوات حاصل ہوتی ہے اور آگ سے حاصل سوزش۔ من ہر دو جگہ بیان یہ ہے۔

ترجمہ ۸۹۔ گویا غم کی وجہ سے آگ میں پانی کی غاصیت اگر جو چیز اس میں ڈالی جاتی ہے وہ بھیک جاتی ہے ایسی طراوت اور پانی میں۔ آگ کی غاصیت اگر جو چیز اُس میں ڈالی جاتی ہے وہ جل جاتی ہے یعنی سوزش پیدا ہو گئی۔

تشریح۔ آتش کدھے ایسے سرد پڑ گئے کہ گویا پانی سے مجھا دئے گئے۔ اور ندی ایسی خشک ہو گئی کہ گویا آگ سے خشک کر دی گئی۔ یعنی آب و آتش کے خواص طبعی بدل گئے۔

غم کے دو خاصہ ہیں یا تو آدمی رونے لگتا ہے۔ یا سینہ جلتا ہے۔ تشنہ

درد غم سے رونے لگے اور نہر کا دل شعلہ غم سے بھرک اٹھا۔ دُنیا میں ایسا انقلاب آیا کہ حقیقتیں بدل گئیں۔

وَالْحَجْنُ قَهْتَفُ الْأَنْوَارِ سَاطِعَةٍ
وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنَى وَمِنْ كَلِمٍ

(۱۶۱)

جَنَابِ اَوْ بَشَارَتِ شَرِیَاں و شَرْ نُو | رَسْمِ اُطْرُفِ اَلْفَاظِ و مَعْنَى شَرْ نُو

واو عاطفہ یا عالیہ جن خدا تعالیٰ کی مخلوقات کا ایک گروہ ہے۔ بمقابلہ آدمی اور فرشتہ کے۔ یہ جو ہر ناری ہے مختلف شکلیں بدلتا رہتا ہے اور جن کے معنی پوشیدگی کے ہیں۔ اور جن کو اسی لئے جن کہتے ہیں۔ کہ وہ آدمیوں کی نظر سے پوشیدہ ہوتا ہے۔ جہاں جیم اور دونوں کے کوئی کلمہ مرکب نہ ہے۔ وہاں پوشیدگی کے معنی ہوتے ہیں۔ چنانچہ جنین وہ بچہ جو ماں کے شکم میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ جنت بہشت جس کو دنیا میں آدمی دیکھ نہیں سکتا۔ جنتہ ڈھال جس سے جنگ جو سپاہی دشمن کے تیر و تلوار سے محفوظ رہتا ہے۔ قہتف صیغہ واعدہ نوت ثنائیہ فعل مضارع معلوم مثبت ثنائی مجرور جمع از باب ضرب بضر۔ ہتف غیب سے آواز دینا۔ مراد اس جگہ شہادت ہے۔ انوار جمع نور۔ روشنی۔ ساطعہ چمکنے والے۔ ساطعہ خبر ہے انوار کی۔ واو عالیہ ہے یا عالیہ۔ جیسا کہ والجن قہتف میں۔ سطوع کظور معنی ووزنا۔ نیز صبح کا۔ واو عاطفہ حق رستی۔ یظہر صیغہ مضارع غائب۔ ظاہر ہوا ہے۔ ظہور ظاہر ہونا۔ معنی سے مراد ادراک عقلی۔ اور کلمہ جمع کلمہ مراد سماعت لفظی۔ یا معنی سے مراد نور اور کلمہ سے مراد جنوں کی شہادت۔

ترجمہ ۸۸۔ جن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر شہادت دے رہے ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کی نبوت کے انوار چمک رہے ہیں۔ اور عداقت معنی و لفظاً ظاہر ہو رہی ہے۔
تشریح جن کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر شہادت یناق کا لفظاً ظاہر ہونا ہے۔ اور جدید ستاروں کا آسمان پر طلوع کرنا معنوی شہادت ہے۔ یا یہ معنی ہیں صحف اولیٰ سے نبوت کا ثبوت لیا ہے اس لئے یہ شہادت لفظی ہے۔ اور دلائل عقلیہ سے نبوت کا ثابت ہونا معنوی شہادت ہے۔ یا یہ کہ معنی اور کلمہ سے قرآن شریف کے معانی اور الفاظ مراد ہیں حضور علیہ السلام کی ولادت کے دن غیب کی آوازوں سے بشارت ولادت ثنائی دی جن کو سب دمیوں نے سنا۔ اور اس وقت مشرق کے جن مغرب کو اور مغرب کے مشرق کو بشارت دینے کے لئے دوڑے۔
موافق اور شفاء میں آیا ہے۔ کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس جن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تولد ہوا۔ اُس دن ایک ایسا نور چمکا۔ کہ شام کے تھلا صاف طور پر دکھائی دیتے تھے۔

عَمَّوَا وَصَمَّوَا فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ كَمْ
تَسْمَعُ وَبَارِقَةُ الْاَنْدَارِ كَمْ تَسْمَعُ

(۱۶۲)

کو رو کر گشتہ ازیں از سنکراں ہر بشارت | از بشارتِ خبر و برقِ مخاطبِ بصیر

عَمَّوَا صیغہ ماضی جمع غمبی اندھا ہونا۔ عمواند سے ہو گئے۔ صَمَّوَا صیغہ ماضی جمع ہو گئے۔ ہر دو فعل میں ضمیر اہل فارس یا اہل سادہ یا سنکرین کی طرف ارجح ہوتی ہے۔ فا، تفریع۔ اعلان ظاہر کرنا۔ بشارت جمع بشارت یعنی خبر۔ اس صوت میں مضاف کو محذوف

ماننا پڑے گا یعنی اعلان اخبار البشاری الغمیری۔ یا جمع بشارت خوشخبری۔ لَمْ تَسْمَعْ
محمد مجبول احمد غائبوت سمع سنا۔ اس کی ضمیر اعلان کی طرف راجع ہے۔ بارقہ بجلی یا آؤ
کوئی چیز چمکنے والی جیسے تلوار۔ اندازہ ڈرانا۔ لَمْ تَسْمَعْ محمد مجبول مشتق از شیم دورے
بادل کو بامید بارش دیکھنا۔ لَمْ تَسْمَعْ کی ضمیر بارقہ کی طرف راجع ہے +
توجہ دے۔ منکرین ایسے اندھے اور بہرے ہو گئے۔ کہ انہیں اعلان بشارت
سنائی دینا تھا۔ اور غضب الہی کی بجلی یا اسلام کی تلوار انہیں نظر آتی تھی +
تشریح۔ بوجہ ضلالت منکرین کی قوت سمع و بصر ایسی زائل ہو گئی۔ کہ نہ بشارت
کی آیتوں کو وہ سن سکے اور نہ ترہیٹ عذاب کی کیفیت کو سمجھ سکے۔ خَلَّتْ لَہُ عَلٰی
قُلُوبِہُمْ وَعَلٰی سَمْعِہُمْ اس شعر کا تعوید لکھ کر صندوق میں رکھنا مال کو غیروں کے دستبرد
سے محفوظ رکھنا ہے +

(۶۸) مَنْ بَعْدَ مَا خَبَرْنَا قَوْمَکَ مِنْہُمْ
بَانَ دِیْنُہُمْ الْمَعْوَجَ لَمْ یَقْمِ

منکران! بیش زیں آئندہ خبر کا ہنساں راہین باطل شان و در دہے نشان

من بعد جار مجرور متعلق عمود صموا کے یعنی باوجودیکہ ان کے کاہن نے حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی اطلاع دی جان بوجہ کر اندھے اور بہرے ہو گئے۔ مَا
مصدیہ۔ اخبار عینہ ماضی احد غائب۔ اخبار خبر کرنا۔ اقوام جمع قوم گروہ۔ تخصیص
مزدکا گروہ۔ کاہن منجم۔ فال گو۔ کاہن اور عراف میں یہ فرق ہے۔ کہ کاہن اخبار ضمیمہ
سے خبر دیتا ہے۔ اور عراف اخبار آئندہ سے۔ اَنْ تاکید کے لئے ہے۔ دین مذہب۔

معوج عینہ معول۔ ٹیڑھا۔ ناراست۔ باطل۔ اوجاج ٹیڑھا ہونا۔ لَمْ یَقْمِ لَمْ یَقْمِ
ہمیشہ نہیں ہو سکتا بصینہ محمد معلوم۔ قیام مصدر۔ یہ شعر شعر سابق سے مربوط ہے +
توجہ دے۔ وہ جان بوجہ کر اندھے اور بہرے ہو گئے۔ باوجودیکہ اس سے پہلے
ان کے قبائل کا منجم انہیں یہ خبر دے چکا تھا۔ کہ ان کا دین باطل تھا۔ قیام نہیں سکے گا +
تشریح۔ ہر ملک دیار میں حضرت علی اللہ علیہ آلہ وسلم کی ولادت کے وقت
عجاibat ظہور میں آئے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے +

مواہب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ کہ ایک
یہودی منجم مکہ میں آکر رہا۔ ایک دن کہنے لگا۔ کہ اے قریش! کیا شب گزشتہ میں
کوئی لڑکا آپ لوگوں کے کسی گھر پیدا ہوا ہے؟ جب دریافت کیا گیا۔ تو معلوم ہوا
کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یہودی نے کہا۔ کہ آؤ چل کر
دیکھیں۔ کہ اس کی پیٹھ پر ایک علامت ہوگی۔ قریش نے اس یہودی کے ساتھ جا کر
دیکھا۔ تو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک چمکتا ہوا نشان تھا۔ یہ دیکھ کر
یہودی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اور کہا کہ آج بنوت بنی اسرائیل سے قریش میں منتقل
ہو گئی! اس کا دین مشرق سے مغرب تک پھیلے گا۔ اس قسم کی اور بھی کئی آیات ہیں +

(۶۹) وَلَبَدٍّ مَا عَابَنُوْا فِی الْاَنْفِ مِنْ شَمْبٍ
مُنْقَضَةٍ وَفَقَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ صَنْمٍ

منکران! بدندروقت ولادت کے ہنساں مثل تہا زریں قد شہاب آسمان
عابنہ صینہ جمع مذکر فعل ماضی معلوم مثبت از معاينة دیکھنا۔ اَنْفِ آسمان کا کنارہ۔

شہب جمع شہاب شعلہ آتش - منقضہ مصدر انقضاء ستارہ کا ٹوٹنا - نیچے گرنا -
 وفق سے پہلے حرف جار محذوف ہے - اصل میں علی وفق تھا وفق مطابقت مثل -
 علی کو حذف کیا - اور وفق کو بوجہ حذف جار - جیسا کہ قاعدہ ہے منصوب پڑھا گیا -
 یا وفق مصدر منقضہ کی صفت ہے - ای انقضاء موافقاً لا نقضاء الضم یعنی ستارہ
 اس طرح گرے جس طرح بت گرے - صتم بت صنم اور روشن میں یہ فرق ہے کہ روشن وہ
 بت جو مٹی پتھر یا سونے چاند کی بنا گیا ہو اور صنم تصویر بعض کے نزدیک کچھ فرق
 نہیں - یہ شعر بھی اشعار سابق سے مربوط ہے - بعد ما عاینوا عطف من بعد پر +
 توجہ ۸۸ - وہ لوگ ایسے اندھے اور بہر ہو گئے - کہ باوجودیکہ انہوں نے آسمان سے
 ستاروں کو اس طرح گرتے دیکھا جس طرح کہ زمین پر بت اور ندھے گر رہے تھے -
 (مگر پھر بھی ایمان نہ لائے) +

تشریح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے بعد جنات کو حکم نہیں پہنچا کہ
 وہ آسمانی راز معلوم کرنے کی کوشش کریں - جب وہ آسمان کے قریب جاتے ہیں تو
 ان پر شعلہ ہائے آتشیں پھینکے جاتے ہیں - چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شب
 ولادت میں بیشمار ستارے ٹوٹے تھے اور کئی بت خانوں کے بت خود بخود گر کر اوندھے ہو گئے +
 حضرت عبدالمطلب منقول ہے - کہ شب ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی خانہ کعبہ میں
 تھا میں نے دیکھا کہ بت ہبل جو سب بڑا تھا مع دوسرے بتوں کے اوندھا پڑا ہے +
 اس قسم کے علامات مصدقہ پر بھی کفار ایمان نہ لائے - اور دیدہ ہستہ اندھے
 اور بہر ہو گئے - سچ ہے +

إِذَا كَانَ الطَّبَاعُ طَبَاعَ سَوَاءٍ فَلَا أَدَبٌ يُفِيدُ وَلَا أَدَبٌ

(۷۰) حَتَّىٰ غَدَا عَنْ طَرِيقِ الْوَحْيِ مُنْهَزِمٌ
 مِنَ الشَّيَاطِينِ يَقْفُو أَثَرُ مُنْهَزِمٍ

تا زین آتش شیاطین از رُوحِ خدا شد گریز عقب یکدیگر ز خوفِ شعلہ ہا

حتیٰ اس انقضاء کی غایت کو جو شعر سابق میں ہے بظاہر کہتا ہے - غدا بمعنی غرض
 غدا جب عن کے ساتھ استعمال ہوتا ہے - اس کے معنی غرض پہلو تہی کرنے کے ہوتے ہیں
 مثل ذہب و صار کے - اعرض عن طریق الوحی - وحی کے راستہ سے ہٹ گیا - یعنی
 قبل ولادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ آسمان کی طرف جایا کرتا تھا - اب وہ رُک گیا -
 طریق راہ - وحی وہ امور جو خدا تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام پر بواسطت
 جبریل یا ملاو ساطت آتے ہیں - طریق الوحی سے مراد آسمانی دروازہ ہے - منہزم
 بھاگنے والا عینہ اسم فاعل دو تو مصراع میں انہما شکست کھا کر بھاگنا من جا
 شیاطین مجروح شیطان کی - دیو - بھوت - یقفو اصیغہ مضارع بمعنی ماضی استمراری پیچھے
 آتا تھا - اٹو پیچھے - یہ شعر سابق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے +
 توجہ ۸۸ - یہاں تک شیاطین پر شعلہ ہائے آتشیں پڑے - کہ آسمان کے دروازہ
 کو چھوڑ کر بے تحاشا ایک دوسرے کے پیچھے بھاگے +
 تشریح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جب جنات آسمان پر
 اسرار معلوم کرنے کے لئے جاتے لگتے - تو ان پر اس قدر ستارے
 ٹوٹے کہ وہ حواس باختہ ہو کر یکے بعد دیگرے بھاگنے لگتے +

كَانَهُمْ هَرَبًا أَبْطَالُ أَبْرَهَةَ
أَوْ عَسْكَرًا لِحُصَى مِنْ رَاحَتِهِ رُمِي

آں شیاطین نہریت مثل فوج ابرہہ یا چوآں لشکر کہ بے پشت سنگرزہ

کات تشبیہ کے لئے ہے۔ ہمارے دشمن شیاطین کی طرف سے ہے۔ ہرب
ڈر کر بھاگنا۔ ابطل جمع بطل۔ بہادر۔ ابراہہ مین کے بادشاہوں کے اصحاب فیل کا
مردار تھا۔ آویا۔ یہ دوسری تشبیہ ہے۔ عسکر مغرب لشکر۔ حصی سنگرزہ حصہ
جمع۔ راحت ہاتھ کی سہیلی۔ مراد ہاتھ۔ راحتین تشبیہ۔ مراد ہر دست مبارک علیہ السلام
رمی حصیہ غامضی مجہول۔ ضرورت قافیہ کے لئے یاے متحرک ساکن کی گئی۔ کہلنے آؤ
واضعاً منظمی نظیر سابقاً آنفاً۔ رمی تیر پھینکنا۔ اس شعر کا تعلق بھی شعر ماسبق سے ہے
توجہ ۱۱۔ شیاطین اس طرح بھاگے جیسے ابرہہ کے بہادر (بیت اللہ) سے لیل
ہو کر بھاگتے تھے۔ یا یوں سمجھو کہ شیاطین کفار کا لشکر تھا جو حضور علیہ السلام کو دو
کف دست کے سنگریزوں سے سنگسار کیا گیا تھا۔ رمی بالحصی عسکر کی صفت ہے۔
جنگ حنین میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنگریزے لشکر کفار پر پھینکے تھے جس سے
کفار کچھ ہلاک ہوئے اور کچھ بھاگ گئے ۛ

تشریح ۱۔ ابرہہ حبشی مین کا بادشاہ قریش کا سخت دشمن تھا۔ اُس نے بیت اللہ
کے مقابلہ پر شہر صنعاء میں ایک معبد بنایا۔ اور اُس کی دیواروں کو جواہرات اور زینبت
اور طلسم سے آراستہ کیا۔ اور ہر ملک کے خوشنما بچوں فرش کو سجا یا گیا۔ اور لوگوں کو

۱۔ دوشنبہ کے روز اس شعر کا پڑھنا دشمن کے حملہ سے نجات دیتا ہے ۛ

اس کی عبادت کے واسطے حکم دیا۔ ایک شخص بنی کنانہ سے جو اس مکان کا خادم تھا۔
ایکے دن اُس میں نجاست ڈال کر روپوش ہو گیا۔ ابراہہ کو معلوم ہوا۔ کہ خادم کئی تھا
براہ غناد اُس نے ایسا فعل کیا ہے۔ اسی آئنا میں ایک قافلہ مکہ شریف کا اس معبد کے
قریب اُتر ا۔ اُن کے چوٹھے کی آگ ہوا کی تیزی سے اس مکان میں اُپڑی۔ اور اس کا
ایک حصہ اور کچھ سامان جل گیا۔ یا خود قافلہ نے اُس کو جلا دیا۔ ان اتفاقات کے ابرہہ
غضب میں آیا۔ اور ہاتھیوں کا ایک لشکر عظیم ساتھ لے کر بیت اللہ پر چڑھ آیا۔
اس لشکر میں محمود نام ایک سفید ہاتھی مشہور تھا۔ اہل مکہ اس حملہ کی خبر یا کر کعبہ میں
جمع ہوئے۔ اور بارگاہ خداوندی میں ملتمجی ہوئے ۛ

یارب لا ارجو لہم سواک یا رب فامنع منہم حماک
ان عدو البیت من عاداک امنعہم ان یخربوا فناءک

اور اکثر اہل مکہ اسے خوف کے پہاڑ میں پناہ گزیں ہوئے جب محمود فیل مکہ میں داخل
ہوا۔ تو نفیل بن حذیفہ خثعمی نے اس ہاتھی کی سونڈ پکڑ کر کہا۔ یہ خدا کا گھر ہے۔ خدا
سے ڈر۔ اور جدھر سے آیا ہے واپس چلا جا۔ اس کے کہنے پر ہاتھی زمین پر گر پڑا۔
ہر چند اس کو مارتے تھے۔ وہ کعبہ کی طرف ایک دم بھی نہ اٹھاتا تھا۔ مگر خبیین
کی طرف اُس کا رخ کرتے۔ تو وہ بے تحاشا بھاگنے لگتا۔ اس لشکر کے مقابلہ کے واسطے
خدا تعالیٰ نے دریا کی جانب سے ابابیل پرندے مسلط کئے۔ ہر ایک پرندہ کی چونچ
اوپر پنجے میں دانہ خود کے برابر سنگریزے تھے۔ وہ سنگریزے بارش کی طرح ابرہہ پر

۱۔ خداوند! تیرے سوا مجھے دشمنوں کے مقابلہ پر کسی سے امید نہیں۔ خداوند! دشمنوں سے اپنی
چراگاہ (بیت اللہ شریف) کو محفوظ رکھ۔ جو بیت اللہ سے دشمنی رکھتا ہے۔ وہ تیرا بھی دشمن ہے
انہیں روک کہ وہ تیرے حرم کو خراب نہ کریں ۛ

برسنے لگے اور ایسے تیز تھے کہ لشکر ان سے تباہ ہو گیا۔ پھر ایک ایسی روائی جو تمام مردوں کو دریا میں بہا لے گئی۔ جو لوگ نہج گئے۔ وہ سرایسمہ ہو کر بھاگے اور بارہ کو ایسی بیماری لاحق ہوئی کہ اس کا ایک ایک عضو بند پڑ گیا۔ جب وہ ضعیف ہونچا تو مضغہ گوشت یا چوزہ مرغ کی طرح بے بال و پر تھا اور اسی حال میں مر گیا۔ (الاشیرا دوسرے مصرعہ میں ان معجزات کی طرف اشارہ ہے۔ جو جنگ حنین میں ظاہر ہوئے۔ ان لڑائیوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار کی جمعیت اور تیزی حملہ کو دیکھ کر شہادت الوجوہ (ذلیل ہو جائیں چہرے) فرمایا۔ اور سنگریزوں کی ایک شت کفار کی طرف پھینکی۔ اکثر اوندھے ہو کر بھاگے۔ اس معجزے کی نسبت کلام اللہ شریف میں آیا ہے۔ وَمَا صَيَّتْ اِذْ صَيَّتْ وَلَكِنَّ اللّٰهَ رَحِيْلٌ

اگر جنگل میں خطر لاحق ہو۔ تو اس شعر کو ۷ دفعہ پڑھے۔ اور اپنے گرد زمین پر لکیر کھینچے۔ درندہ حملہ نہیں کر سکتا۔

نَبَذَ اَبَهُ بَعْدَ تَسْبِيحٍ بِبَطْنِهَا
نَبَذَ الْمُسَبِّحُ مِنْ اَحْشَاءِ مُلْتَقِمِ

ریزہ تسبیح گویاں افگند از دہر دست کا پختاں افگند ماہی جسم یونس را بشت

نَبَذَ: ای فعل محذوف کی مصدر منصوب ہے یعنی نَبَذَ نَبَذًا۔ یا دُرْمی کے متعلق ہے۔ نَبَذَ کے معنی ہاتھ سے پھینکانا۔ یہ میں بازید کاکی ضمیر راجع ہے حصے کی طرف۔ ای نَبَذَ اَبَا الْحَصٰی۔ بعد پیچھے تسبیح سبحان اللہ کہنا۔ بطن اندرون ہما کی ضمیر راجحین کی طرف ہے۔ مسبح اسم فاعل زیاں تفعیل تسبیح کہنے والا۔

مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں۔ مچھلی کے شکم میں لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین پڑھتے تھے۔ اور اس عاکی برکت سے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نجات حاصل ہوئی۔ احشَاء بالفتح جمع حشا۔ انتڑیاں وغیرہ مراد شکم۔ ملتقم صیغہ فاعل نکلنے والا۔ مراد وہ مچھلی جس نے یونس علیہ السلام کو نگھلا تھا۔ النقاہ لقمہ کرنا۔

ترجمہ حضور علیہ السلام نے ان سنگریزوں کو درآسمان کر وہ آپ کے کف دست میں تسبیح کہہ رہے تھے۔ اس طرح پھینکا۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر پھینکا تھا۔ نبذ المسبح اضافت تبد کی مسج کی طرف اضافت مصدر کی طرف مفعول کے ہے۔ اور فاعل اُس کا اللہ (جل شانہ) محذوف ہے۔ ای نبذ اللہ المسبح۔ اس میں خدا تعالیٰ کے ایک حکم کی دوسرے حکم سے تشبیہ دی گئی ہے حضور علیہ السلام نے سنگریزوں کو درآسمان کر وہ سنگریزے جو آپ کی دونوں ہتھیلیوں میں تسبیح پڑھ رہے تھے۔ اس طرح پھینکا جس طرح خدا تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر پھینکا۔

تشریح حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ یہ ہے کہ وہ شہر بنو امین جو شہر موصول کے متصل تھا۔ اور ہر دو میں دریائے دجلہ بہتا تھا مبنوٹ ہوئے۔ یہ لوگ بت پرست تھے۔ یونس علیہ السلام پر ایمان لائے۔ پھر ان کو عذاب الہی کی اطلاع دی گئی۔ مگر راہ ہدایت پر نہ آئے آخر جب یونس علیہ السلام مع اپنی بیوی اور دونوں بچوں کے اس قوم سے جدا ہوئے اور قوم پر آثار عذاب بادِ سموم ظاہر ہوئے تب وہ تائب ہوئے۔ اور عذاب ان سے اٹھایا گیا۔ پھر انہوں نے یونس علیہ السلام کی تلاش کی ان کا پتہ نہ ملا۔ عرصہ کے بعد حضرت یونس علیہ السلام نے چاہا کہ اپنی قوم کا حال دیکھیں۔ اسلئے میں ایلیس بصوت پیر مرد نہیں ملا۔

اپنے اُس سے اپنی قوم کا حال دریافت کیا۔ اُس نے کہا کہ کوئی عذاب نازل نہیں ہوا
اور یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی غلط نکلی۔ یہ افسوس کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے
ارادہ کو ترک کر دیا۔ رہتہ میں حضرت کے ایک لڑکے کو بھیڑ بایا گیا۔ اور دوسرا ڈوب
گیا۔ بیوی کہیں استہ بھول گئی آپ سخت غمگین ہوئے۔ سمندر کے کنارہ پر پہنچ کر
ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ طوفان آیا کشتی ڈوبنے لگی۔ ملاحوں نے کہا کوئی غلام اپنے
مالک سے فرار ہو کر آیا ہے جب تک کہ کشتی سے نہ اترے گا کشتی نہیں چلے گی۔ اسی
اثناء میں ایک مچھلی آئی جو اتنی بڑی تھی کہ تمام کشتی نگل سکتی تھی۔ یونس علیہ السلام کہا۔
کہ سب کچھ میری شامت اعمال سے ہے۔ مجھے سمندر میں پھینک دو۔ ملاحوں نے کہا کہ
بغیر قرضہ اندازی کے فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ تین دفعہ قرضہ اندازی ہوئی۔ او
قرضہ یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا۔ ناچار وہ دریا میں ڈال دئے گئے۔ اور مچھلی اُن کو
نگل گئی۔ چالیس دن مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ اور تسبیح پڑھتے رہے۔ اُس کی برکت سے
مچھلی نے انہیں اُگل دیا۔ ابھی کچھ سانس باقی تھی۔ کہ وہ کیل بیل اُن کے سایہ کیلئے قدرۃ
الکبریٰ اور بکری اُن کے دودھ کیلئے خدا تعالیٰ نے بھیج دی۔ وہ طاقت ور ہوئے تو پھر
اپنی قوم کا ارادہ کیا۔ دونویسٹے بھی مل گئے۔ جو بیٹھا غرق ہوا تھا۔ اُس کو ماہی گیر نے
پکڑا۔ اور جس بیٹے کو بھیڑ بایا گیا تھا۔ وہ ایک شخص کی بکریاں چراتا ہوا مل گیا۔
بیوی جو گم ہوئی تھی۔ جو جاس کی عصمت اور عفت کے ایک شخص اُس کو لے کر یونس
کی تلاش کر رہا تھا۔ وہ بھی آپ کو مل گئی۔ قوم ان کو دیکھ کر خوش ہو گئی اور عرصہ تک
اپنی قوم میں امر و نہی فرماتے رہے۔

روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر ایک مٹھی

سنگریزوں کی اٹھائی۔ جو آپ کے ہاتھ میں تسبیح کہتے تھے۔ بعد ازاں حضرت ابو بکرؓ
اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے یکے بعد دیگرے اپنے ہاتھ
میں اُن سنگریزوں کو لیا۔ وہ برابر تسبیح کہتے تھے۔ اور اُن کی تسبیح صاف طور پر سنائی
دیتی تھی۔ یہ شہر پانچ سنگریزوں پر پڑھ کر دشمن کی طرف پھینکنا بشرطیکہ وہ میدان
اُس کے ناجائز حملہ کو روکتا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمُنِجِّ الْمُنِجِّ
الْفَصْلُ الْمُنِجِّ الْمُنِجِّ

(۷۲) جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْأَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِي إِلَيْهِ عَلَى سَاقٍ وَلَا قَدَمَ

آمدہ اشجار بہر خدش سجدہ گناں
چونکہ پہلے اشجار میں چند ولادت کے متعلق خوارق عادات کا ذکر تھا اب چند معجزات
کو بیان کرتا ہے۔

جاءت فعل ماضی۔ اشجار اُس کا فاعل۔ جعئی آنا۔ دعوتہ بلانا۔ لا کی ضمیر حضور علیہ السلام
کی طرف راجع ہے۔ اشجار جمع شجر۔ و رخت مراد و رخت نخل۔ ساجدہ حال ہے۔ سجدہ
کرتے ہوئے۔ تمشی مضارع مشی چلنا۔ تمشی کی ضمیر راجع ہے اشجار کی طرف۔ ساق
پنڈلی۔ و رخت کا تنہ۔ قد مر کف یا اس میں نکتہ یہ ہے کہ قدم کے ذریعہ آدمی چلتا ہے۔
مگر و رخت کا قدم نہیں ہوتا۔ وہ پنڈلی کے سہارے چلتا ہوا حاضر ہوا۔ یہ بھی ایک علیحدہ

بحرہ ہے :
توجہ ۸۸۔ آپ کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے اور بغیر پاؤں کے تنے کے سہا چلتے ہوئے حاضر ہوئے :

تشریح : اس میں ایک مشہور بحرہ کی طرف اشارہ ہے ایک جن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ساتھ لے کر قضائے حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے یہاں کوئی آڑ نہیں تھی۔ دو درخت دُور سے نظر آئے اُن کو حضرت نے بلایا۔ وہ شاخوں کو جھکاتے ہوئے حاضر ہوئے۔ اُن کی آڑ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قضائے حاجت فرمائی پھر اُن درختوں کو حکم دیا کہ وہ واپس اپنی جگہ پر چلے جائیں اور ایسا واقعہ کئی دفعہ ہوا :
بریرؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضرت کی خدمت میں آیا اور بحرہ کا طلبگار ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ۔ اس درخت کو جا کر کہو کہ تمہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں۔ اعرابی گیا اور پیغام دیا۔ درخت فی الفور زمین چیرتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اعرابی نے کہا کہ آپس کو حکم دیں کہ پھر اپنی جگہ پر واپس چلا جائے چنانچہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے پھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا :

عصام کہتا ہے کہ اخبار سے ایک خبر کا انما ثابت ہوا ہے پس اس صکوت میں اشیا بصیغہ جمع لاناکلار واقعہ کیلئے ہے چونکہ کئی دفعہ ایسا واقعہ ہوا۔ اس لئے اشجار کا لفظ استعمال کیا گیا :

کَانَمَا سَطَرَتْ سَطْرًا لِّمَا كَتَبَتْ
فَرَوْعًا مِّنْ بَدِيعِ الْخَطِّ فِي اللَّقَمِ

(۷۴)

اُردو درختان آنچہ شد پیدائشال از راہ و | اگوئیابوشت شلخ شان بخط خوش سطر

کَانَ تشبیہ کے لئے۔ مَا کا ذہن کے معنی روکنے والا اس کے آنے سے کَانَ کا عمل کہ ہم کو نصیب اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ رُک جاتا ہے۔ سَطْر لکھنا۔ اُردو مراد اس جگہ اُس ہیئت کے جس میں حروف لکھے جاتے ہیں۔ سَطْرُوت سَطْرًا۔ سطر کا فاعل اشجار۔ سطرًا مفعول مطلق۔ لَمَّا لام علت ہے۔ ما موصول۔ کَتَب فعل ماضی ذریعہ فاعل جمع فرع۔ شلخ۔ ہا کی ضمیر اشجار کی طرف ہے۔ مَن بیان ماجار۔ بدیع خوبصورت۔ خط۔ لکیر۔ یہاں خط سے مراد حروف کا لکھنا۔ بدیع الخط خوش خط مجرور۔ مراد اطاعت حضور علیہ السلام جس طرح خط کے حروف کے معانی مفہوم ہوتے ہیں اسی طرح ان لکیروں سے اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار ہوا تھا۔
لَقَم و سطر راہ :

توجہ ۸۸۔ اس جہ سے کہ ان درختوں کی شاخوں نے جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب کیا۔ اپنے استہ میں خوش نما لکیریں پیدا کر دی تھیں۔ ایسا سمجھنا چاہئے کہ وہ درخت (اطاعت و انقیاد کی اسیدھی سطر بن لکھتے ہیں) :
تشریح : وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلانے پر سیدھے شاخوں کو جھکاتے ہوئے آئے اور جو نشان اُن کی شاخوں سے زمین پر پیدا ہوئے سیدھا ہونے میں وہ سطر بن مشابہ تھے جن سے انقیاد اور فرمانبرداری کا ثبوت ملتا تھا۔ کہ وہ سبیل مستقیم خدمت میں حاضر ہوئے :

ابو جہل نے ایک دفعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بحرہ طلب کیا۔ اور کہا کہ اس پتھر سے جو سامنے ہے درخت نکل آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے درخت پتھر کو چیر کر

نکل آیا۔ اور اس نے جہد کیا۔ اور پھر حضرت کے فرمانے سے واپس چلا گیا۔ اور اُس کی شاخوں سے زمین پر نشان پیدا ہو گئے۔

(۷۵) **مِثْلُ الْغَمَامَةِ اَنْی سَارَ سَائِرَةٌ**
تَقِيَهُ حَرٌّ وَطَيْسٌ لِّجَبَدٍ حَسْبِي

مثال بریکہ جہد ایت تشریف داتا جسم پاکش امانادہ زگر میائے چات

مثال مانند یعنی درختوں کا آنا بادل کی طرح تھا۔ اگر لفظ مثل کو منصوب پڑھا جائے تو مصدر مخذوف کی صفت ہوگی۔ جیسے مثل الغمامۃ۔ اگر مرفوع پڑھا جائے۔ تو یہ خبر ہوگی۔ اور مبتدا اُھی مخذوف ہے یعنی وہ درخت مثل بادل کے ہے غمامہ بادل۔ بفتح الغین بعض نے بکسر غین بروزن عمار لکھا ہے۔ اُنّی یعنی اِنّ جس جگہ۔ ساد فعل ماضی۔ سید چلنا۔ ساوۃ صیغہ فاعل۔ ساوۃ یا تو مرفوع ہے۔ مبتدا مخذوف ہے۔ ہی یا منصوب غمامہ کا حال ہے۔ تقیہ تقی صیغہ واحد مؤنث غائبہ فعل مضارع معلوم مثبت۔ غمیر واحد غائب مذکر راجع بحضور علیہ السلام۔ وقایۃ نگاہ رکھنا۔ حر گرمی۔ و طیس تنور گرم۔ مراد آفتاب۔ حر و طیس مراد سخت دھوپ ہے۔ حر منصوب ہے۔ من مخذوف کی وجہ۔ اور مضاف بطرف طیس کے۔ جہد دو پہر سحری فعل ماضی فاعل اس کا و طیس ہے۔ یا کو ضرورت شمری کے لئے ساکن کیا گیا۔ مثل رُجی وظلی واقع اشعار سابقہ کے جیوی دن اور تنور کا سخت گرم ہونا۔

ترجمہ: وہ درخت اس بادل کی طرح جو حضور علیہ السلام کو جہاد تشریف رکھتے یا بجاتے۔ مبارک پر سایہ رکھتا۔ اور آپ کو پہر کی علبی دھوپ محفوظ رکھتا۔

تشریح مشہور معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ گرمی میں کیا بادل کا ٹکڑا حضور علیہ السلام کے فرق مبارک پر رہتا تھا۔ جہاں تشریفے جاتے یہ بادل کا ٹکڑا آپ کے ساتھ چلتا جس طرح بادل تیزی و صفائی سے حضور علیہ السلام کے ساتھ چلتا تھا۔ اسی طرح درخت نہایت تیزی سے قدرت اقدس میں غمر ہوئے۔ دونوں معجزوں کو باہم تشبیہ دینے سے ایک عجیب کیفیت پیدا ہوئی جو علم بیان کے وقف پر مخفی نہیں بارش کے واسطے اس شعر کو عام لوگ پڑھیں تو خدا تعالیٰ بارش نازل فرماتا ہے۔

(۷۶) **اَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشِقِّ اِنْ لَّهٗ**
مِنْ قَلْبِهٖ نَسْبَةٌ مَّبْرُورَةٌ الْقَسَمِ

میخورم سوگند کہ انشق شدہ نکشائیں | استندار و قلب پاک آن مخر جہاں
اَقْسَمْتُ بمعنی ماضی تکلم۔ اقسام قسم کھانا۔ قمر چاند منشق اسم مفعول بمعنی دو پارہ۔ انشقاق پھٹنا۔ اِنْ تاکید کے لئے۔ لَہٗ لام تخصیص کے لئے۔ کہ کی ضمیر قمر کی طرف راجع ہے۔ مِنْ بمعنی با۔ قلب دل۔ کہ کی ضمیر حضور علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ نَسْبَةٌ منصوب اسم ان نسبت تعلق۔ رشتہ۔ مَبْرُورَةٌ القسم مبدوءہ یحییٰ۔ قسم سوگند۔

ترجمہ: میں قمر کی جو حضور علیہ السلام کے اشارہ انگشت سے دو پارہ ہو گیا تھا۔ قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اس قمر کو جناب کے قلب منور سے ایک ایسی ہی رشتہ نسبت ہے جس پر میرا قسم کھانا بالکل سچا ہے۔ قسم کا مضمون ان لہ من قلبہ نسبت ہے۔ تشریح۔ روایت ہے کہ ابوہریرہؓ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ

میں عاجز ہوئے اور یوں ماقیہ اسلام کا آفتاب بلند ہونے لگا۔ تو ابو جہل نے حبیب بن کاس
امیر شام کی طرف سر اٹھایا کہ ہم میں ایک شخص جادوگر انو و باللہ تعالیٰ منہ پیدا ہوا
جو ہمارے دین کی سخت مخالفت ہے۔ لوگ اس کے پیرو ہوتے چلے جاتے ہیں اور ہمارے
دین کو ضعف پہنچ رہا ہے آپ کو بہت جلد پہنچ کر ان کا اسدا کرنا چاہئے۔ اس خط پر
حبیب بن کاس نے تلخ میں بارہ سواروں کے ساتھ پہنچا۔ ابو جہل و دیگر رؤسائے مکہ نے اس کا
استقبال کیا اور نذرین پیش کیں جب حبیب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال ابو جہل
سے دریافت کئے تو اس نے کہا کہ بنی ہاشم مجھ سے زیادہ جانتے ہیں آپ کے حالات پہلے
ان سے دریافت کریں۔ بنو ہاشم نے کہا کہ لو کہیں میں آپ مسئلہ است گو تھے۔ جب
چالیس برس کے ہوئے تو ہمارے دین کی مذمت کرنے لگے اور ایک نیا مذہب متراع کیا
حبیب بن کاس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر امن
سرخ اور عمامہ سیاہ زیب تن فرما کر تشریف لائے۔ خیر بجز رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیچھے او
ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اثین جانبے۔ حبیب بن کاس و تمام حاضرین مجلس تعظیم علیہ
کھڑے ہو گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت اعزاز سے سہا یا گیا۔ حضور
علیہ السلام کے چہرہ مبارک سے جلال نبوت کی وجہ سے نور الہی نظر آتا تھا آپ کی
ہیبت امرائے کفر پر ایسی طاری ہوئی کہ بہت دیر تک سب چپ چاپ بیٹھے رہے حبیب نے
بہت تاثر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ جس قدر
انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں ان کے لئے معجزات تھے جس سے ان کی تصدیق ہوتی
تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا اس سے کیا مطلب ہے حبیب نے کہا کہ میں
چاہتا ہوں کہ اس وقت سورج ڈوب جائے اور چاند زمین پر آکر دو ٹکڑے ہو جائے۔

اور آسمان پر جا کر اپنی اصلی مہیت اختیار کر لے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میں باذن اللہ ایسا کروں تو آپ ایمان لائینگے۔ اس نے کہا کہ بیشک بشر طے کر
آپ مجھ کو میرے مافی الضمیر سے اطلاع دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو قیس پہاڑ پر
گئے اور دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور خبر دی کہ
خدا تعالیٰ نے سورج اور چاند کو آپ کو مسخر کر دیا ہے۔ اور حبیب بن کاس کی ایک لڑکی
ہے جو پیٹ کے بل پڑی ہے۔ نہ اس کی آنکھیں ہیں۔ نہ اس کے ہاتھ نہ پاؤں
اس کی خواہش ہے کہ وہ تندرست ہو جائے۔ آپ اسے کہہ دیں کہ خدائے قدیر نے
اسے تندرست کر دیا اور اس کے تمام اعضا درست ہو گئے ہیں +
تب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورج کی طرف اشارہ کیا۔ وہ چشم زدن میں غائب ہو گیا
پھر چاند کی طرف دیکھا۔ وہ زمین کے قریب آکر دو ٹکڑے ہو گیا۔ پھر دونوں پہلی حالت پر
آگئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ سے اتر آئے۔ اور حبیب کو کہا کہ تمہاری ایک
لڑکی اندھی اور بے سنت پائے تمہارے دل میں یہ خواہش ہے کہ وہ تندرست ہو جائے
خدا تعالیٰ نے اس کو اپنے فضل سے تندرست کر دیا ہے حبیب بن کاس نے کہا کہ اے
اہل مکہ اب گنجائش انکار باقی نہیں ہے میں تصدیق کرتا ہوں کہ آپ نبی صادق ہیں پھر
حبیب اپنے شہر میں اپس آیا۔ اور اپنی لڑکی کو صحیح و سالم پایا۔ لڑکی نے دیکھے ہی لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اڑھا۔ حبیب نے پوچھا کہ یہ کلمات کہاں سے سیکھے اس نے
کہا کہ خواب میں ایک شخص نے مجھے خبر دی کہ تیرا باپ مسلمان ہو گیا ہے اگر تو مسلمان ہو جائے۔ تو
خداوند تعالیٰ تیرے اعضا کو درست کر دے گا میں مسلمان ہوئی اور ان کلمات کی مجھ کو تعلیم دی گئی
اور نسبت یہ ہے کہ جس طرح چاند روشن ہے۔ اور آفتاب سے نور صاف کرتا ہے۔ اسی طرح

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل نور معرفت سے منور ہے اور ذات الہی سے نور کا استفادہ کرتا ہے جس طرح چاند کو شگاف ہوا۔ اسی طرح حضرت علیہ السلام کے دل کو شگاف کیا گیا جس طرح چاند بلند ہے۔ اسی طرح حضرت علیہ السلام کے قلب کا مقام بلند ہے جس طرح چاند کھینٹوں کو سبز کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قلبی توجہ لوگوں کے سوختہ دلوں کو سبز کر دیتی ہے۔

حضرت سلمہ بن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگوں کے ساتھ کھیل رہے تھے جناب جبریل علیہ السلام آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناکر آپکے سینہ چاک کیا۔ اور دل کو نکال کر اس میں سے سیاہ ٹکڑا خون کا باہر پھینک دیا۔ اور کہا کہ بیشیطان کا حصہ ہے پھر سونے کے طشت میں دل کو دھو کر اسی جگہ پر رکھ دیا۔

وایہ علینہ ام رضاعیہ وایت کرتی ہیں۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رضاعی بھائی وغیرہ کے ساتھ کھیل نکل گئے۔ کچھ دن چڑھے آپکے رضاعی بھائی دور تا دور ہانپتا ہوا اور پسینہ میں ڈوبا ہوا آیا۔ گھبرا کر بولا۔ کہ اماں اماں! جلدی آؤ جلدی آؤ میرے قریشی بھائی کو کسی نے مار ڈالا ہے۔ علینہ کہتی ہیں۔ کہ یہ سن کر میں اور میرا شوہر دوڑے۔ تو جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے متجربانہ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اور آنکھیں پتھرائی ہوئی ہیں میں نے جا کر سر اور آنکھیں چھیں۔ اور کہا میں تجھے پر قربان جاؤں۔ تو کیوں حیران ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اماں خیر بت ہے۔ اتفاق یہ ہے۔ کہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ تین آدمی آئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں کوزہ اور دوسرے کے ہاتھ میں

طشت سبز زرد کا تھا۔ جس میں برف تھی۔ وہ مجھ کو پہاڑ پر لے گئے۔ ان میں سے ایک نے ہاتھ سے مجھ کو ناکر میرے سینہ کو چاک کیا۔ اور میری آنکھوں وغیرہ کو نکال کر اچھی طرح برف سے دھویا اور پھر ان کو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ پھر دوسرا آیا۔ اور کہا کہ بیچہ بہت جاؤ میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ اس نے میرے پیٹ کے ہاتھ ڈال کر میرا دل نکالا۔ اور اس کو چیر کر اس سے سیاہ خون نکال کر باہر پھینک دیا۔ اور کہا بیشیطان کا حصہ ہے۔ پھر اس کو اپنی جگہ رکھ دیا۔ اور نور کی منہ اس پر لگا دی۔ جس کو میں اس وقت محسوس کرتا ہوں۔ پھر تیسرا آیا۔ اور ان سے کہا۔ کہ آپ کو کام کر چکے ہو۔ الگ ہو جاؤ۔ میں خدا تعالیٰ کا حکم بجالاتا ہوں۔ اس نے میرے تمام سینہ پر جہاں تک نہم تھا ہاتھ پھیلا۔ تو میرا سینہ رست ہو گیا۔ پھر مجھ کو آہستگی سے اٹھا کر بٹھا یا گیا۔ اور تینوں کے سر سر اٹھو کر چومتے ہوئے آسمان کی طرف اڑ گئے۔ اور ان کو دیکھتا رہ گیا۔ میں اب بھی تباکتا ہوں کہ وہ کس جگہ سے آسمان کے اندر داخل ہوئے۔

اس شعر میں بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ ناظم نے قمر کی قسم اٹھائی۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ کہ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ۔ رواہ الترمذی واما کم بنہد صحیح۔

جواب۔ اول رب کا لفظ محذوف ہے۔ ای اقسمت رب القمر۔ جیسا کہ والشمس، والضحیٰ واللیل میں بعض مفسرین نے لفظ رب کو محذوف لکھا ہے۔ دوم۔ یہاں قسم سے وہ معنی مراد نہیں ہے۔ جو شاعرانہ جائز ہے۔ بلکہ قسم کا لفظ محض تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔ عرب جب کسی امر کو بطور تاکید بیان کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کو بصورت

لے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی قسم کھاتا ہے۔ وہ شرک کرتا ہے۔ منہ مظلہ

قسم بیان کرتے ہیں :

سوم قسم بغیر لفظ اللہ کے حنفیہ مذہب میں ناجائز ہے۔ شافعی میں نہیں۔ ناظم علیہ الرحمۃ شافعی مذہب ہے۔ اس لئے اس کے نزدیک یہ قسم درست ہے :

مذکورہ بالا ہر سہ جواب بعض شارحین نے قلمبند کئے ہیں۔ مگر ہمیں ایک نفیس جواب اس اعتراض کا سوجھا ہے۔ امید کہ اہل مذاق پسند فرمائیں گے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ جناب ینعمہ علیہ السلام کا قلب مبارک نور معرفت الہی سے منور تھا۔ اس لئے وہ اللہ کے اسم نور کا منظر کامل تھا اور یہ مسلم ہے کہ انہار معجزہ کے وقت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب رب العزت پورا استغرق حاصل ہوتا ہے۔ اور این و اس سے ہٹ کر محض حضرت احدیت کی طرف توجہ مبذول ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب ینعمہ علیہ السلام نے قبل از معجزہ شق القمر دو گانہ ادا کیا تھا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ تب اللہ تعالیٰ کا وہ اسم بوسطہ توجہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا عمل کرتا ہے جس کا مقتضی وہ معجزہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً مردہ کے زندہ کرنے کیلئے اسم طحی اپنا عمل کر گیا اور موت کیلئے اسم حمیت علیہ النقیس اس سے یمر بالکل صحیح اور ثابت ہوا۔ کہ معجزہ شق القمر کے وقت وجہ استغرق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک اسم نور کا پورا منظر ہو گیا تھا اور چونکہ قمر اور قلب مبارک ہر دو اسم نور کے منظر تھے۔ اس لئے ان میں نسبت صحیح قائم ہو گئی اور چونکہ حقیقت و شیا کے درمیان ملاپ کی وجہ ہو سکتی ہے۔ اس لئے جرم قمر کا منظر قلب نبوی ہوا بالکل صحیح تھا۔ کیونکہ ایسی حالت میں ہر دو ایک ہی دائرہ استعداد میں آگئے تھے۔ اور ہر دو میں فعل و انفعال از روئے حقیقت امر واقع تھا۔ پس مذکورہ بالا بیان کے رو سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ناظم نے درحقیقت مطلق قمر کی قسم نہیں کھائی۔ بلکہ اس قمر کی جو بحالت اشتقاق تھا

اور جو اس وقت منظر اسم نور بن گیا تھا یہی وجہ ہے کہ قمر کی صفت میں منشق کا لفظ واقع ہوا ہے جس کے معنی ہیں۔ اَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الَّذِي تَشَقُّ بِہِ ناظم کا قمر کی قسم کھانا۔ درحقیقت خدا تعالیٰ کے اسم نور کی قسم کھانا ہے۔ شرک کیسے ہوا؟ معترض کا اعتراض محض اس کی کم فہمی کا نتیجہ ہے۔

وَلَمْ يَنْعَمْ عَائِي قَوْلًا صَحِيحًا وَافَتْهُ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيمِ
معترض کو چاہئے کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ پُر غور کرے۔ کیا غیر اللہ کی پناہ لینا صحیح ہے؟ ہرگز نہیں۔ مگر اس کا صحیح جواب یہی ہو گا۔ کہ مطلق کلمات کی پناہ مراد نہیں۔ بلکہ ان کلمات کی جو منسوب بذات فوہدی ہیں اور جس شخص نے اسلامی اساتذہ عرب کا کلام دیکھا ہو گا۔ وہ بخوبی جانتا ہو گا۔ کہ بیت اللہ۔ ہندی۔ رکن حطیم۔ بئیک وغیرہ امور کی قسمیں ان کے کلام میں موجود ہیں۔ بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کلام میں بھی ایسے نظائر مل سکتے ہیں۔ ہذا ما عندی و لیس عند اللہ +

(۷۷)
وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَمِنْ كَرَمٍ
وَكُلُّ حَرْفٍ مِنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِي

معدن خیر و کرم در غار آسودہ نہاں | کور شد از دیدش چشم گاہ کافراں
واو ابتداء فیہ تنبیہا فیہ بچہ عبارت یہ ہوگی۔ ومن معجزاتہ ما حو الغار من خیر
حوی فعل ماضی عاطفہ کیا۔ غار گڑھا۔ جو پہاڑوں میں پایا جاتا ہے۔ خیر بھلائی۔
کوہ بخشش۔ طرف آنکھ۔ کفار جمع کافر۔ من الکفار حال ہے یا صفت۔ عنہ کی

ضمیمہ حضور علیہ السلام کی طرف عسی یا تو صیغہ ماضی ہے۔ یا صیغہ صفت ہے۔
ماضی کی صورت میں فاعل اُس کا ضمیر راجع بپوئے طرف۔ ضرورت شعری کے لئے یا ساکن
ہوئی۔ یعنی بصوت صیغہ صفت مشبہ۔ طرف کی صفت ہوگی۔ اصل عسی بروزن کتف
تھا۔ فاض کی تعیل سے عم ہو گیا۔ تنوین بضر و شجر ساقط ہوئی۔ جن بیان مانجے
من خیر سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کیونکہ وہ خیر الیر (بہترین خلق) ہیں۔
اور کرم سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ کیونکہ سب سے زیادہ متقی تھے۔ قرآن
شریف میں آیا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ عطف اس شعر کا شعر ماضی پر ہے
اس لئے اَشَدُّت کے معنی یہاں بھی لئے جاتینگے۔

نوجہ ۸۸ میں اُس مجسم اور ضیہ کرم کی قسم کھاتا ہوں۔ جن کو غار نے چھپایا۔
اس طرح کہ تمام کفار کی آنکھیں اُن سے اندھی ہو گئیں یعنی کوئی کافر آپ کے نہ دیکھ سکا
تشریح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب توحید کی اشاعت پر بہت فرمایا۔
تو کفار کو حسد پیدا ہوا۔ سب نے بل کر ارادہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کیا
جائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مطلع ہوئے۔ اپنے بستر پر علی کرم اللہ وجہہ وسلم آیا۔
اور فرمایا کہ مجھ کو ہجرت کا حکم دیا گیا ہے جس قدر امانت لوگوں کے ہمارے پاس ہیں
ان کو ادا کر کے مدینہ شریف میں پہنچ جانا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کو ہمراہ لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے جب کفار کو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم مدینہ شریف کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ تو انہوں نے حضور علیہ السلام کا تعاقب کیا۔
جب جناب التائب صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو آتے دیکھا۔ تو کوہ ثور کی غار میں اس وقت
رہتے میں تھا۔ جا کر شہر اے اسے محفوظ ہونے کے واسطے پوشیدہ ہو گئے۔ کفار صبح کو

تلاش کے لئے نکلے۔ اور جب کفار اُس غار پر پہنچے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ کبوتروں کے
گھونسلے اور کڑی کا جال غار پر تناس ہے۔ تو انہیں یقین ہوا کہ یہاں کوئی نہیں اگر
کوئی شخص یہاں داخل ہوتا۔ تو گھونسلے اور جال قائم نہ رہتے۔ تین روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مع ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس غار میں چھپے رہے۔ عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ غار میں فہیر
جو حضرت ابوبکر کرم کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اور حضرت اسماء دختر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا
اور دودھ کی امداد دیتے رہے۔ اور مکہ کی خبروں سے آپ کو تازہ اطلاع ملتی رہی۔
تین روز کے بعد جب شورش کم ہو گئی۔ تو عبد اللہ اجیر دو اونٹ غار پر لایا۔ ایک پر
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے پر عامر بن فہیر
اور عبد اللہ اجیر سوار ہوئے۔ تمام ات اور دوسرے دن نظر تک سفر کیا۔ اور سراقہ نے
آپ کا تعاقب کیا۔ اس کا گھوڑا زمین میں گھس گیا۔ اور وہ تائب ہو کر واپس آیا حتیٰ کہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بروزد و شنبہ بارہویں ربیع الاول کو حوالی مدینہ طیبہ میں پہنچے
اور منازل بنی عمر بن عوف میں فروکش ہوئے۔ اگلے اشعار میں اسی معجزہ اور قعدہ کے
واقعات اور اشارات درج ہیں۔

(۷۸)
فَالصِّدِّيقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيقُ لَكُمْ يَرْمَا
وَهُمْ يَقُولُونَ مَا بِالْغَارِ مِنْ أَرْمٍ

بُوَدَّ غَارِ بُؤْبُورٍ رُؤُوسُ اللّٰہِ نَہَاں | کافراں گفتند اینجا نیست کس ز مردوں
فَالصِّدِّیقُ تفصیل کے لئے ہے۔ صدق راستی۔ مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
صدیق راست گو۔ مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ غار مناک۔ لہر یا صیغہ جحد ثنائیہ ضمیر اس کی

راجع بطرف صدق علیہ السلام و حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہے۔ دیر
جگہ سے سرکنا۔ ہم کی ضمیر کفار کی طرف اور یقولون خبر ہے ہم کی قول سے مراد
یہاں یقین ہے یعنی ہم یوقنون وہ یقین کرنے ہیں۔ مانافیہ۔ بامعنی فی۔ غار
گڑھا۔ مِنْ اَرَمَ یعنی اُحد فرد بشر محاورہ عرب کا ہے۔ مافی الدار من اہم مکان
میں کوئی نہیں۔

توجہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
غار میں موجود تھے۔ کفار ایسے اندھے ہوئے کہ کہنے لگے غار میں تو کوئی بشر نہیں۔
تشریح۔ صدق سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لینا اس آیت کریمہ کی طرف
اشارہ ہے۔ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ اَوْ صدق سے پہلے لفظ صبا
کا محذوف ہے۔ اے صاحب صدق اور صدیق کی خبر محذوف کذا لک ہو سکتی ہے
اور بعض شروح میں لکھا ہے کہ لم یر یا۔ لم یر من تھا۔ بنون خفیہ مشتق درم سے بنون
کو اس سے بدلا گیا جیسا کہ امرائے یمن کے اس شعر میں ہے

فَقَاتَبَكَ مِنْ ذِكْوَى حَبِيبٍ وَمَنْزِلٍ

بَسِطَ الْوَلَّى بَيْنَ الدُّخُولِ خَوْفًا

پس اس صورت میں ضمیر لہ۔ صا کی صدیق کی طرف راجع ہے جب غار میں حضرت ابوبکر
داخل ہوئے۔ تو اس میں ایک سوراخ تھا۔ اُس کو پائے مبارک سے بند کرنا چاہا تاکہ
کوئی موزی جانور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذیت نہ پہنچائے۔ پاؤں لکھنا تھا کہ
سانپ نے آپ کے پائے مبارک کو کاٹا حضور علیہ السلام پر یہ معاملہ ظاہر ہوا۔ تو آپ

اے دوست ذرا ٹھہرنا کہ ہم اپنے مشوق اور اُس کی منزل کی یاد میں جو دخول اور حول کے درمیان
ریت کے پھیلنے کی منتظرے ہر واقع ہے۔ آنسو بہا لیں۔

نے اپنا آبِ ہن زخم پر لگایا۔ فی الفور زخم اچھا ہو گیا پس معنی یہ ہوئے۔ کہ حضرت صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر ورم تک کا اثر نہ ہوا۔

بعض نسخوں میں لہ۔ یر یا بصیغہ مجہول آیا۔ یعنی دونوں نہیں کھائی دیتے تھے۔

(۷۹) ظَوُّ الْحَمَامِ وَظَنُّ الْعَنْكَبُوتِ عَلَى

خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسِجْ وَلَمْ تَحْمِ

کافراں اشد گماں فرات علی نہا نے تنیدہ عنکبوت نے کبوتر بیضہ

ظنوا عینہ جمع ماضی۔ ظن گمان کرنا۔ حمام جمع حمامہ مثل قمر و قمر۔ عنکبوت
مکڑی۔ عنکب اُس کی جمع اور عنکب اُس کا ذکر ہے۔ یہ انڈے بھی دیتی ہے اور حریف
بھی کرتی ہے۔ علی متعلق لم تنسج ولم تحم کے علی تسبیل التنازع۔ خیر البریۃ
اشرف المخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم۔ لم تنسج کی ضمیر عنکبوت کی طرف ہے نتیجہ بنا۔
لم تحم کی ضمیر حمام کی طرف ہے۔ حوم۔ حومان کسی چیز کے گرد پھرنے۔ محاورہ ہے
حمام الطائر۔ پرندہ نے انڈے دیے۔ لم تحم یعنی لم تبض ہوا۔ انڈا نہ دیا۔

توجہ۔ کفار نے خیال کیا۔ کہ اس غار کے منہ پر جس میں اشرف المخلوقات
پہنچے تھے۔ نہ کبوتروں نے انڈے دیے اور نہ مکڑی نے جالاتنا ہے۔

تشریح۔ لفظی ترجمہ ہے۔ اس پر اعتراض ہے کہ کبوتر نے انڈے تو دیے تھے
اور مکڑی نے جالاتنا بھی نہ تھا۔ پھر اُس کی نفی کیوں ہوئی۔

جواب یہ کہ کفار کے دل میں جو منکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ خیال ہی نہ
آ سکتا تھا کہ یہ کچھ آپ کی حفاظت کے لئے ہے تاکہ کوئی کافر غار کے اندر تلاش نہ کرے

اور مکڑی کا جال اور کبوتر کے انڈے دیکھ کر وہ پس چلا جائے ۛ

نہ کبوتروں نے انڈے ڈالے اور نہ مکڑی نے جال اتنا۔ اس میں اُن کے زعم کو بیان کیا گیا ہے۔ نہ کہ حقیقت کا کار ہے۔ یا اس شعر میں یہ عبارت مخدوف ہے۔ لو دخل خیل البریة فی هذا الغار ما بقی عش الحمامة وجیت العنکبوت بحالہ اگر اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل ہوتے تو کبوتری کا آشیان اور مکڑی کا جال گر پڑتا۔ اور ٹوٹ جاتا۔ لیکن چونکہ وہ موجود ہیں اس لئے اس غار کے اندر کوئی آدمی نہیں گھسا۔ چنانچہ ایک قریش نے کہا کہ اس غار میں تو کوئی نہیں ہے۔ حالاً تو آپ کی ولادت سے پہلے کا ہے۔ یعنی بہت دیر پہلے ہے ۛ

(۸۰) وَقَايَةُ اللَّهِ أَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ
مِنَ الدَّرْدِ وَعَنْ عَالٍ مِنَ الْأَطْمِ

کر دستغنی ورا حفظ خدائے عالمیں از زره کرد و تاو نیز از حصصیں

دقاہت گاہ رکھنا۔ اللہ اسم ذات۔ اغنت صیغۃ ماضی۔ اغناء بے نیاز و بے پروا کرنا۔ اغنت کا صلیب عن ہوا۔ تو اس کے معنی بے پرواہ اور بے نیاز ہونے کے ہیں۔ لکھو لہ تعالیٰ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ۔ مُضَاعَفَةٌ اسم مفعول۔ از باب مضاعف ضاعف مضاعف اور مضاعفہ ایک چیز کو ویسی ہی دوسری چیز کے ساتھ ملانا۔ اشیاء مضافۃ مضاعفہ دہری چیزیں۔ من درود جمع درع معزز زره۔ بیان مضاعفہ۔ عال بلند۔ اطم جمع اطمۃ بمعنی قلعہ و حصار ۛ

توجہ۔ خداوند تعالیٰ کی حفاظت آپ کو دہری زروں اور بلند قلعوں کی

پناہ سے بے نیاز کر دیا تھا ۛ

تشریح۔ ان اشعار میں قصۃ غار ثور کی تسبیح ہے۔ کہ جب قریش نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جمیعت رطقت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اور دو زبردست قبیلوں بنی اسد اور بنی خزیمہ نے بھی آپ کی محبت کر لی ہے تو اُن کی آتش غضب بھڑک اٹھی مشورہ کے لئے دار الندوہ میں جمع ہوئے بعض کی رائے تھی کہ ان کو شہر بدر کیا جائے۔ بعض کہتے تھے کہ ان کو قید کر لیا جائے۔ ابو جہل نے یہ رائے دی کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک جوان بہادر منتخب ہو کر آپ کو قتل کر دیں۔ اور ان کا تالان ہر ایک قبیلہ ادا کرے۔ اس پر سب کا اتفاق ہوا حضور علیہ السلام کو بدریچہ جبریل علیہ السلام اس سازش کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے اُس ات اپنے بستر پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سونے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ آپ کی چادر اوڑھ کر سوئے۔ چنانچہ نہ جوانان قریش آپ کے دوست خانہ پر اس مراد سے آئے کہ حملہ کر کے آپ کو قتل کریں جب آکر دیکھا کہ آپ کی جگہ حضرت علیؑ سوئے ہوئے ہیں۔ تو دست افوس ملنے لگے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ہجرت کا حکم صادر فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شائبہ مکہ سے نکلے۔ اس وقت مشکل گذر تھا۔ حضرت کے پاؤں مبارک میں چھالے پڑ گئے۔ رہے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی حضور کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں ہوتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ کیوں بھاگتے ہو صدیق کبر نے عرض کی کہ آگے تو اس لئے ہوتا ہوں تاکہ دیکھوں کہ کوئی گھات میں تو نہیں۔ اور پیچھے اس لئے کہ کوئی قناب میں تو نہیں حضرت صدیقؓ

نے حضور علیہ السلام کو اپنے کاندر سے پر بٹھالیا۔ اور ایک غار پر پہنچے۔ حضرت صدیق فاضل نے فرمایا کہ حضور کچھ تھوڑی دیر توقف فرمائیں۔ تاکہ میں غار کے اندر جا کر دیکھوں کہ کوئی درندہ وغیرہ تو اس کے اندر نہیں ہے۔ وہ اندر گئے اور ہر ایک سوراخ میں گتھ ڈالا۔ ایک سوراخ بہت بڑی تھی۔ اُس میں انہوں نے پاؤں ڈالے۔ تو ران تک گھس گئے۔ ان سب سوراخ کو انہوں نے بند کیا۔ اور پتھر وغیرہ پٹا کر آپ کے لئے ایک صاف ستھری بگ بنائی۔ پھر باہر اُتر آئے۔ کہ حضور کے لئے محفوظ جگہ بنا آیا ہوں۔ کفار نے جب دیکھا کہ حضور شبشب کل گئے ہیں۔ تو تلاش کرنے کرتے اُس غار پر پہنچے۔ مگر چونکہ اُس غار کے دروازے پر رخت تھے۔ اور وہ درخت غار کے دلانے پر جھکے ہوئے تھے۔ خیال کیا کہ آپ اس غار کے اندر ہونگے۔ مگر جب کبوتری کے اندر سے اور کبوتری کا جالا دیکھا۔ تو سمجھے کہ ادھر تشریف نہیں لائے۔ کیونکہ اگر اس غار کے اندر آپ داخل ہوتے اور شاخوں کو اٹھا کر اندر جاتے تو اس صورت میں گھونسل اور کبوتری کا جالا گر جاتا۔ اور ٹوٹ جاتا۔ لیکن کبوتری کا گھونسل اور کبوتری کا جالا بدستور قائم ہے۔ اس لئے کفار غار کے اندر نہ گئے اور واپس لوٹ آئے بمقتل قتلہ تفاسیر میں درج ہے: اس شعر کو ۴ دفعہ ۴۴ دن تک پڑھنے سے مصیبت رفع ہو جاتی ہے:

(۸۱) مَا سَأَمَنِي اللَّهُ رُضِيمًا وَاسْتَجَرْتُ بِهِ
إِلَّا وَبِلْتُ جَوَارِإِمْنَهُ لَمْ يُضِمَّ

اگر گئے برمن زمانہ آخرت نہ بیخ ستم | برورش کبر تخم از مے پناہے باقیم
مآنانیہ۔ ساتھ فعل ماضی۔ نون وقایہ یا تکلم۔ سوم رنج پہنچانا۔ دھور زمانہ۔

بعض نسخوں میں ماضا منی لکھا ہے۔ ضیم ظلم۔ واو طالبہ۔ استجرت صیغہ ماضی متکلم۔ استجارہ پناہ مانگنا۔ بہ کی ضمیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔ اِلَّا حرف استثناء۔ وَلْتُ فعل ماضی متکلم۔ تِلْ حاصل کرنا۔ پانا۔ وَلْتُ بمعنی حَصَلْتُ ہے۔ جَوَارِ پناہ۔ حمایت۔ غایت۔ آرام۔ مَنَہ کی ضمیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف۔ لَمْ يُضِمَّ جمع مجہول ضمیم بمعنی ظلم۔ مراد امان دہنی۔ جو نہ کسی کے ظلم سے مغلوب ہو سکے۔ اور نہ کوئی اُس کو دُور کر سکے:

تو جمعہ زمانہ نے مجھے کبھی تکلیف اور ضرر نہیں دیا۔ جس حالت میں کہ میں آپ سے طالب پناہ ہوا ہوں۔ مگر میں آپ سے ایسی پناہ کے حاصل کرنے پر فائز ہوا۔ کہ جس کو کوئی طاقت مغلوب نہیں کر سکتی۔ یعنی دائمی امداد ملی:

تشریح۔ جب کبھی مجھے تکلیف پہنچی۔ اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگی۔ تو فوراً مجھے امان دائمی مل گئی جس میں کسی کو غل ڈالنے کا مقدمہ نہیں ہے۔ مآنانیہ کے ساتھ ایک جملہ کو بیان کر کے آگے اِلَّا حرف استثناء کے ساتھ اس کا اثبات کرنا حصر کا فائدہ دیتا ہے۔ اور اظہار مطلب کے لئے نہایت فصیح ہے۔ اور اس امر کو ثابت کرتا ہے۔ کہ زمانہ کی تکلیف کا پہنچنا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے امان دائمی کا ملنا ایک لازمی امر ہے۔ یا ممکن اور محال ہے کہ زمانہ کی تکلیف پہنچے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دست شفقت و تسکین نہ کرے:

مصائب کو زمانہ کی طرف منسوب کرنا مجاز ہے۔ ورنہ حقیقت میں فاعل خدا تعالیٰ ہے۔

یامضات مخدوت ہے۔ ای ماضا منی صاحب لدھر:

اگر کوئی سفر جائے تو پہلا مصرع لکھ کر گھر میں رکھے۔ اور دوسرا ہمراہ لے جائے۔ تو

سفر سے بالآخر واپس آئے گا۔ نیز اس کا تعویذ بازو پر باندھنا فتح مند کرتا ہے۔

(۸۲)

وَلَا تَقْسُ غِنَى الدَّارِ مِنْ يَدِهِ
إِلَّا اسْتَلَمْتُ التَّدْمُ مِنْ خَيْرٍ مُسْتَلَمٍ

گزشتہ دولت دنیا و دین خاتم دست و بوم کہ آپخہ خواستم زو بستم

واو عاطفہ۔ سامنی پر عطف ہے۔ تکرار نفی تاکید کے لئے ہے۔ التماس مانگنا

غنی دولت۔ دارین دونو جوان۔ صید۔ بد ہمت۔ ہا کی ضمیر راجع حضور علیہ السلام کی طرف۔ الا استلمت۔ استلمت ماضی و تکرار۔ استلمت بمعنی قبلت۔ قاعدہ ہے کہ ادب کی وجہ سے لوگ بزرگوں کے ہاتھ چومتے ہیں۔ تدا بخشش و عطا۔ خیر و مستلزم مراد دست مبارک حضور علیہ السلام کیونکہ ہاتھوں سے جو بوسہ دئے جاتے ہیں۔ بہتر ہے نفی اور استثناء اسی صورت پر ہے۔ جو پہلے شعر میں بیان ہوا۔

توجہ ۸۸۔ میں نے جب کبھی آپ کے ہاتھ سے دین دنیا کی دولت کی خواہش کی تو مجھے فی الفور اس بہترین ہاتھ سے منہ مانگی مراد مل گئی۔

تشریح۔ اسلام اللہ کے خیرات کو جو مانا جو نگر ہاتھ کو جو ما جاتا ہے اس لئے اس شعر میں خیرات کے بن جانے کو خیرات پر بوسہ دینے کو تعبیر کیا ہے تعظیماً و اکراً دنیا کی غنا صحت بدنی اور مالیات سے محفوظ رہنا اور دل کا اطمینان ہے حدیث شریف میں مروی ہے۔ لیس الغنی من کثر العرض النما الغنی غنی القلب اور آخرت

لے یعنی بہت مال سے تو نگر نہیں ملتی۔ مگر دل کا بے نیاز ہونا حقیقی تو نگر ہے۔ منہ نظر۔

کی غنا بہشت میں داخل ہونا ہے ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں حضور علیہ السلام کی محبت و ارادت اپنے دینی و دنیوی مقاصد کے حصول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ نماز کے بعد ہمیشہ پانچ دفعہ پڑھنے سے انسان تنگ دستی سے محفوظ رہتا ہے۔

(۸۳)

لَا تُشْكِرُ الْوَحْيَ مَنْ رُؤِيَ إِنْ لَهُ
قَلْبًا إِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ لَمْ يَنْمِ

ہاں مشورہ روحی خواب گھر خندہ قلب بیدار بودے گزشتہ چشم او

لا تشکر صیغہ نفی۔ انکار منکر ہونا۔ وحی کے معنی گذشتہ اشعار میں گذر چکے۔ من رؤیاہ یا حال وحی کا ہے یا من بیانہ ہے یا من بمعنی فی ہے۔ رؤیا وہ کیفیت جو نیند میں دیکھی جائے۔ ضمیر مضارع الیہ راجع بحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان لہ۔ ان تاکید کے لئے ہے۔ لام تخصیص کیلئے۔ ضمیر مجرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ قلب دل۔ اذا حرف شرط۔ لم یمنع فعل جحد اس کی جزا ہے۔ اور تمام جملہ اذا نامت العینان لم یمنع قلب کی صفت ہے۔ نامت فعل ماضی۔ نوم سوتا۔ عینان تشبیہ عین آنکھ۔ لم یمنع فعل جحد غائب۔ مصدر اس کا نوم ہے اور قلباً اسم ان۔ اور اس کی تنوین تعظیم کے لئے ہے۔

توجہ ۸۸۔ اس وحی سے جو آپ کو خواب میں آتی ہے۔ انکار مت کرو کیونکہ آپ کا قلب پاک جاگتا رہتا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بظاہر سو جاتی تھیں۔ تشریح۔ جب دل بیدار رہا۔ تو وحی فی الرؤیا سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وحی کا تعلق دل سے ہے نہ آنکھوں سے وحی کے معنی لغت میں سالت۔ اشارت۔

الہام۔ کلام خفی کے ہیں۔ اور اصطلاح میں خدا تعالیٰ کا اپنے پیغمبروں کو کلامی مرکز اطلاع دینا۔ اور وحی تین قسم پر ہے :

اول۔ جو فرشتہ کی زبان سے پیغمبرؐ سے جس کو وہ قطعی سمجھ لے۔ کہ حقیقت قطعی ہے۔ قرآن مجید اسی قسم سے ہے :

دوم۔ فرشتہ اشارہ سے کسی حکم یا واقعہ کو ظاہر کرے جس میں غلط نہ ہو :

سوم۔ کسی مرکا الہام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے خواب یا بیداری میں پیغمبرؐ کے دل میں ڈالا جائے یعنی کوئی واقعہ اس طرح پر آشکار ہو جائے جس طرح فوٹو کے شیشہ میں تصویر ہوتی ہے۔ ہر سہ مدارج میں تفاوت ہے البتہ الہام اولیاد و سرفو کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ مگر انبیاء علیہم السلام کی سگندہ وحی قطعی ہوتی ہے :

رویا دو قسم پر ہیں :-

اول۔ روئے صادقہ۔ یہ ہر قسم کے معلومات ہیں۔ جو خواب میں موسیٰ کے دل پر خدا تعالیٰ ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً اعمال صالحہ کی ترغیب۔ بُرے کاموں سے نفرت۔ یا وہ امور جن میں انسان کے لئے بہتری ہو۔ نماز تہجد خیرات کا دینا۔ علیٰ ہذا القیاس ایسے امور کا ظہور جو شریعت کے مطابق ہوں :

دوم۔ روئے کاذبہ۔ جو کچھ دن میں دنیا کے کام کج کئے ہوں۔ وہی رات کو دکھائی دیں۔ یا بیماری کی وجہ سے عجیب صورتیں یا خیالات پیدا ہوں۔ یا شیطان فی وسوسہ دل میں آئیں قسم دوم محض لاشعے اور ناقابل اعتبار ہیں دل کا جاگتے رہنا اشارہ ہے حدیث ان عینی تنامان لا ینام قلبی کی طرف یعنی میری آنکھیں سو جاتی ہیں مگر

لے قرآن مجید میں ہر سہ وحی کا ذکر آئے ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ میا یبے الخ ۱۲ منہ غلطہ :

دل باگتار ہوتا ہے :

حدیث میں آچکا ہے۔ کہ روئے صادقہ پیغمبرؐ کا چھپا لیسواں ہر سو ہے۔ اس بعض نے اعتراض کیا۔ کہ یہ برخلاف واقعہ مشہورہ کے ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام ایک اوی میں ایسے سوئے کہ دن چڑھے بیدار ہوئے اور نماز آپ کی نضا ہو گئی۔ جواب اس کا یہ ہے۔ کہ جاگنا دل کا اس انتظار میں ہونا تھا۔ کہ وحی اترے اور آیات کو دل پر نقش کر لیں۔ سورج کا دکھنا آنکھ کے متعلق تھا نہ دل کے۔ پس منافات نہیں ہے مگر جواب صحیح یہ ہے۔ کہ عمر بھر میں ایک فدا لیا ہونے سے لازم نہیں آتا۔ کہ حضور کا قلب مبارک بیدار نہیں ہوتا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ واقعہ اس حکمت پر مبنی ہو کہ آئندہ امت مرحومہ کی سہولت کے لئے فضا نماز کا حکم عملاً منصوص ہو جائے۔ جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض اوقات نماز میں سہو بھی ہوا۔ جس میں یہ حکمت تھی۔ کہ امت مرحومہ کے لئے سجدہ سو کا حکم ایک شرعی حکم قرار پائے۔ و لعلم عند اللہ :

وَذَٰكَ حَیْنَ بُلُوْغٌ مِّنْ نَّبُوْتِهِ
فَلَیْسَ یُنْكَرُ فِیْهِ حَالٌ مُّحْتَمَلٌ

(۱۸۴)

خواب و بیدار نبوت وحی باشند بے حجاب پس چرا انکار کردہ شود از رخ خواب

فَذَٰلِكَ تَفْصِیْلُ كَلِمَةِ ذَٰلِكَ بِمَقْدَرِهِ۔ خبر اسکی واقع محدوت سے یعنی ذاك واقع۔ ذاك اسم اشارہ ہے۔ مشار الیہ وحی فی الرؤیا۔ حین وقت۔ بلوغ بالغ ہونا۔ من نبوتہ۔ من جار۔ نبوت بمعنی نباء خبر دینا۔ جار مجرور صفت بلوغ یا حال۔ فلیس ینکرفیہ۔ لیس بمعنی لا۔ ینکرفیہ مضارع غائب۔ فیہ کی ضمیر بلوغ کی طرف

راجع ہے۔ مختلف عقل اور فراست کا بالغ۔ اختلاف خواب کا دیکھنا۔ بالغ ہونا۔
اس شعر میں مختلف سے مراد بالغ فی النبوة ہے۔

ترجمہ ۸۸ اور خواب میں وحی کا آنا اس وقت سے تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم
بلوغ نبوت کے قریب ہو چکے تھے پس ایسی حالت میں جب آپ پورے بالغ ہیں وحی
سے انکار کی گنجائش نہیں۔

نفس نحر یا نظم علیہ الرحمۃ کو اس شعر میں ثابت کرنا ہے۔ کہ قبل از نبوت خواب میں جو
کچھ آپ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کی جانب سے وحی تھی۔ کیونکہ آپ کو چالیس سال کے بعد
نبوت کا خلعت عطا ہوا۔ اور اس عمر میں تو اے عقلیہ بالکل اپنے کمال بلبعی تک پہنچ جاتے
ہیں پس ایسی حالت میں جب آپ بالغ اور کامل ہو چکے تھے۔ یہ احتمال انہیں ہو سکتا۔ کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رویا قابل حجت نہ ہوں۔ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب ایسا
یقینی ہوتا تھا۔ کہ اس پر حکام شرعی مرتب ہوتے تھے۔ اب اگرچہ ماہ خواب میں وحی آئی
تاکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آثار وحی کے متحمل ہو جائیں اور جبرائیل کے دیکھنے اور
اُس سے آیات قرآنیہ کے اخذ کی استعداد ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدا میں چھوٹی چھوٹی
آیات نازل ہوتی تھیں۔ اور اخیر عمر میں لمبی سورتیں ایک ہی فتنہ نازل ہونے لگیں۔ بنظر
غور دیکھو کہ تمام چھوٹی سورتیں جن کی آیات بھی بہت چھوٹی ہیں کئی ہیں۔ اور
لمبی سورتیں مدنی۔

یہ شعر مشکل ترین شعار سے ہے اس سے پہلے شعر میں ۵

لا تکتو الوحی من رویاہ ان لہ قلبا اذا نامت العینان لم تنم
ان رویا کا ذکر ہے۔ جو نبوت سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھے۔ اور ان کا

ظہور روز روشن کی طرح ہوا۔ حدیث میں بھی ایسا ہی ہے۔ کہ نبوت سے پہلے
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رویائے صادقہ کا ظہور ہوتا تھا۔ اور اس مصرع "و
ذک حین بلوغ من نبوتہ" میں لفظ ذاک سے یہ مفہوم ہوا۔ کہ وہ رویا بعد نبوت
ہے۔ پس اس شعر اور اس کے ماقبل شعر میں تناقض ہوا۔

اس اشکال کا جواب یہ ہے۔ کہ و ذک حین الخ میں بھی رویائے قبل از
نبوت ہی مراد ہیں۔ حین کے بعد لفظ قرب مخدوف ہے۔ اسی حین قرب
بلوغ نبوتہ یعنی وہ رویائے صادقہ جو قریب از عطا ثبوت ظہور میں آئے۔
پس تناقض رفع ہوا۔ اور نیز اگر لفظ قرب نہ بھی مخدوف کریں تو بھی بموجب
مفہوم محاورہ عرب فلاں بلغ البلد اسی قرب متہ واشرفت علیہ۔ بلوغ
کے لفظ سے قبل از بلوغ نبوت مفہوم ہے۔ دو دو صورتوں میں اشکال رفع
ہو جاتا ہے۔

و ذک حین الخ آخر کا دوسرا مصرع پہلے شعر اور اس شعر کے مصرع اول کا
نتیجہ یا تفریع یا دلیل ہوگی۔ کہ جب قبل از نبوت کے رویائے صادقہ ہیں تو وہ باوجود کمال
یعنی حضور کے کامل بالغ فی النبوت ہونے کے بعد ظہور میں آئیں ان میں شک و انکار کی گنجائش نہیں

(۸۵) تَبَارَكَ اللَّهُ مَا وَحَّى بِمَكْتُسَبٍ
وَلَا نَبِيٍّ عَلَى غَيْبٍ مَّتَّحِمٍ

اللہ اللہ وحی کی بی غیبی نازل ہوئی۔ ایچ پی پی نمبر نشد در غیب کوئی منتہم
تبارک اللہ۔ تبارک ماضی کا صیغہ ہے۔ برکت۔ کثرت خیر۔ افزونی مال و دولت میں

بارک اللہ لک فی کل شیء خدا تجھے ہر چیز میں انزونی دے۔ تبارک اللہ تعالیٰ و
تعالیٰ فی افعالہ و صفاتہ۔ خدا بزرگ اور بلند ہے اپنے افعال اور صفات میں محاورہ
میں یکہ ترجیح کا ہو گیا۔ کہتے ہیں صاحب بن عباد ادیب کو تین نفلوں کے معنی میں تحقیق کرنا
تھا۔ وہ قبائل عرب میں گیا۔ اُس نے ایک ن ایک عورت سے سنا کہ وہ اپنے بچے
پوچھ رہی تھی۔ یا ولد ابن المتاع۔ بیٹے متاع کہاں ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ جاء
الوقیم واخذ المتاع وتعالیٰ و تبارک الجلیل کتنا آیادہ متاع پکا کر پہاڑ پر چڑھ
گیا۔ متاع وہ کپڑا ہے جس کو پانی سے تر کر کے برتن صاف کرتے ہیں۔ یہ سن کر صاحب
بن عباد کی تسلی ہو گئی۔ مَا وَخَّ - مانافیہ۔ وحی مراد وہ الہام جو خدا تعالیٰ کی طرف
سے پیغمبروں پر آتا ہے۔ مکتسب صیغہ اسم مفعول۔ اکتساب کسب کرنا۔ ولانہی
علی غیب۔ لانہی کا عطف ماوحی پر ہے۔ تکرار عرف نفی تاکید کے لئے۔ لانافیہ۔
بنی پیغمبر علی غیب جار مجرور متعلق ہے متہم کے اور متہم ضرورت شعری کی وجہ سے
متاخر ہوا۔ غیب واقعات آئندہ۔ مکتسب متہم پر یا زائدہ۔ متہم تہمت دیا گیا۔
اسم مفعول۔ لاتہام مصدر خبر لا۔

توجہ ۸۔ اللہ اللہ بھلا وحی کبھی کیسی ہو سکتی ہے اور کوئی پیغمبر کبھی اخبار غیب پر
متہم ہو سکتا ہے یعنی نہ وحی کی ہوتی ہے اور نہ نبی صادق پیشگوئی سے متہم ہوتا ہے۔
تشریح۔ اس شعر میں اشارہ ہے آیت فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارقتنی
من رسول کی طرف اخبار غیب اور وحی خدا کی جانے ہوئی ہے اس میں کسب کو
دفع نہیں ہے۔ اور نہ کوئی ذریعہ غیب الہی کا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایسا نبی اللہ جو کچھ
کہتا ہے خدا تبارک کی طرف سے کہتا ہے۔

کَمَا بُرِعَتْ وَصَبَّابًا لِلْمُسْرِ رَاحَتُهُ
وَأَطْلَقَتْ أَرْبَابًا مِّن رَّبْقَةِ اللَّحْمِ

بارہا از دست پاکش در دہرا شدوا | اگر ہاں انیز از قید جنوں دہا

کہ خبر یہ ہے۔ اَبْرِعَتْ فعل ماضی۔ ابراء اچھا کرنا۔ و صَبَّابًا یا تو بفتح صاد مملہ
بمعنی بیماری۔ یا کسر صاد مملہ صیغہ صفت بمعنی بیمار ہے۔ لمس چھونا۔ اَطْلَقَتْ
اطلاق قید سے چھوڑنا۔ معاف کرنا۔ اَرْبَابٌ فتناج الے الطلاج۔ دیوانے یا
محتاج الی اللہ سے مراد گمراہ ہے۔ رِبْقَةُ بند۔ لَمَمٌ دیوانگی۔ گناہ صغیرہ۔
توجہ ۸۔ آپ کے دست مبارک نے بارہا مریضوں کو چھو کر اچھا کر دیا اور دیوانوں
کو قید جنوں سے رہا کیا۔ بہت سے گمراہوں کو گناہوں کی قید سے نجات دی۔
تشریح۔ روایت ہے کہ ابو جہل نے جنگ یر میں معوذ بن غفران کا ہاتھ کاٹ دیا۔
معوذ ہاتھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو جوڑ
دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی صدر اس کو نہیں پہنچا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے
خدمت مبارک میں حاضر ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچے کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور
فرمایا بکل جا۔ اُس لڑکے کے سینہ سے قے کے راستہ سے ایک سیاہ چیز جیسا کتے کا
پلا ہوتا ہے نکلی اور وہ اچھا ہو گیا۔

لہ خاصۃ ہذا الشعر اذا كان الوجه بحسما احد يضع اليد علی موضع الوجع ویقرع ہذا
الشعر یندفع الوجع ویشفی المریض انشاء اللہ تعالیٰ کذا قال شیخ الدلائل یعنی درد
کی جگہ ہاتھ رکھ کر اس شعر کے پڑھنے سے شفا ہوتی ہے۔

ایک صحابی بنی آنکھ ایک لڑائی میں نیرنگنے سے باہر نکل آئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دست مبارک سے اس کو خانہ چشم میں رکھ دیا۔ وہ بالکل اپنی اصلی حالت پر ہو گئی۔ حضرت ابوبکرؓ کو سانپ نے کھانا آپؐ نے اپنا آب ہن لگایا۔ وہ اچھے ہو گئے۔ حضرت علیؓ کو کرم لہہ جو کج خیبر میں سخت آشوب چشم ہوا۔ جس کی وجہ سے کچھ دکھائی نہ دینا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لعاب ہن مبارک کے ان کی آنکھیں اُسی وقت بالکل تندرست ہو گئیں۔ ایسے ہزاروں معجزات ہیں۔

یہ امر حضرت سہلی اللہ علیہ آہ وسلم کے زمانہ تک ہی محدود نہیں ہے۔ اس وقت بھی برکت غلامانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے۔ مواہب میں قشیریؒ جہ شہر علیہ سے نقل ہے۔ کہ ان کا بیٹا سخت بیمار ہو گیا۔ خواب میں انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ اور عرض کیا کہ ان کے فرزند کے لئے دعا فرمائیں۔ فرمایا آیات شفا کیوں بھول گیا۔ قشیریؒ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ میں بیدار ہوا۔ تو غور کیا۔ چھ جگہ قرآن لفظ میں آیات شفا کو ملیں :-

اول۔ وَيَشْفِي صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ۔

ووم۔ فِيهِ شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ۔

سوم۔ يَخْرُجُ مِنْ بَطْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّالنَّاسِ۔

چہارم۔ وَنُزِّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ۔

پنجم۔ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ۔

ششم۔ قُلْ هُوَ الَّذِي بِيْنَ أَمْوَالِي وَشِفَاءٌ۔

ان آیات کو میں نے لکھا۔ اور دعو کو فرزند کو پلایا۔ ایک نسخہ میں شفا ہو گئی۔

ایسا ہی ابوبکر رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ابوبکر بن علی قید ہو گیا۔ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ ہیں مجھے فرمایا کہ ابوبکر سے کہہ دو کہ وہ دُعا کے رب جو صحیح بخاری میں ہے پڑھے۔ تاکہ خدا تعالیٰ اس کی تکلیف کو رفع کرے۔ چنانچہ میں نے صبح ابوبکرؓ کو اس افتد کی اطلاع دی۔ دُعا کا پڑھنا تھا کہ وہ قید سے رہا ہو گیا۔

دُعا کے رب یہ ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَكِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قَرِيبُ الْعَرْشِ الْكَرِيمُ اس شعر کا تعویذ ہر بیمار خصوصاً پاگل آدمی کے لئے مجرب ہے۔

عمر بن احمدؒ کہتا ہے۔ کہ میرے استاد کی بیوی کو مرض جنون تھا۔ ہر وقت جھنجھتی رہتی تھی۔ اور ایک ساعت قرار نہیں تھا۔ میرے استاد نے کہا۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض حال لکھو۔ میں نے عرض حال حمد اور صلوٰۃ سے شروع کی۔ اور اس میں عرض کیا کہ آپ تمام امراض کے دفع کرنے میں ہمارے شفیق ہیں۔ ہم آپ کے اس بیماری کی دعا چاہتے ہیں شفاعت فرمائیں کہ یہ بیماری دفع ہو۔ یہ عرض مکتوبہ قافہ حجاج کو دی گئی۔ اور ہم دنوں کو شمار کرتے رہے چند دنوں کے بعد اس عورت کو بالکل آرام ہو گیا۔ جب قافہ واپس آیا۔ تو حساب کرنے سے یوم شفا وہی دن تھا جن دن قافہ روضہ مطہرہ میں پہنچا۔

مصرع ثانی میں جو محتاجوں کا قید سے چھڑانا مذکور ہے۔ اس سے مراد کفار بھی ہو سکتی ہے۔ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آئے۔ اور قید ہوئے۔ اور پھر ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رہا کر دیا۔

ایک اور مشہور قصہ کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک ہرنی نے جو ایک اعرابی کی قید میں تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں فریاد کی کہ اس کے دو بچے اس پہاڑ میں ہیں۔ آپ مجھ کو اس شکاری سے اجازت لے دیں کہ میں اُن کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت لے دی۔ اور ہرنی دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ وہ اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ اور ہرنی کو چھوڑ دیا۔ ہرنی خوشی سے چوڑیاں بھرتی اور اُٹھ کر اَلَا اَلَا اللّٰهُ اَتَاكَ رَسُوْلٌ اللّٰهُ کہتی جھل کو نکل گئی۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بندے کو ہائی دینا اور کیا ہو گا۔ کہ معاصی کی زنجیروں میں جکڑے ہوؤں کو آپ نے نفسِ شیطان کی قید سے ہائی بخشی اور جہنم کے گڑھے میں گرنے والوں کو آتشِ سوزاں سے بچا لیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی طرف الفاظِ اغلال اور انقذ گھر میں اشارہ کیا گیا ہے:

(۸۷) **وَاحْتَبِ السَّنَةَ الشَّهْبَاءَ دَعْوَتُهُ
حَتَّى حَكَّتْ غُرَّةً فِي الْأَعْصَرِ الدُّهْمِ**

کرفزندہ دعوتش از ابر سال خشک تا کہ شد از سالہائے سبز برتر خوش نما
واو عاطفہ۔ اَحْتَبْتُ جیسے ماضی۔ اَحْتَبْتُ زندہ کرنا۔ یہاں مراد سرسبز اور شاداب کرنے سے ہے۔ سَنَةُ سالی۔ شَهْبَاءُ موٹٹ ہے۔ اشہب کی۔ چھٹکت، سنہ کی۔ وہ اَعْصَرُ جس میں سفیدی یادہ ہو۔ السَّنَةُ الشَّهْبَاءُ سے مراد سخت قحط سالی ہے جس میں کوئی سبزی نظر نہ آئے۔ بلکہ ہر طرف سفید زمین ہی دکھائی دے۔ دَعْوَةُ بلانا۔ دُعا کرنا۔ ہا کی ضمیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے۔ حَكَّتْ فعل ماضی۔ حکایت مشابہ اور مانند ہونا۔

غیر سفیدی بقدر درہم یا اس سے زیادہ۔ جو گھوڑی کی پیشانی پر ہو۔ یا غرہ کے معنی مجازاً نریٹ زینت کے ہیں۔ اَعْصَرُ جمع عصر معنی زمانہ۔ دَعْوَةُ جمع ادھم سیاہ۔ الا عصر الدھم سرسبز و شاداب زمانہ ہے۔ جو کھیتوں اور گھاس کی کثرت سے سیاہ معلوم ہوتا ہے۔ ترجمہ: آپ کی دعا نے خشک سال کو ایسا سرسبز اور شاداب کر دیا۔ کہ وہ سبز سالہائے زمانہ کی پیشانی کا زینت ہو گیا۔

تشریح: آپ کی دعا سے سفید سال کو جس میں بارش نہ ہونے کے باعث زمین بجائی گئی اور سفید نظر آتی تھی زندہ کر دیا۔ اس میں زمین کثرتِ زرع و شاداب سے سرسبز ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ سفید سال زمانہ کے اُن سیاہ سالوں کے مشابہ ہو گیا جس میں سفیدی اس قدر قحط و سختی۔ جیسے گھوڑے کی پیشانی پر سفیدی۔

اس میں اعلیٰ درجہ کی فصاحت، قحط کے سال کو سفید گھوڑے سے تشبیہ دی۔ طرح اس کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ زمین کا رنگ سفید تھا۔ اس میں کوئی لگ اس پات نہ تھا۔ پھر خشک سال کو سیاہ گھوڑے سے تشبیہ دی۔ یعنی تمام زمین سبز ہو گئی۔ اگر کہیں زمین خشک رہ گئی۔ تو وہ اس قدر تھی جس قدر کہ کمیت یا کثرت میں گھوڑے کی پیشانی میں سفیدی ہوتی ہے۔

یہ معنی کہ وہ خشک سال جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی تھی۔ ایسا سرسبز ہوا کہ دوسرے سرسبز سالوں میں ممتاز اور باعثِ زینت ہوا جس طرح گھوڑے کے لئے ماسے کی سفیدی باعثِ آبیاز اور موجبِ زینت ہوتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ و زمانہ سخت قحط سالی کا تھا۔ ایک اعرابی نے سوال کیا۔ حضرت دُعا فرمائیں۔ قحط سے۔

جانور مر گئے۔ اور آدمی جھوک سے تنک آگئے ہیں۔ پس حضرت علیؑ علیہ السلام نے دعا کیلئے
 ہاتھ اٹھائے۔ باد بوزیکہ آسمان پر کوئی علامت ابرو نہیں تھی۔ گردن کمالی جھٹا اٹھی اور
 موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ پس نے دیکھا کہ بارش کی پانی حضورؐ باریت نام کی ریش
 مبارک پر سے بہا تھا۔ پس برابر اندر جب تک بارش ہوتی رہی۔ پھر ایک شخص نے جا کر
 عرض کیا کہ حضرت! مکان گر گئے ہیں۔ اور مال و متاع ڈوب گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَكَعَلَيْنَا۔ اس دعا سے مدینہ طیبہ پر سے بادل ہٹ گیا
 اور مدینہ شریف کے گرد نواح اور بارشوں اور دایوں پر اس کثرت سے بارش ہوئی کہ ایک مہینے
 تک نہی نامے بہتے رہے۔ اس شعر ایک سو ایک فدا ایک جماعت کا پڑھنا تھو کو دور
 کرتا ہے۔ مگر ایک فرد یہ

(۸۸) بَعَارِضٍ جَادَ اَوْ خَلَّتْ اَلْبَطَاحُ بِهَا
 سَيِّبًا مِّنْ اَلْبَحْرِ اَوْ سَيِّلًا مِّنَ الْعَرَمِ

و اے بطاح شدہ دربار از بحریم | یا بدانی آمدہ سیلاب و اے عرم

بعارض تعلق اخیث کے ہے۔ عارض بادل۔ جاد فعل ماضی۔ جو بدست بننے
 اور بہت برسا خلت فعل ماضی خیال یعنی ظن کرنا۔ اور گمان کرنا افعال قلوب میں ہے۔ اور
 حرف اذ یعنی الی ان ہے۔ بطاح جمع بطح یا بطحا وادی۔ ہا۔ باسیبہ ہاضمہ ثونت مجرو
 و ارجع بعارض تباذل صاحب۔ سیب بالفتح دریا کا بہاؤ بخشش و ہش من الخیم میں من رہا سیبہ

۱۔ خدا یا مدینہ کے باہر ارد گرد میں کوہ سے کا حکم دے اور ہمارے حق میں مضر نہایت ہو

۲۔ منہم مضمیم و سکون نون و فتح سین و ہاء و کسر جیم اسم ناعل از باب افعال یعنی بار بار دہ

سبباً کی صفت یا حال اسی طرح سبباً اور من العرم۔ یثرباً۔ سبیل رو۔ عرم بفتح اول
 و کسرت ثانی ایک وادی کا نام ہے۔ سخت بارش +

ترجمہ ۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی دعا نے خشک سالی کو ایسے بادل کے ذریعہ سبباً
 کر دیا۔ جو خوب لکھول کر برسا۔ یہاں تک کہ دایوں پر دریا کا گمان ہوتا تھا۔ یا ایسا
 معلوم ہوتا تھا۔ کہ عرم کا سیلاب اس میں ٹوٹ پڑا ہے +

تشریح ۱۔ اس قدر پانی زور سے چدنا تھا کہ دیکھنے والے کو بیشبہ یہاں ہوتا کہ ان
 میں کثرت بارش سے دایوں میں دریا ٹوٹ کر آ پڑا ہے۔ یا بند عرم ٹوٹ گیا ہے +

عرم ایک وادی کا نام ہے۔ جس نے ایک دفعہ طغیانی کے باعث شہروں کو برباد
 کر دیا۔ جب ملکہ بلقیس اس ملک پر مستط ہوئی۔ تو اس نے اس وادی کی روک کے واسطے
 ایک بند چھروں کا بندھوا دیا۔ اور بحرین کے اصول کے مطابق دونوں طرف اس کا دھلو ان کھا۔
 اور پانی کے نکلنے کے لئے دوسری طرف اسے بنا دیا۔ اور اس بند کی تعمیر سے جب ملک
 غرقابی سے محفوظ ہو گیا۔ تو سیکڑوں باغ آباد ہو گئے +

کہتے ہیں کہ اس قدر باغ ہو گئے تھے۔ کہ اگر کوئی شخص ٹوکرا سر پر رکھ کر کچھ فاصلہ پر جاتا۔
 تو بغیر اس کے وہ درختوں کو ہانا۔ اس کا ٹوکرا میوؤں پر ہو جاتا۔ اس خط کی آب ہو معتدل
 اور صحت بخش تھی۔ اور سانپ۔ بچھو۔ کھٹی۔ چھڑ۔ پٹو۔ جوں کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ بلکہ جو
 شخص بہرے آتا۔ اس کی جوبیں اور پتھر جاتے۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ نے ہر ایک قسم کی
 نعمتیں عطا کیں۔ مگر انہوں نے نعمت کا کفران اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔ خدا تعالیٰ
 نے ایک اندھے جو ہے کو ان کی بربادی پر مستط کیا۔ اس نے بن میں سوار کیا جس سے وہ بند
 ٹوٹ گیا اور ان کے کائنات اور باغات ڈوب گئے۔ قرآن مجید میں قصہ مذکور ہے +

الفصل السادس في شرح القرآن وحده

دَعْنِي وَصَفِي آيَاتٍ لَهُ ظَهَرَتْ
ظُهُورُهَا الْقُرَى لَيْلًا عَلَى عِلْمِ

(۱۸۹)

وصف عجائز ششم کما شایسته باشد
دَعْنِي وَصَفِي ترک کرنا۔ اصل میں تھا۔ یا حبیبی دعنی در حرفت او بمضمت
یعنی مفعول معہ۔ وصف بیان کرنا۔ مراد اوست۔ آیات جمع آیت۔ معجزہ لفظ کی ضمیر مجرور
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ارجع ہے۔ ظہرت۔ ظہور آشکارا ہونا۔ نارا القری
نہانی کی آگ۔ قوی کسر الفات المنقطعیہ غیافت۔ علم بلند پہاڑ۔

توجہ ۸۸۔ اے دست مجھ کو سرف در ایہ صلوٰۃ و سلام کے ان معجزات کی
تعریف میں لگا ہتھ دے۔ جو اس طرح روشن ہیں جس طرح باد پشین سخی عربوں کی
وہ آگ جو بنی ٹیلوں (یا پہاڑوں) پر رات کے وقت اس لئے روشن کی جاتی ہے
کہ کوئی بھولہ بھٹکا مسافر رات کے وقت آجائے۔

تشریح۔ ناظم علیہ الرحمۃ کہتا ہے۔ کہ میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی سعاد
نہیں ہے۔ کہ میں اپنے آپ کو نعمت ہی کا وقف کر دوں۔

معجزات کو اُس آگ کے ساتھ اس لئے تشبیہ دی گئی ہے۔ کہ جس طرح آگ کو
دیکھ کر راستہ بھولے ہوئے لوگ استہ پر آجاتے ہیں۔ اسی طرح ان معجزات کو دیکھ کر

گمراہ لوگ اسلام کو اختیار کرتے ہیں۔ اور نیز یہ معجزات ایسے روشن اور باہر ہیں جیسے ضیاء
کی آگ۔ جو دُور سے دکھائی دیتی ہے۔ اور کسی کو اُس کی نسبت شک شبہ نہیں ہوتا۔

قَالَ الرَّبُّ بَرْدًا حَسَنًا وَهُوَ مُنْتَظَمٌ
وَلَيْسَ يَنْقُصُ قَدَرًا غَيْرُ مُنْتَظَمٍ

(۹۰)

حسن آب تاب در شترتے باشد فرو
کم نکرد و قدر او گرا بدار شترتے بود

حرف قاعلت ہے شعر اسبق کی۔ تدرج ذرہ مفرد۔ ازدیاد بوضا۔ حسن
خوبصورتی۔ تمیز ہے یزداد کی۔ منتظم بضم المیم و کسر الظاء۔ المعجۃ فی المصراعین
(کمانے اشرح للذہری) راست و درست شونہ۔ یہ بابی فتنال سے ہے۔ جو اکثر
لازم آتا ہے۔ ینقص نقص سے کم ہونا۔ قدر مرتبہ تمیز ہے ضمیر ینقص کی۔
توجہ ۸۹۔ کیونکہ اگرچہ بکھرے ہوئے موتیوں کی قدر و قیمت کچھ کم نہیں ہو سکتی
لیکن اُن کے پرانے اور تار بنانے سے اُن کی خوبصورتی بڑھ جایا کرتی ہے۔

تشریح۔ معجزات اور اوصاف حضور علیہ الصلوٰۃ و سلام خواہ نشر میں ہی ہوں
ایکے بہا موتی ہیں۔ لیکن ان کو اگر نظم میں دکھایا جائے تو ان کی چمک مک چھ اور ہی
ہوگی۔ اس لئے انہیں نظم میں لانا ایک اور خوبی رکھتا ہے۔

پچھلے شعر سے یہ اعتراض پیدا ہوتا تھا۔ کہ جب حضور علیہ السلام کے معجزات بالکل روشن
ہیں تو پھر ان کے بیان کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اس کا جواب یوں دیا ہے۔ کہ میں ان کو نظم
میں بیان کرتا ہوں جس سے خوبصورتی زیادہ ہوگی۔ اور یاد دہانی میں سانی ہوگی۔ اور اشنا
بہ نسبت شرفت زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ اس بیان خاص طور پر مؤثر ہوگا۔ ان من العیان لحوار۔

(۹۱) فَمَا تَطَاوَلْ أَمَالُ الْمَسِيحِي إِلَى
مَا فِيهِ مِنْ كَرَمِ الْإِخْلَاقِ وَالشَّيْمِ

واہ داشتہ گردن میدواج بس بلند / سوئے اخلاق عظیم و سوئے خوئے احمد

حرف فاء علت تہا اس امر کی جو شعر دعویٰ وصفی میں مذکور ہوا۔ مآثانیہ تطاول
صیغہ ماضی۔ تطاول بروزن تفاعل دراز ہونا کسی چیز کو دیکھنے کے وقت گردن اٹھانا۔

امال جمع اصل امید۔ صدیح تعریف یا تعریف کرنے والا۔ الی مآثیہ تطاول کا مصدر الی
آتا ہے۔ چونکہ گردن بلند کرنے کو کسی چیز کی طرف دیکھنا لازمی ہے اسلئے تطاول سبب
کسی چیز کو دیکھنے کا۔ مآثیہ۔ موصولہ۔ کی ضمیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع
ہے۔ صرح بیان یہ کہ مآثیہ اخلاق بیان کئے ہوئے برگزیدہ شہ جہ خصلت خصال طیبہ انبیہ +

ترجمہ۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کی ذات میں جو خلاق اور شمایاں حسیہ ہیں وہ برتر
عالی پایہ ہیں۔ کہ حج و مداح کی امیدیں ان کو گردن اٹھا کر نہیں دیکھ سکتیں۔ یعنی
من سے ان کا حصر نہیں ہو سکتا +

تشریح۔ الفاظ دعویٰ وصفی آیات سے مفہوم ہوتا تھا۔ کہ ان علم نے معجزات کے بیان
پر اقتصار کیا ہے۔ اوصاف کو نہیں لیا اس کا سبب بیان کرتا ہے کہ اوصاف علی اللہ علیہ السلام کی کوئی
حد نہایت نہیں ہے۔ ان کے شمار آورد رایت کے لئے مدح اور مدح کا جو حد نہیں ہو سکتا۔ کہ ان کی
طرف گردن بلند کئے ان کا اندازہ لگا سکے یا دیکھ سکے اس لئے صرف معجزات کے بیان پر اکتفا کیا گیا +
مدیج سے مراد مجاز ان علم علیہ الرحمۃ کی ذلت ہے۔ فیاضہ کی یہ نظم کی فصاحت اور بلاغت
غیبی شمار اس باندی تک پڑا نہیں کر سکتی جس پر کہ حضور علیہ السلام کے اخلاق ہیں +

آيَاتُ حَقِّ مِنَ الرَّحْمَنِ مُحَمَّدٌ
قَدْ يَمُتُ صِفَةُ الْمُوصُوفِ بِالْقَدَمِ

نازل از رحمن شد آیات قرآن عظیم / چون قدیم است کلامش نیز می شد قدیم

آیات جمع آیت۔ نشان مراد آیات قرآن۔ آیات حق خبر ہے مبتدایہ مخدود کی۔
ای ابھل المعجزات آیات حق۔ یا اس کا مبتدا القوان ہے۔ اسی القرآن آیات حق۔ حق
امر است جس میں انکار کی گنجائش نہ ہو۔ مراد قرآن شریف۔ محدثہ پیدا کی گئیں۔
قدیمہ دیرینہ جس کا ابتداء نہ ہو۔ آیات حق مبتدا۔ من الرحمن صفت آیات۔ محدثہ
خبر۔ قدیمہ خبر ثانی۔ صفة الموصوف بالقدم خبر بعد خبر گویا یہ ایک دلیل ہے آیات حق
کے قدیم ہونے کی +

ترجمہ۔ آیات قرآن جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل کئے گئے ہیں باعتبار لفظ
اور نزول کے حادث ہیں اور باعتبار اس کے کہ موصوف بالقدم کی صفت ہیں قدیم ہیں
تشریح۔ یعنی الفاظ قرآنیہ اس جہ سے کہ وہ الفاظ ہیں اور لکھے جاتے ہیں۔ اور
رفتہ رفتہ نازل کئے گئے ہیں حادث ہیں۔ اور اس وجہ سے کہ کلام نفسی صفت خدا تعالیٰ
کی ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات قدیم ہے اس لئے آیات بھی قدیم ہیں کیونکہ قدیم کی
صفت حادث نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ علم کلام میں اس کی بحث ہے اس شعر میں سب سے
بڑے مشہور مسلم معجزے قرآن شریف کا ذکر ہے جس پر تمام اسلام کا مدار ہے۔ اور
اس کی حقیقت کو مختصر الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے +

قرآن مجید کے قدیم یا حادث ہونے میں سات مذہب ہیں۔ اور یہ بحث علم کلام میں نہایت

بسط کے ساتھ مذکور ہے۔ اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے۔ کہ کلام الہی بذاتہ قدیم
غیر مخلوق ہے۔ اور ہمارا اس کو پڑھنا اور لکھنا۔ اور اس کا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہونا۔ یہ سب مورعات ہیں +

(۹۳) لَمْ تَقْتَرِنِ زَمَانٍ وَهِيَ تَخْبِرُنَا
عَنِ الْمَعَادِ وَعَنْ عَادٍ وَعَنْ نَادِمٍ

نیت مقروں یا زمانہ کی خبر دے گی یعنی از عداوارم و زمانہ سے معا
لم تَقْتَرِنِ صیغہ جحد ہے ضمیر آیات کی طرف راجع ہے۔ اذقون نزدیک ہونا۔
آپس میں ملنا۔ زمانہ وقت۔ وہی تخبیرنا۔ ہی کی ضمیر آیات کی طرف راجع ہے۔
تخبیر صیغہ مضارع واحد مؤنث غائبہ اس کا فاعل ضمیر ہے۔ جو آیات کی طرف راجع ہے۔
نَا۔ تخبیر کا مقید ہے۔ اخبار خبر دینا۔ معاد جانے بازشت۔ مراد قیامت۔ عَاد
ایک قدیم قبیلہ کا نام ہے۔ ارم کی نسبت بعض مفسرین لکھتے ہیں۔ کہ وہ ایک محل کا نام
جو شہاد بن عاون نے بنوایا تھا۔ مگر علامہ ابن خلدون نے ثابت کیا ہے کہ وہ ایک قبیلہ کا
نام ہے۔ اور یہی معنی صحیح میں تفصیل کے لئے دیکھو مقدمہ ابن خلدون۔ عَاد بن ارم
قوم ہو و علیہ السلام کا بزرگ تھا +

ترجمہ۔ وہ آیات قرآنیہ کسی زمانہ (حال یا استقبال یا ماضی) کے ساتھ مقروں
نہیں ہیں۔ مگر با اینہم وہ ہم کو آخرت اور قوم عدا اور قبیلہ ارم سے اطلاع دیتی ہیں یعنی
خود تو ان کے لئے زمانہ نہیں ہے۔ مگر زمانہ کے حالات اطلاع دیتی ہیں +
تشریح۔ یہ کلام گویا ایک گونہ اظہار تعجب پر مبنی ہے۔ کہ خود آیات قرآنیہ کسی

زمانہ سے متعلق نہیں یعنی دیگر مخلوق کی طرح زمانی اور مخلوق نہیں ہیں۔ کیونکہ قدیم ہیں
اور قدیم زمانہ کے آثار سے بری ہوتا ہے۔ مگر وہ از سنہ ثلاثہ اور معاد کے حالات کو
نہایت وضاحت سے بیان کرتی ہیں۔ آیات ذیل میں غور کرو +

(۱) اَوَلَمْ يَرِ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُبِينٌ ۝ وَ
خَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَكُنِيَ خَلْقُهُ ۝ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ
يُحْيِيهَا الَّذِي اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ ۝

(۲) ثُمَّ اَتَاكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تَبَعْتُوْنَ ۝

(۳) اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ لَّنْ يَخْلَعَنَّهُ عِظَامَهُ بَلَىٰ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ
تَسْوِيَّ بَنَانَهُ ۝

(۴) اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا ابْعَثْنَا فِي الْقُبُوْرِ ۝

قوم عَاد کے متعلق پڑھو۔ وَاِلٰى عَادِ اٰخَاهُمْ هُودٌ ۝ قوم عَاد نے تمام شہر
پر جو عمان اور حضرموت کے درمیان تھے قبضہ کر لیا تھا۔ یہ قبیلہ بت پرست تھا۔ ہود
علیہ السلام کو جو اس قبیلے سے تھے ان کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ نے بھیجا۔ مگر وہ کافرانہ
نہ لائے۔ بلکہ ان کی سرکشی روز بروز بڑھتی گئی۔ خدا تعالیٰ نے تین سال تک بارش بند
کر دی۔ آخر وہ بھوک سے مرنے لگے۔ اس زمانہ میں قاعدہ تھا۔ کہ مسلمانوں یا کافروں پر
کوئی مصیبت نازل ہوتی۔ تو یہ سب دشمنین جاکر دعا مانگتے۔ قوم عَاد نے سنہ آدمی اس دعا
کے لئے منتخب کئے۔ ان کے سر اذیل بن عمر نے کعبہ میں جا کر یوں دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اَسْقِ
عَادًا اَمَّا اَلَنْتَ تَسْقِيْهِمْ ۝ خدا تعالیٰ نے قین اذیل پیدا کئے۔ سفید۔ سُرخ۔ سیاہ۔ قیل بن
عمر کو آسمان پر ایک وار سنا فی دی۔ کہ ان میں سے ایک بادل تم پر بھیجا جائیگا جس کو تم پسند کرو

قیس نے سیاہ بادل اس خیال سے کہ اس میں پانی زیادہ ہوتا ہے پسند کیا۔ چنانچہ اُس بادل کی ایک کالی گٹھا اٹھی جس کو دیکھ کر وہ لوگ بہت خوش ہوئے۔ کہ بہت برس سے والی گٹھا آئی ہے۔ حالانکہ وہ تندرہ ہوا تھی جس نے ان سب ہلاک کر دیا۔ مگر یہودی علیہ السلام اور ان کے پیرو سلامت تھے۔

ایسا ہی آیات ادرہ کے حالات کو بیان رتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف سورۃ النجر میں آیا ہے۔ اَلَمْ تَكُنْ فَعْلًا كُنْتَ لِعَادِ اِدْرَهَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ

تفصیل یہ ہے کہ عاد بن ارم کے دو بیٹے تھے ایک کا نام شداد دوسرے کا نام شدید تھا۔ یہ دونوں ملک بنیا پر سلطان ہو گئے۔ شدید مر گیا۔ اور شداد اکیلا سلطنت کا مالک ہو گیا۔ شداد نے بہشت کی تعریف کتابوں میں پڑھی تھی۔ اس وقت اُس کی عمر نو سو برس کی تھی۔ اُس نے اپنے وزیر کو حکم دیا۔ کہ وہ کسی دلکش خط میں ایک بہت وسیع باغ بنائیں۔ چنانچہ وزیر نے عدن کے پاس ایک قطعہ زمین انتخاب کیا۔ اور اس میں ایک عالیشان محل بنایا۔ اُس کی دیواروں پر سونے کے بیل بوٹے تھے۔ اور محرابوں میں نعل و جواہر لگے تھے۔ اُس کے ارد گرد بہت وسیع باغ بنایا جس میں تمام دنیا کے عمدہ عمدہ درخت ٹمردار لگائے گئے۔ اور پانی۔ دودھ۔ شہد کی نہریں اُس میں جاری تھیں۔ اور شداد کے سینکڑوں وزیر تھے۔ ہر ایک کا محل علیحدہ علیحدہ شان و شوکت اور ان کے وسط میں بادشاہ کا محل تھا۔ جب یہ عمارت مکمل ہو گئی۔ تو شداد اُدع اپنے قبائل اور وزراء کے اُس کے دیکھنے کے لئے دارالسلطنت پہنچا۔ جب ایک منزل باقی تھی۔ تو ان پر بجلی پڑی۔ سب کے سب فنا ہو گئے۔ اور محل کا دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

دل کی دل میں ہی بات نہ ہو پائی | ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہو پائی

دَامَتْ لَدُنَا فَفَاقَتْ كُلَّ مَعْجَزَةٍ (۹۴)

مِنَ النَّبِيِّينَ اِذْ جَاءَتْ وَلَمْ تَدْمِ

بِزُرَارَتِ اَيِّنْ مَّجْزَةٍ بِمَعْجَزَاتِ اَنْبِيَا | معجزاتِ شان و کرم باقی است این دما

دَامَتْ تفسیر ماضی دوام ہمیشہ ہونا فاعل امت ضمیر راجع بآیات۔ لَدُنَا۔ لدی نزد پاس۔ نَا ضمیر جمع۔ ورحل یہ لدن بمعنی نزد کے۔ دوسری لغت ہے۔ قرآن مجید کی نو یوسف میں ہے۔ وَالْفَيَّا سَيِّدَ هَا لَدَى الْاَلْبَابِ۔ دامت لدینا یہ آیات ہمیشہ ہمارے پاس رہیں گی۔ ففاقت۔ فاعلت کی ہے۔ لَدُنَا کی قید اس لئے لگائی ہے۔ تاکہ مادام عند اللہ و مادام عند الانسان کا فرق ظاہر ہو۔ جو چیز خدا کے پاس ہوتی ہے وہ لا متناہی زمانہ تک قائم رہتی ہے۔ بلکہ زمانہ کے گزرنے یا آئندہ آنے کا اُس کی نسبت اطلاق بھی نہیں ہوتا۔ بخلاف اس چیز کے جو انسان کے پاس ہے۔ معجزہ وہ مخرق عادت جو انبیاء علیہم السلام بطور ثبوت نبوت ظاہر ہوتا ہے۔ جب کوئی اُن کی نبوت کا انکار کرے۔ جَاءَتْ وَلَمْ تَدْمِ کی ضمیریں معجزہ کی طرف راجع ہے۔

ترجمہ۔ آیات قرآنیہ ہمیشہ کے لئے بطور زندہ معجزہ ہمارے پاس رہیں گی۔

سواں خصوصیت یہ کہ معجزوں پر جو انبیاء علیہم السلام سے صادر ہوئے ہیں فائق ہیں۔ کیونکہ وہ معجزے صرف اسی وقت کے لئے تھے۔ بعد میں صرف حکایات ہو گئے۔

تشریح۔ آیات قرآنیہ ایسا معجزہ ہیں۔ جو ہر زمانہ میں قائم رہے گا۔ اور کوئی شخص اس کلام مقدس کا کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ توریت و انجیل بھی بدستور موجود ہیں۔ اور موجود رہیں گی۔ تو پھر قرآن شریف کی خصوصیت کس وجہ سے ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ توریت اور انجیل کے بعض آیات میں تغیر و تبدل کیا گیا ہے۔ اور ان میں تحریف ہو چکی ہے۔ لیکن قرآن شریف اپنی اصلی حالت پر بلا تغیر و تحریف ہمیشہ کے لئے موجود رہے گا۔ اور عقل سلیم بھی یہی فتوے دیتی ہے۔ کہ توریت و انجیل کے بعد جب خری آسمانی کتاب (قرآن مجید) کا نازل ہونا مقدر تھا۔ تو یہ وصف ان کتب سابقہ میں ہرگز نہیں ہونی چاہئے تھی جس طرح نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسی طرح کوئی اور کتاب بھی آسمان سے نہیں ہوگی۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ایسی کتاب من کل الوجوہ مکمل اور جامع ہونی چاہئے۔ لہذا قرآن مجید ایسی ہی کتاب ہے۔ اور یہی کتاب اہل اسلام کے پاس بمنہ الایک مضبوط قلعہ کے ہے جس پر مخالفین کبھی غالب نہیں آسکیں گے۔ اور یہی اس کتاب کا عظیم الشان معجزہ ہے۔

(۹۵) **حُكْمٌ فَمَا يَبْقِيَنَّ مِنْ شُبْهِ**

لِذِي شِقَاقٍ وَلَا يَبْقِيَنَّ مِنْ حَكَمٍ

محکم اند آیات قرآنی از نقص و اختلاف نے حکم خواہند بخود از شاو و شبہ صاف

محکمات بتشدید کان فتوح جمع محکمہ محکات خبر بعد خبر ہے حکم سے مشتق ہے

تحکیم کسی کو حکم کرنا۔ محکمہ بلا تشدید مضبوط۔ قوی۔ استوار۔ نہ نام و متزلزل نہ ہونے والا۔ اگر

محکات بالتشدید سے آیات محکات بلا تشدید مراد لیا جائے۔ تو تشدید ضرورت شعر کی ہے

اور اہل اصول کی اصطلاح میں محکات وہ آیات ہیں۔ جو اپنے معنوں پر بلا کسی شبہ و احتمال کے دلالت کریں۔ قرآن کریم کی آیات کو دس قسم پر تقسیم کیا جاسکتا ہے:-

(۱) بشیر۔ جن میں مراد دیا گیا ہو۔

(۲) نذیر۔ جن میں لوگوں کو ڈرایا گیا ہو۔

(۳) ناسخ۔ جو کسی پہلے حکم کو منسوخ کرے۔

(۴) منسوخ۔ جس کا عمل یا مفہوم بوجہ ناسخ بدل جائے۔

(۵) حکم۔ وہ آیت جس کے معنی صاف ہوں۔ اور دوسرے کسی معنی کا احتمال نہ ہو۔

(۶) مشابہ۔ جس کے معنی میں شبہ یا احتمال ہو۔

(۷) موعظت۔ جس میں نصیحت ہو۔

(۸) مثل۔ جس میں کوئی مثال بیان کی گئی ہو۔

(۹) حلال۔ جس میں حلال چیزوں کا ذکر ہو۔

(۱۰) حرام۔ جس میں حرام چیزوں کا ذکر ہو۔

فَمَا يَبْقِيَنَّ فَأَمَّا تَفْرِيجُ كَيْ لَمْ - مَا نَافِيَهُ - يَبْقِيَنَّ صِبْغَةً جَمْعُ مَوْنُث - اِبْقَاؤُ بَاقِي رُكْنًا -

مِنْ زَائِدَةٍ شَبْهِ شَكٍّ لِيَبْ جَمْعُ شَبْهَةٍ - لِذِي شِقَاقٍ تَقَرُّصَتْ شَبْ - شِقَاقٌ خِلَافُ كُنَا - ذِي

شِقَاقٍ مَرَادُ مَخَالِفٍ - لَا يَبْقِيَنَّ صِبْغَةً جَمْعُ مَوْنُث - بَغْيَةٌ تَلَاشُ كُنَا - مَرَادُ مَحْتَاجٍ هُوَا - حَكَمٌ

مَنْصُفٌ جُودٌ وَفَرَقِي كَيْ دَرْمِيَانِ فَيَصِيَا كَرِيءُ

تَوْجِيہ - وہ آیات قرآنیہ امور متنازعہ فیہا کیلئے حکم بنائی گئی ہیں۔ چونکہ تو کسی

مخالفت کا شک باقی چھوڑتی ہیں۔ اور نہ اپنے فیصلوں میں کسی دوسرے حکم کی طالب ہیں۔

تشریح - امور شرعیہ کے انفصال میں غلغلے نے آیات قرآنیہ کو حکم بنایا ہے

ہر ایک مرکب نسبت قرآن مجید فیصلہ کرتا ہے۔ پس اس عسوت میں آیات قرآنیہ کے احکام
ماحق ہیں اور ان میں مطلقاً شبہ کی گنجائش نہیں کیونکہ ان سے حق کا ظہار ہوتا ہے اور
حق کے بعد کجی باطل کے اور کیا رکھا ہے ؟

(۹۷)

مَا حُورِبَتْ قَطُّ إِلَّا عَادَ مِنْ حَرْبٍ
أَعْدَى الْأَعَادَى إِلَيْهَا مُلْقَى السَّلَامِ

بدترین دشمن شاں گرمیدان ناخستہ | باز آمد از مذمت طرح اندختہ

مانانیہ حوربت عینہ رضی مجبول ضمیر راجع بطرف آیات۔ محاذیہ باہم جنگ کرنا
بطور استعارہ مراد مناظرہ ہے۔ قطظرت زمان تاکید باضی منفی کے لئے۔ عاد۔ العود
لوٹنا۔ حرب بفتح تین غیظ و غضب بطور استعارہ جنگ سے منسوب ہونے کو معصوب علیہ مراد
لیا گیا ہے۔ اور بعض نے لکھا ہے۔ کہ حرب سکون لاء المملۃ اور محاربہ معنی ایک ہی
ہیں۔ اعدی الاعدای سخت ترین دشمنان اعدا۔ الیہا ضمیر راجع آیات کی طرف۔
ملقی صیغہ اسم فاعل از الفاء ڈالنا اور ضمیر عاد سے مل ہے۔ سلم اطاعت و امتی ما حوربت
قطظ الاعداء کے لفظی منسے یہ ہیں۔ کہ آیات کبھی جنگ نہیں کی تھیں اور الّا فائدہ
حصر کر دیتا ہے۔ یعنی جب کبھی ان کا مقابلہ ہوا۔ دشمن میں پامٹا +

نہج ۸۸۔ جب کبھی ان آیات کا مقابلہ کیا گیا۔ تو انجام یہ ہوا۔ کہ عصب بن دشمن نے
بھی اپنی سلامتی کیلئے ہتھیار ڈال دیئے یہاں اطاعت بطور استعارہ ہتھیار ڈالنا مراد لیا گیا ہے
تشریح۔ آیات قرآنیہ کی شمشیر بلاغت کا لہذا دشمنوں نے بھی مان کر ان کے سامنے
صلح و اطاعت کی سپردالی۔ اور اعتراف کیا کہ اس کا مقابلہ ناممکن ہے +

(۹۷)

رَأَتْ بِلَاغَتِهَا دَعْوَى مَعَارِضِهَا
رَدَّ الْغَيُورِ يَدَ الْجَانِي عَنِ الْحَرَمِ

از بلاغت کرد دعویٰ معارض مسترد | چوں غیور خانہ را در دنگاہ از دست

مادت صیغہ واحدہ نش۔ بلاغت اس کا فاعل ہے۔ بلاغت کسی کا کمال کو پہنچنا۔
اصطلاح میں کلام کا مقتضی حال کے مطابق ہونا۔ بشرطیکہ فصیح بھی ہو۔ المعارضۃ مقابلہ
کرنا۔ معارض مخالف جریف۔ غیور غیرت کنندہ۔ ید ہاتھ۔ ایدی جمع۔ ایادی
جمع الجمع۔ جانی اسم فاعل از جنایت یعنی گنہگار۔ حرم جمع حرمت مراد اس اہل محرم
یا حرمہ بفتح تین ہے۔ اور مال بہر دو کما واحد ہے +

توضیح ۸۸۔ آیات قرآنیہ کی بلاغت نے مخالف کے دعوئے کو اس طرح روکیا کہ
غیر متداند انسان کسی بدکردار کو اپنے حرم میں داخل ہونے سے روکتا ہے +

تشریح۔ قرآن شریف کا معجز ہونا عقل و نقل سے ثابت ہے۔ اور کسی ذی ہوش نے
اس دعوئے کی تکذیب نہیں کی۔ ہر ایک نبی اللہ کو ایک خاص معجزہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا
ہے جو اس نبی اللہ کے اہل زمانہ کے طبائع سے ایک خاص مناسبت رکھتا ہو۔ مثلاً
مولیٰ علیہ السلام اس زمانے میں مبعوث ہوئے جب سحر کا بہت چرچا تھا۔ اس لئے آپ کو
ساحر کے مقابلہ میں عساکا اژدہا بنا دیکھا نا عطا کیا گیا جس پر وہ لوگ مطیع ہوئے۔
اور مسیح علیہ السلام ایک ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے جب کہ علم طب کا بڑا زور تھا۔ اس لئے
آپ کو مادر زاد اندھوں اور جذامیوں کو چھونے سے تندرست کر دینے کا معجزہ عطا ہوا
اس طرح جناب پیغمبر علیہ السلام عرب میں ایک ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے جب فصاحت بلا

کا بازار گرم تھا۔ عرب کا ایک ایک قبیلہ فصاحت و بلاغت کے نور سے اپنے مخالفین پر غالب آنا چاہتا۔ باد نشین لوگ لفظ و معنی کی بناوٹ پر اس قدر دیتے تھے کہ ان کے کلمات بلاغت لفظ حکمت کا مترادف سمجھی گئی تھی۔ اور شہری لوگ نفاست و تراکیب اور اسلوب بیان کو تشبیہ و تمثارہ کے قالب میں ایسے طور پر ڈھسا لاکرتے تھے کہ سامعین سن کر دنگ رہ جاتے۔ بڑے بڑے فصیح و بلیغ خطیب جب سالانہ قومی مجالس میں کھڑے ہو جاتے۔ تو زور کلام سے اپنے دعویٰ کو منوا کر رہتے۔ اور بالمقابل حریف سے اس کا جواب سننے پھر ہر دو طبقہ کے لئے علم مقرر ہوتے۔ جو راج اور مرجوح کا فیصلہ دیتے جس شخص نے اہل عرب کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ اس قسم کے سینکڑوں مشاعرے اور محاکمے کتب تاریخ میں مندرج ہیں۔ ہم بطور نظر چند ایک مفید مشاعروں کا ذکر کرتے۔ مگر افسوس کہ اس مختصر میں اس قدر گنجائش نہیں۔ الغرض صرف قرآن مجید ہی کے آیات مبینات تھے جنہوں نے ان دریدہ ہمتوں کا منہ بند کر دیا۔ اور باوجود مخالفت کے انہوں نے بحر اس کے چارہ نہ دیکھا کہ وہ اس کے طاقت بشری سے خارج ہونے کا اقرار کرتے ولید ابن غیر نے جو اپنے زمانہ کا مشہور فصیح و بلیغ تھا جس وقت حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے آیات اللہ یأمر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعطیکم لعلکم تدرکون سنی۔ تو بلا اختیار پر کار اٹھا۔ کہ بخدا اس کلام کا ظاہر حیرت انگیز معام ہوتا ہے۔ اور اس کا باطن معنی خیز ہے اور بوجہ علاوت تلاوت کے تمام اقسام کلام سے نرالا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ غرضتیں سال تک لگاتار ان لوگوں سے معارضہ کی استدعا کی جاتی رہی۔ اور قاتل البؤس و قاتل الفحشاء سے زبردست تحدی ہوتی رہی۔ مگر انہیں بحر مذہب اور خسارت کے کچھ حاصل

نہ ہوا۔ اور نصر بن حارث جیسے بیباک نے عاجز آکر کچھ کہا تو یہ کہ ولونشاء لقلنا مثل هذا یعنی اگر ہم چاہتے تو ایسا کلام کہہ دیتے۔ مگر اس سخن کی حقیقت خود معلوم ہے کیونکہ محض رفع خجالت کے طور پر دفع الوقتی کی گئی ہے۔ لیکن اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا۔ کہ انہیں سنا دو۔ لَئِنْ اجْتَمَعْتَ الْاَنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ يَّاتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔ یعنی اگر تمام انسان اور جن مل کر بھی اس قرآن کا مثل لانا چاہیں تو ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے۔ اگرچہ باہم ایک دوسرے کی مدد بھی کریں! مختصر یہ کہ جب زمانہ نبوت میں بڑے بڑے فصحا اور بلغاء اس کے مقابلہ سے عاجز آ گئے۔ تو بعد میں جب وہ آثار ہی مفقود ہو گئے کون مقابلہ کرے گا؟ مذاہب باطلہ کے مباحثہ کے وقت اودفعہ پڑھ کر جانا ختم کو مفاہک نہ

(۹۸)

لَهَا مَعَانٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فِي مَدَدٍ
وَفَوْقَ جَوْهَرِهِ فِي الْحُسْنِ الْقِيمَ

معنی شای موج دریا در مدد باہر مدد
آب تاب قیمت شای ز گہر شد بیشتر

لها ضمیر آیات کی طرف راجع ہے۔ معان جمع معنی۔ کہ تشبیہ۔ موج دریا کی ٹھاٹھ۔ مدد دیاری۔ وادعطف۔ فوق اوپر۔ جوہر معرب گوہر۔ موتی جو دریا سے نکلتے ہیں۔ کہ کی ضمیر طرف بحر کے ہے حسن خوبصورتی۔ قیمر جمع قیمت۔
توجہ۔ آیات قرآنیہ کی ایک معانی پر مشتمل ہیں۔ جو موج دریا کی طرح ایک دوسرے کے نوید ہیں۔ اور وہ خوبصورتی اور قیمت میں گوہر دریا سے کہیں بڑھ کر ہیں۔
تشریح۔ جس طرح دریا کی ایک موج باہم دوسری موج کی مدد کرتی ہے۔ اسی طرح

ایک آیت دوسری کی مُد ہے۔ اور اس کے مضمون کو ثابت کرتی ہے :

(۹۹) فَمَا تَعُدُّ وَلَا تُحْصِي عَجَائِبَهَا
وَلَا تُسَامِعُ عَلَى الْإِكْتَارِ بِالسَّامِ

ہست در قرآن عجائب کا غصار احوال | بیشتر چند اند خوانی درست تا بدلال

فائدہ تبصرہ کے لئے ہے۔ ما تعد مضارع مہول منفی۔ اعد شمار کرنا۔ واد عاطفہ۔
لا تحصى صیغہ مضارع مہول منفی۔ الاحصاء جمع کرنا۔ عدد اور احصاء میں یہ فرق ہے
کہ عدد ایک ایک چیز کے گننے کو کہتے ہیں۔ اور احصاء بلا شمار اندازہ لگانا۔ عجائب جمع
عجیبہ۔ ہر ایک ایسا امر کو کہتے ہیں۔ جو موجب حیرت ہو۔ ہا ضمیر بطرف آیات۔ لا تسامع
صیغہ نفی مضارع مہول مشتق ہے سومر بمعنی خریدنے سے یعنی لا تشتری بالمال
یا اس کے معنی ہیں لا تنزل۔ محاورہ ہے۔ سامت السائتہ اذا ترکت علی حالھا۔ میں نے
چرنے والے جانور کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔ السامع لول ہونا لفظی معنی یہ ہیں باوجود
کثرت تلاوت کے وہ آیات ملال طبع کے ساتھ خریدی نہیں جاتیں۔ علی بمعنی مع۔ اکتار
کسی کام کا کثرت سے کرنا یعنی اگر قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کی جائے۔ تو تنگ دلی
اور ملال نہیں آتا۔

توجہ ۱۱ آیات قرآنیہ کے عجائبات نہ گنے جاسکتے ہیں۔ اور نہ جمع کئے جاسکتے ہیں
اور باوجود کثرت تلاوت کے ان سے ملال و استغیر نہیں ہوتا۔

تشریح ۱۱ کلام الہی کا خالص ہے کہ جس قدر کثرت تلاوت ہو اسی قدر رغبت اور لذت
زیادہ ہوتی ہے۔ حالانکہ اگر کسی کلام کی بار بار تکرار کی جائے اس سے دل اکتا جاتا ہے۔

مگر یہ قرآن کریم کا معجزہ ہے۔ کہ جس قدر پڑھا جائے۔ اسی قدر دل کو حظ حاصل ہوتا ہے۔
در اصل مضمون ایک حدیث شریفہ اخذ کیا گیا ہے۔ جس کو ترمذی وغیرہ محدثین نے
روایت کیا ہے۔ اور وہ الفاظ یہ ہیں۔ ان هذا القرآن لا یخلف علی كثرة الترداد
ولا تنقص عجائبه۔ یا یہ معنی ہیں۔ کہ قرآن مجید میں جس قدر تدریجاً تکرار کیا جائے۔ نئے
نکات معلوم ہوتے جاتے ہیں۔ اس لئے اس میں زیادہ تدریجاً تکرار سے دل نہیں اکتا تا۔

(۱۰۰) قَرَّتْ بِهَا عَيْنٌ قَارِيَهَا فَقُلْتُ لَهُ
لَقَدْ ظَفَرْتَ بِحَبْلِ اللَّهِ فَاَعْتَصِمْ

چشم قاری نے خزانہ ہا دل شد متنبہ | گفتش پیچہ حبل اللہ دی مجھ پر

قَرَّتْ صیغہ واحد غائب ماضی۔ عین اس کا فاعل۔ ہا کی ضمیر آیات کی طرف ہے۔
القرة آنکھ کی ٹھنڈک۔ قاری پڑھنے والا۔ فَقُلْتُ۔ فاء نصیبیہ جڑے شرط محذوف ای
اذا قرئت عین القاری بقراءتها۔ فَقُلْتُ لَهُ جب قاری کی آنکھ اُس کے پڑھنے سے
ٹھنڈی ہو گئی۔ تو میں نے اُس کو کہا۔ قُلْتُ صیغہ واحد تکلم۔ لَقَدْ میں تم تہنید کے لئے
ہے۔ ای۔ اللہ لَقَدْ ظَفَرْتَ۔ خدا کی قسم ہے تو کامیاب ہوا۔ ظفرت صیغہ ماضی واحد
مخاطب مذکر ظفر کسی چیز پر کامیاب ہونا۔ بآء جار علیہ ظفرت۔ جبل اللہ مجرور خدا
کی رسی۔ مراد خدا تعالیٰ کا کلام۔ فَاَعْتَصِمْ فاء نصیبیہ۔ اذا وجدت حبل اللہ
فاعتصم بہ جب تجھے خدا کی رسی مل گئی۔ تو اُسے پکڑ رکھ۔ اِعْتَصِمْ امر کسی چیز سے
چنگل کرنا۔ من اعتصم باللہ فقد نجاه۔
توجہ ۱۱ جب پڑھنے والے کی آنکھ ان آیات شریفہ سے ٹھنڈی ہوئی۔ تو میں نے

اُس سے کہا کہ بیشک تو خدا تعالیٰ کے جبل متین پر ظفر ارب ہو گیا۔ تو اسے مضبوط پکڑے اور
تشریح شاعر ایک وصف لازم بطور ایک افتہ کے بیان کرنا ہے حالانکہ کوئی
معین قاری اُس کے سامنے موجود نہیں۔ یہ اسلوب بیان نہایت مؤثر ہے۔ اور مقصود
یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت اور تدریس سے سرور حاصل ہوتا ہے۔ اور تصنیفِ قلب اُس کا صوف
لازم ہے۔ اس لئے ہر ایک یا نذا رکھ چاہئے کہ تلاوت قرآن مجید پر مداومت کرے تاکہ
ہر روز اُس کا قلب روز مرہ کی کدورت سے صاف ہوتا ہے۔

(١٠١)
 إِنَّ تِلْكَ خِيفَةٌ مِّنْ حَرِّ نَارٍ لَّيْطٍ
 أَطْفَأَتْ حَرَّ لَّيْطٍ مِّنْ وَرْدٍ هَا الشِّبِّيمِ

گر ہے خوانی ز خوفِ دوزخ آتش نشاں | سرگرد آتش دوزخ ز آتش دشاں

ان خریفہ جازمہ۔ تتل و عیفة واحد مخاطب از تلافی کوتاہی۔ تتل در اصل تتلوا
نحوا۔ ان جازم کے آنے سے دوا گر گئی۔ خیفۃ خوف۔ من متعلق خیفۃ جو گرمی
محسوس۔ نطی دوزخ۔ یاد دوزخ کے طبقوں میں ایک طبقہ کا نام ہے۔ اطفات
ماضی مخاطب نازک ضمیر انت اس میں فاعل ہے۔ اطفاء آگ کا سرد کرنا۔ بجھا ماضی
سبب ہے۔ جس کو اجلیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ای من اجلھا۔ و تدر روزمرہ کا وظیفہ۔
پانی پر پہنچنا۔ گھاٹ۔ یا مصدر بمعنی مفعول ہے۔ الموضع درو پانی۔ ہا کی ضمیر آیات
کی طرف راجع ہے۔ شیدہ بفتح شین معجزہ و کسر بایں موحہ سرد۔ ورد کی صفت ہے
تکرار آیات بھی سرد پانی کی طرح دل کو تسکین دینے والی ہے۔

ترجمہ ۸۸۔ اگر تو آتش دوزخ کے خوف کے لئے ان آیات کا وظیفہ کرے۔ تو

آتشِ دوزخ کو ان کے سرد پانی سے بجھا دیا گا۔
تشریح۔ تو اگر آیات کی تلاوت اس غرض سے کرے کہ آتشِ دوزخ سے ان
پاٹے۔ تو بیشک اُس کی برکت سے تو دوزخ سے نجات پاٹے گا۔ یہ شعر ہر ایک تنبیہ کے لئے
مفید ہے خصوصاً تپِ محرقہ کے لئے ۛ

(i-r) كَانَهَا الْخَوْضُ تَبْيِضُ الْوُجُوهُ بِهِ
مِنَ الْعَصَاةِ وَقَدْ جَاءَ وَهَ كَالْحَمَمِ

گوینا حوض اندرده عاصیان اربعه | اگرچه بودند چو نخستینا مبد

کتاب حرف مشبہ بالفعل ضمیر راجع آیات کی طرف حوض مراد کوثر۔ تنبیض صیفہ
نضار معلوم واحدہ ثنث غائبہ۔ ابیضا ض روشن ہونا۔ سفید ہونا۔ وجوہ جمعہ
چہرہ۔ بہ کی ضمیر راجع بطرف حوض ہے۔ سن بیان عہدہ جمع عاصی گنہگار و عالیہ
قد فعل پر دخل ہوتا ہے تحقیق کے معنی دیتا ہے۔ جاؤ اوصینہ جمع مذکر غائب معلوم
فعل ماضی مجہول و مجید سے۔ جاؤ گویں ضمیر مفعول حوض کی طرف راجع ہے۔ ک مشبہ
المحموج جمع کثمتہ کثمتہ کوئلہ۔ فحم اور فحمہ میں یہ فرق ہے کہ فحم وہ کوئلہ ہے جو
لکڑی جلنے کے بعد باقی رہ جائے۔ اور فحمہ وہ ہے جو فحم کے جلنے کے بعد باقی رہ جائے
تو جمعہ۔ گویا آیات قرآنیہ حوض کوثر ہیں جس سے قیامت کو گنہگاروں کے چہرہ
منہ۔ مہماننگہ۔ حالانکہ حوض ر آنے سے پہلے وہ کوئلوں کی طرح سیاہ ہونگے ۛ

تشریح جس طرح نہریات میں قیامت کے دن گنہگار لوگ غسل کرنے سے منور ہو جائیں گے۔ اسی طرح آیات قرآنیہ کی برکت سے دنیا میں سیاہ دل منور ہو جاتے ہیں۔ قیامت

کے دن مومنوں کو ان کے گناہ کی سزا دی جائیگی۔ اور ایک معین مدت تک دوزخ میں رہینگے اور آتش دوزخ سے سیاہ ہو جائینگے۔ جب ان کو نجات ہوگی۔ تو وہ نہر حیات پر لائے جائینگے۔ تب غسل کرنے کے بعد سفید اور براق ہو جائینگے۔ یہ مضمون حدیث صحیح میں وارد ہو چکا ہے :

(۱۰۳) **وَكَالِصِّرَاطِ وَكَالْمِيزَانِ مَعْدَلَةٌ
فَالْقِسْطُ مِنْ غَيْرِهَا فِي النَّاسِ لَمْ يَقُمْ**

چوں صراط و پیمیزان از عدالت حکم ل
جز از بیشاں معدلت قائم نباشد در پیمیزان
کالصرراط و کالمیزان میں ہر دو کاف تشبیہ۔ صراط راستہ۔ مراد وہ پل جو جنت کی راہ میں جہنم پر تلوار سے تیز اور بال سے باریک تر ہے۔ میزان وہ ترازو جس سے عمل تولے جائینگے۔ معدلت مصدر مسمی عدالت۔ ترکیب بخوی کی رو سے تیز ہے۔ فالقسط کی فاعل تفریع کے لئے ہے۔ قسط بمعنی عدل و ظلم۔ لیکن جب عدل کے معنوں میں ہو۔ تو تفسیر مبصر کے باب سے آتا ہے۔ اور جب بمعنی ظلم ہو۔ تو باب جلیں مجلس سے ہوگا۔ اس جگہ قسط بمعنی عدل ہے۔ من غیرہا۔ من جار۔ غیر مجرور متعلق لم یقم۔ ہا ضمیر راجع بطرف آیات ناس اسم للبشر یا تو اس سے ملوڈ ہے یا منقلوب نسی ہے۔ لم یقم صیغہ جحد معلوم۔ قیام قائم ہونا۔

ترجمہ :- آیات قرآنیہ معدلت میں صراط اور میزان کی مانند ہیں نتیجہ یہ ہے کہ ہر
آیات قرآنیہ کے دنیا میں عدل قائم نہیں ہو سکتا۔
تشریح :- جس طرح صراط اور میزان سے حق و باطل کا امتیاز ہو جائیگا۔ اسی طرح

آیات قرآنیہ کے حق و باطل میں امتیاز قائم ہو جاتا ہے۔ پس اس اعتبار سے تحقیقی معدلت بحر آیات کے جہان میں قائم نہیں ہو سکتی۔ سنت اور اجماع امت اور قیاس فقہی اس کے تابع ہیں :

(۱۰۴) **لَا تَجِبَنَّ الْحَسُودُ رَاحَ يُنْكِرُهَا
تَجَاهِلًا وَهُوَ عَيْنُ الْحَاذِقِ الْفَهْمِ**

از تجاہل اگر حسود عقل غفلت شمار
مے کند انکار ہرگز ناس تجب ان مدار
لا تعجب۔ نہی حاضر نوکد بہ نون مخففہ۔ اے لایکن رک عجب۔ تیرے لئے عجب نہ ہو۔
ل جار حسود بروزن فعول واحد حسد کرنے والا۔ محذور۔ راح فعل ناقص بمعنی صار
ضمیر راجع جہاں اسم۔ ینکر صیغہ مضارع واحد غائب۔ ینکر میں ضمیر فاعل حسود
کی طرف راجع ہے جس میں حاسد مفرد مفہوم ہے۔ اور ہا ضمیر کرات کی طرف راجع ہے
تجاهل مصدر یا وجود قیاس کے اپنے آپکی ناواقف ظاہر کرنا۔ دھو واو حالہ۔ ہو
کی ضمیر راجع طرف حسود کے ہے۔ عین ذات نفس عین در حاذق ایک ہی چیز ہے۔
حاذق دانہ۔ ماہر۔ فہم ذہین۔ ذکی :

ترجمہ :- حاسد پر اس وجہ سے کہ وہ پورا ذہین اور فہیم ہے۔ اور پھر یہ
دستہ آیات قرآنیہ سے کیوں انکار کرتا ہے؟ تعجب مت کر۔
تشریح :- حاسد جو ماہر اور ذہین ہے۔ اور آیات سے انکار کرتا ہے۔ یہ
نہ خیال کر کہ وہ ان کو نہیں سمجھا۔ اور بے سمجھی سے انکار کرتا ہے۔ بلکہ وہ عناد و
حسد کی وجہ سے انکار کرتا ہے :

(۱۰۵) قَدْ تَنَكَّرَ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَمْدٍ
وَيُنَكِّرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَاءِ مِنْ سَقَمٍ

گز بہیماری بنید چشم نور آفتاب | کہ وہاں از تپید اندک شیریں در آب
قد تنکیر کے لئے ہے۔ تنکر عینہ احد مؤنث مضارع معلوم۔ انکار بر سمجھنا
اور منکر ہونا۔ عین آنکھ۔ ضوء روشنی۔ شمس سورج۔ رمد درو چشم و آشوب غیرہ۔
و ادعا طغہ۔ ینکر و احد مذکر غائب فعل مضارع معلوم۔ انکار سے مشتق۔ فم حلقہ دہان
ضرورہ شدہ پڑھا گیا۔ طعم لذت۔ ماء پانی۔ من سببیہ۔ سقم بیماری +
توجہ ۸۸۔ کیونکہ آنکھ کبھی آشوب کی وجہ سے سورج کی روشنی کو برا سمجھتی ہے۔ اور
کبھی منہ کی بیماری کے باعث پانی کا مزہ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔

تشریح۔ اسی طرح منکرین آیات کا حال ہے۔ وہ بیمار ہیں اور ان کی آنکھ
آشوب ہے اس لئے آیات قرآنیہ جو ہنر لہ آب شیریں اور روشنی آفتاب کے ہیں
انہیں کڑوی اور بُری معلوم ہوتی ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ ف
قُلُوْهُمْ مَرَضٌ فَنَزَّادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا

گز بہیند بروز شیرہ چشم
چشد آفتاب را چرگناہ

الْإِسْلَامُ فِي مَعْرِائِ اللَّهِ تَعَالَى
الْفَصْلُ الْبَعْثُ أَيْرَاءُ رَجُلٍ عَلَيْهِ

(۱۰۶) يَا خَيْرُ مَنْ يَّمُ الْكَافُونَ سَاحَتَهُ
سَعِيًّا وَفَوْقَ مُنُونٍ أَلَا يُنْقِ الرُّسْمُ

اے میں آن رگائے کہ در رگاہ شان | اہل حاجت چہ پیادہ چہ سوار آید و اں
یاد اصل ندائے بعید کے لئے آتا ہے۔ اور بعض وقت ندائے قریب کے لئے مستعمل ہوتا
ہے۔ اور کبھی تنبیہ کے لئے آتا ہے جب مناد نے سے کوئی غفلت یا جہالت واقع ہو۔
کبھی اس مرکی طلاع کے لئے کہ مقصود مہتمم بالشان مرہے یا عظیم الشان ہستی ہے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہستی عظیم الشان ہستی ہے اس لئے کہتا ہے۔ کر لے
عظیم الشان حضور انور علیہ السلام! آپ کی وہ ذات ہے جس کے آستان کو زائرین بوسہ
دیتے ہیں۔ پس اس جگہ یا یا تو بعید کے معنی ہیں۔ یا اظہار اس امر کا کہ مناد مہتمم بالشان
ہے۔ خیر اسم تفضیل بمعنی بہترین۔ من بمعنی الذی اسم موصول ہے۔ یا من عمومیت
ہے۔ یمم عینہ ماضی معنی قصد۔ عافون جمع عافی۔ مائل۔ فاعل یمم۔ ساحت
صحن خانہ۔ ساحتہ ضمیر مضاف الیہ حضور علیہ السلام کی نظر راجع ہے معنی منصوب۔ حال ہے
عافون کا۔ دورنا۔ وفوق وادعاطفہ۔ فوق ظرف بمعنی بالا۔ متعلق ہے اکین محدث
کے۔ منون جمع متن چٹھہ۔ ایتیق جمع ناقد او مثنیٰ۔ بتقدیم الیاء التثانیۃ علی النون
منقول ایتیق بتقدیم النون علی الیاء اصل میں انون تھا۔ عمل قلب سے وا کو نون سے
پہلے رکھا گیا۔ اونق ہو گیا۔ اور وا کو یاء سے تخفیف کے لئے بدلا گیا۔ رسم جمع رسوم
اس او مثنیٰ کو کہتے ہیں جس کی تیز رفتاری سے زمین پر نمایاں طور پر سراغ پایا جائے۔
توجہ ۸۸۔ اے تمام مقدسین کے اعلیٰ و فضل جن کی درگاہ کے ساتلین پیادہ

دوڑتے ہوئے اور تیز گام اوٹنیوں پر سوار ہو کر قصد کرتے ہیں +

اے ان تمام اہل جود و کرم سے اعلیٰ و افضل جن کی بارگاہ میں اہل حاجت پیدا ہو
تیز رفتار اونٹوں پر دوڑے چلے آتے ہیں !

تشریح - پہلے ماح علیہ الرحمۃ نے آیات قرآنیہ اور ان کے کمالات کا ذکر کیا
پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کی طرف گریز کیا جو ماح علیہ الرحمۃ کے کمال
شوق و غمطرب قلب پر دلالت کرتا ہے +

وَمَنْ هُوَ الْآيَةُ الْكُبْرَىٰ مُعْتَبِرٌ
وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمَىٰ مُغْتَنِمٌ

(۱-۷)

اوست بہر شیم عبرت آیت عالی نشان | اوست بہر قلب فطر نعمت ہر جہاں

وَمَنْ هُوَ الْآيَةُ الْكُبْرَىٰ مُعْتَبِرٌ - اوست بہر قلب فطر نعمت ہر جہاں
وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمَىٰ مُغْتَنِمٌ - اوست بہر تمام نعمتیں کا غنیمت سمجھنا چاہئے +

یا من هو الآية الكبرى لمعتبر و یا من هو النعمة العظمى لمغتئم

ترجمہ - اے وہ اہل اقدس جو عبرت گیر کے لئے نشان عظیم ہیں - اور اے وہ
وجود مقدس جو غنیمت سمجھنے والے یعنی جو سائل تھوڑی چیز کے لمجانے کو غنیمت سمجھتا

ہے، کے لئے ایک بڑی نعمت ہیں +

تشریح - جو شخص عقل رکھتا ہے اور غور سے دیکھتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
وجود مسعود اس کے لئے ہدایت کا نشان عظیم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات
بارکات ایک نعمت عظمیٰ ہے جو گم گشتگانِ ادی ضلالت کے لئے بمنزلہ شمع کے ہے
کیونکہ حضور کے معجزات و خلاق حسنہ پر غور کرنے کے بعد کوئی شک شبہ باقی نہیں رہتا +
ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ السلام کے وجود مبارک کو نعمت عظمیٰ سے تعبیر کیا ہے
کیونکہ حضور رحمۃ اللہ علیہ وسلم آپس اور ہر ایک قسم کی ظاہری اور باطنی نعمتیں
وجود مقدس سے وابستہ ہیں پس جس چیز پر تمام نعمتوں کا انحصار ہو اس سے بڑھ کر اور
کوئی ہو سکتی ہے اہل باطن کہتے ہیں کہ نعمت کی چھ صورتیں ہیں - نعمت النفس جس سے
طاعتِ احسان مراد ہے - نعمت القلب جس سے یقینِ ایمان مراد ہے - نعمت الروح جس سے
خوفِ ربانیت بقول جس سے حکمتِ ایمان - نعمت المعرفة جس سے ذکر اور قرآن - نعمت المحبة
جس سے الفت و مصلحت مراد ہے - و حقیقت میراثِ مقامات عالیہ ہیں جو اولیاء اللہ کو
کمال اتباع جناب (فداہ آئی و ابی) سے حاصل ہوتے ہیں پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
وجود و جود کو تمام نعم الہیہ کا منبع سمجھنا چاہئے +

سَرَّيْتُ مِنْ حَرَمٍ لَّيْلًا إِلَى حَرَمٍ
كَمَا سَرَى الْبَدْرُ فِي دَاجٍ مِنَ الظُّلَمِ

(۱-۸)

سیر کردی از حرم شومے در نیم شب | در شب تاریک چوں سیر شرفی شب
یہ شعر جوابِ نند ہے - پہلے دو شاعر کا قول یاخید من ام و سر من هو ایہ البکری الخ

سَوَّيَتْ مَانِي مَنَاطِبَ اَھْدٰ نَزْرَ حَضْرُو عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف خطاب ہے۔ سہری مثل اُسری ہے۔
سہری رات میں سفر کرنا۔ مِّنْ اَبْدَانِیۃ حوہ مکہ منقطعہ الی انتہا ہے غایت کے لئے حوہ ثانی سے
مراد مسجد اقصیٰ ہے۔ بِلَا نَظَر ہے۔ کما کاف تشبیہ ما زائدہ۔ سہری صیغہ واحد مذکر
غائب فعل ماضی معلوم مثبت ثلثی مجرور ناقص یائی از باب مُرَبِّ یُضَرِّبُ۔ بدر ماہ چہار دہم
چاند۔ فی ظرفیہ۔ دَاجِ اَھْل میں داجی تھا۔ تبذیل سے مثل قاضِ دَاج ہو گیا۔ مُشْتَق
دَعْوٰ سے۔ صِفَت ہے موصوف مفرد کی۔ اِیْل دَاج۔ شب تاریک من الظلمہ۔
مِنْ بَیَانِیۃ۔ ظَلَمَ جمع ظلمت تاریکی *

توجہ ۱۸ آپ رات کو حرم کو سے حرم مسجد اقصیٰ تک اس طرح تشریف لے گئے بطرح
چاند رات کو تارکی شب میں چلتا ہے ۛ

تشریح۔ جس طرح چاند کی روشنی سیاہ ات میں پھیل جاتی ہے! اور پھلی معلوم ہوتی ہے! اسی طرح حضور علیہ السلام کے انوارِ تاباں سے شبِ معراج میں آفاقِ عالم روشن ہو گئے یا تشبیہ یوں ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کا مکہ معظمہ سے مسجدِ اقصیٰ تک جانا اُس طرح تھا۔ جس طرح چاند ایک بادل سے نکل کر دوسرے بادل میں جاتا ہے بعض کے نزدیک حضور علیہ السلام دولتِ عازلہ حضرت اُمّ ہانی بنت ابی طالب سے پہلے مسجدِ اقصیٰ تک تشریف لے گئے۔ بعد ازاں عرشِ اعظم پر رونق افروز ہوئے حضور علیہ السلام کے روایت ہے کہ میرے لئے جبرئیل علیہ السلام براق لایا۔ جو سفید نگ اور قد میں گدھے اور خچر کے درمیان تھا۔ اور ایسا تیز رو تھا۔ کہ انتہائے نظر پر اُس کا قدم جا پڑتا تھا۔ حتیٰ کہ میں بیت المقدس پہنچا۔ اور حرم کے باہر سواری کو باندھ دیا۔ اور مسجد کے اندر دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد از غت نماز ملائکہ دانیاء علیہم السلام ارواحِ طیبہ سے ملاقات کی۔ سب نے درود پڑھا اور باہر تشریف

لائے حضرت جبریل علیہ السلام نے دو پیالہ ایک دودھ اور ایک شراب طہور کا پیش کیا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لیا۔ حضرت جبریلؑ نے فرمایا۔ دودھ کا پیالہ لینا دلالت کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فطرت یعنی دین حق کو پالیا۔ مکہ معظمہ اور مسجد اقصیٰ شریف کے مابین چالیس دن کا راستہ ہے۔ علمائے امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ معراج شریف مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک مسجد عنصری تھی اور اس کا منکر کافر ہے۔ اور اس سے آگے علما میں اختلاف ہے، اس لئے جب عنصری معراج ہونے کا منکر کافر نہیں ہوگا کیونکہ اختلافِ وایات کی وجہ سے ہر ایک فرقہ اپنے اپنے استدلال کو اپنے مسئلہ وایات پر مبنی کرتا ہے۔

وَبِئْسَ تَرْقِيًّا اِنَّ يَنْتَلِ مَنْزِلَةً
مِّنْ قَابِ قَوْسَيْنِ لَمْ يَدْركْ لَمْ تَرْهَمْ

زنتہ رفته در گزشتی اندر آن شریفین
 اما مقام قباب قوسینے کا پید در گمل
 وا و عطف اس کا عطف سہریت پر ہے۔ بیت صیغہ ماضی۔ بیدوتت ات بسر کنا
 فعل ناقص ہے۔ توتی صیغہ مضارع مخاطب یعنی قصید آپ پر چڑھے۔ رقی بلند جانا۔
 الی واسطے انتہائے غایت کے ہے۔ الی ان نلت جار مجرور متعلق توتی۔ ان بصدیہ۔ نلت
 فعل اضنی مخاطب آپ نے پایا۔ نیکل حاصل کرنا کسی چیز کا پانا۔ منزلۃ مقام
 من بیان منزلۃ۔ قباب مقدار دو گوشہ کمان۔ قوسین تنبیہ قوس۔ کمان۔ قباب
 قوسین غایت قرب مراد ہے اور لفظی معنی یہ ہیں۔ دو کمان کا گوشہ۔ لیکن دراصل
 قبابی قوس بمعنی دو گوشہ کمان تھا۔ جو تبدیل ہو کر محاورہ عرب میں قباب قوسین ہو گیا
 قرآن شریف میں آیا ہے۔ دَنِّی فَنَدَلِی اَفْکَانَ قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝

یابہ کہ عرب میں قاعدہ تھا۔ کہ جب دو امیر بادشاہ باہم صلح اور صفائی کرنا چاہتے تھے۔ تو دونوں اپنی اپنی کمانیں لے کر ان کی دونوں طرفیں ملا دیتے تھے۔ اور یہ ان کے صلح کی علامت ہوتی تھی۔ لہذا رک نہیں پائی گئی۔ صیغہ مجد مجہول ضمیر راجع منزلہ کی طرف۔ ادا رک پانا۔ لہذا تو مجد مجہول ضمیر منزلہ کی طرف راجع ہے۔ نہ طلب کی گئی۔ مہم طلب کرنا۔

توجہ ۱۰ اور آپ رات چڑھتے چڑھتے منزل قاب تو سین پر پہنچے۔ (یعنی آپ اور خاندان کے درمیان میں دو گوشہ کمان کا فرق تھا۔ یہ منزل ایسی ہے جو قبل ازین حاصل کی گئی۔ اور نہ طلب کی گئی۔ یعنی اس سے پہلے نہ کبھی کوئی یہاں تک پہنچا۔ اور نہ اس کا طلب کیا رہا۔)

صیغہ مجہول لانے میں یہاں ہے۔ یعنی یہ منزل اس قدر بلند و اعلیٰ ہے کہ بجائے اس کے کہ کوئی یہاں پہنچنے کی خواہش کرے اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ ادا رک تصور ہمیشہ طلب سے پہلے ہوتا ہے۔

تشریح ۲ اصح ہو کہ دو گوشہ کمان کے فاصلہ سے غایت قرب مراد ہے۔ چونکہ کلام الہی محاورہ عرب پر نازل ہوا ہے۔ اس لئے محض بغرض تفہیم اس لفظ کا استعمال کیا گیا۔ ورنہ قرب مکانی مقصود نہیں۔ بلکہ قرب منزلت اور قرب محبت مراد ہے۔ جس کی کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوئی اور نہ ہوگی۔ ذالک فضل اللہ یؤتیه من يشاء۔

وَقَدْ مَنَّكَ جَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ بِهَا
وَالرُّسُلُ تَقْدِيمُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(۱۱۰)

پیشوائیت کردہ اندازِ تجارِ سلیمِ انبیا | ہرچند موم کہ باشد خادماںِ پیشوا

و ادعا طغیہ ہے یا حاکمیت نافذ ہے۔ قَدْ مَنَّكَ۔ قَدْ مَنَّ ماضی واحد مؤنث۔ کات خطاب۔ یعنی بھی اور لازم بھی۔ یہاں متعدی ہے۔ یعنی تمام پیغمبروں (علیہم السلام) نے آپ کو اپنا امام بنایا۔ اور خود متعدی ہوئے۔ تقدیر لگے بڑھانا۔ مراد پیشوا بنانا۔ انبیاء جمع نبی پیغمبر۔ ہمایں با معنی فی۔ اور ہا کی ضمیر مؤنث مجرور راجع مسجد اقصیٰ بتناہل بقولہ کی طرف ہے۔ رسل جمع رسول۔ ضرورت شرعی کیلئے رسل کے سین مضموم کو ساکن کیا گیا۔ تقدیر محمد و در سدر۔ آقا کا آگے کرنا۔ علی اور پر۔ خدہ جمع خادم۔ نوکر اس شعر کا عطف شعر سابق پر ہے۔ حضور علیہ السلام کو بیت المقدس میں جہاں تمام انبیاء جمع تھے۔ اپنا امام مقرر کیا۔ اور نماز پڑھی۔ حدیث کا اقتباس ہے۔

توجہ ۱۱۔ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے وہاں حضور علیہ السلام کو اپنا پیشوا بنایا جس طرح آقا اپنے خاندانوں کا پیشوا بنایا جاتا ہے۔

تشریح چونکہ حضور علیہ السلام باعتبار فضائل و کمالات تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل تھے اس لئے آپ ہی شایانِ امامت تھے۔ اور آپ کی امامت معمولی نہ تھی بلکہ اس نسبت کی امامت تھی جو آقا اور ملازم کے درمیان ہوتی ہے۔

(۱۱۱) وَأَنْتَ تَخْتَرُقُ السَّبْعَ الطَّبَاقَ زَهْمُ
فِي مُوَكِّبٍ كُنْتَ فِيهِ صَاحِبُ الْعِلْمِ

طہ نموی منزلِ ہفت آسماںِ ہاشم | اندر آں لشکرِ بو قیایدِ صاحبِ علم
و ادعا طغیہ ہے یا حاکمیت۔ تختِ فوق کا عطف سہریت پر۔ اَنْتَ اسم ضمیر احد مذکر

مخاطب کے لئے اور انت کا مقدم لانا باعتبار فصاحت خصوصیت رکھتا ہے یعنی آپؐ ہی تو تھے جنہوں نے سات آسمانوں کو طے کیا۔ تخریق صینہ واعد مخاطب کے فعل مضارع معلوم۔ خرق دریدن متعدی بیک مفعول اخراق۔ تخریق۔ اخراق کے معنی دریدن (پھاڑنا) ہے۔ نیز خرق کے معنی بریدن مساوی بھی آتے ہیں۔ اس شعر میں یہی مراد ہیں۔ محاورہ ہے۔ اخرق الطریق اس نے راستے کو قطع کیا پس تخریق کے معنی قطع ہوگا۔ یہاں بجائے صینہ ماضی کے مضارع لایا گیا۔ حالانکہ معراج کا واقعہ زمانہ ماضی میں ہوا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ واقعہ اگرچہ گزشتہ ہے۔ مگر اب بھی وہ آنکھوں کے سامنے ہے۔ السبع سات۔ طباق جمع طبق۔ طبق یا تو مصدر ہے۔ ایک چیز کا دوسری چیز سے مطابقت کرنا۔ عرب کا مقول ہے طباق النعل بالنعل جوتی کے نلے آپس میں ایک دوسرے کے برابر آگئے۔ سبع طباق سے مراد سات آسمان ہیں قرآن مجید میں ہے۔ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا۔ بھسمیں با ملائیکہ لکھے ہیں یعنی ان ساتھ گزارے تھے۔ اور ہم کی ضمیر جمع مذکر غائب انبیاء و رسل کی طرف راجع ہے۔

روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج کے لئے نکلتے گئے۔ تو فرشتے آپ کے دائیں بائیں تھے۔ فی معنی یقین۔ ائی یقین ہو کہ۔ مویک سواروں کا رسالہ مراد فرشتے جو ہوا پر سوار ہیں۔ کنت ماضی مخاطب مذکر حضور کی طرف خطاب ہے۔ فیدہ کا کی ضمیر مویک کی طرف ہے۔ صاحب العلم صاحب معنی دوست متصرف۔ قابض۔ علم جھنڈا۔ صاحب العلم لشکر کا فائدہ۔ سردار۔ رئیس۔

ترجمہ۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی تو تھے کہ جس لشکر میں آپ علم بزار تھے۔ اُس کی معیت میں سات آسمانوں کو طے کیا۔

تشریح۔ حدیث شریف میں ہے کہ بارگاہ ایزدی میں حضور علیہ السلام صریحاً ایلے حاضر ہوئے تھے۔ یہاں تاکہ جبرائیل علیہ السلام بھی ایک مقررہ حد سے آگے نہ جاسکے۔ چنانچہ یہ شعر جبرائیل علیہ السلام کی حالت بیان کرتا ہے۔

اگر ایک سرسٹے برتر پریم فروغ تجھے بسوزد پریم

اس سے ثابت ہوا کہ فرشتوں اور ارواح انبیاء علیہم السلام کا لشکر سات آسمانوں تک آپ کے ہمراہ تھا کیونکہ شعر کے الفاظ سے اُن کی ہم کمانی سات آسمان ثابت ہوتی ہے۔ اس کے اوپر نہیں سبحان اللہ حضور علیہ السلام کس شان شوکت ارواح انبیاء اور فرشتوں کا لشکر کے گرد خدائے عز و جل کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور یہ لشکر اپنی حد پر ٹھہر گیا۔ مرجا یا سوز

حَتَّىٰ إِذَا لَمْ تَدْعُ شَأْنًا وَمِ الْمُسْتَبِقِ
مِنَ الدُّنْيَا وَلَا مَرَقِي مُسْتَنِمِ

(۱۱۲)

تاکہ در اوج فضا محو شتی جاؤ مقام | آواز تو سبقت بردار رسولان عظام

حَتَّىٰ انتہائے غایت جملہ انت تخریق کے لئے ہے۔ اِذَا اس جگہ محض ظرفیت کے لئے ہے جس کے بعد کلام شروع ہوتا ہے۔ اگر اِذَا شرط کے معنی میں ہو۔ تو جواب شرط محذوف ہوگا۔ یعنی کنت۔ لَمْ تَدْعُ جہد مخاطب معلوم و دَعِ یَدْعُ سے و دَعِ چھوڑنا۔ لَمْ تَدْعُ تو نے نہ چھوڑا۔ شَأْنًا بنایت دُور گزشتن۔ مُسْتَبِقِ لام جار۔ مُسْتَبِقِ اسم فاعل۔ آگے بڑھنے والا متعلق لَمْ تَدْعُ۔ مِنَ الدُّنْيَا جار مجرور متعلق لَمْ تَدْعُ یا صفت ہے شَاو کی۔ مِنَ جار دُنُو قریب ہونا۔ مجرور متعلق مُسْتَبِقِ۔ مَرَقِي چڑھنے کی جگہ مُسْتَبِقِ اسم فاعل۔ مَرَقَعِ بعض نے لکھا ہے۔ کہ مُسْتَنِم سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ لکن نہ مَرَقَعِ

مطمئن ای ممکن لانه ذو قوۃ عند ذی العرش ملکین *

ترجمہ :- آپ بڑھتے بڑھتے وہاں پہنچے کہ کسی دوسرے آگے بڑھنے والے کے لئے کوئی درجہ قرب کا نہ رہا۔ اور نہ کسی اور پر چڑھنے والے (پیغمبر یا جبرائیل) کے لئے کوئی پہلے کے لئے جگہ باقی رہی :

تشریح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شب معراج میں وہ مدارج عالیہ عطا ہوئے اس سے پہلے کسی کو نہیں دئے گئے اور نہ بعد ازاں کسی کا وہاں تک پہنچنا ممکن ہے ۔
بمقامے کہ رسیدی نرسد یا سچ نبی

خَفَضَتْ كُلَّ مَقَامٍ بِالْإِضَافَةِ إِذْ
نُودِيَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ مُفَرَّدِ الْعَلَمِ

(۱۱۳)

پست کردی نسبت ہر یک مقام انبیا رَفْعِ تَوْشِہِ ہِجْوَا مِ مَفْرَدِ اَرْحَفِ نِدَا

خَفَضَتْ فعل معنی مخاطب خَفَضَ بفتح پست کرنا کسی کو رتبہ سے نیچے کرانا اور کسرہ جو بمقابلہ فتح و غمہ ہوتا ہے ۔ کل تمام ۔ یلفظ جں اسم پر آتا ہے اُس کے کل افراد کو ایک امر یا صفت میں جمع کرتا ہے جیسا کہ کل انسان حیوان ہر انسان کا فرد حیوان ہوتا ہے ۔ کل مَنْ علیہا قَانِ ہر چیز جو مئے زمین پر ہے فانی ہے ۔ اگر کوئی فرد اس شمولیت سے نکالتا ہو ۔ تو حرف الّا سے استثناء کیا جاتا ہے ۔ مقام ظرف مکانی ۔ اِمْتِا کی جگہ ۔ رتبہ ۔ چونکہ مقام ایک کثیر الاستعمال لفظ ہے ۔ اس لئے مناسب ہے کہ اس کی تشریح کی جائے ۔ بعض کا خیال ہے کہ مقام اگر اس کا فعل ثلاثی مجرد ہے ۔ مثلاً قَامَ زَيْدٌ مَقَامَ عَمْرٍ ۔ تو مقام بفتح میم ہوگا ۔ اور اگر ثلاثی مزید فیہ ہے ۔ مثلاً اَقِمْ زَيْدٌ مَقَامَ عَمْرٍ

تو مقام بضم میم ہوگا ۔ لیکن ابو سعید ایک دیر قاضی کی لئے اس کے برخلاف ہے ۔ کسی نے اُن سے دریافت کیا ہے

یا وحید العصر یا شیخ الانام افتنا فرق المقام والمقام

آپ نے بہت اچھا جواب دیا ۔ اور مذکورہ بالا خیال کو رد کیا ۔ اور مثال دے کر اُس کو واضح کیا ۔ اور کہا کہ ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید فیہ کا یہاں تعلق نہیں ہے ۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ مقام کس کا ہے :

سجّو کی کتابوں میں لکھا ہے ۔ کہ قسم کے لئے درہل حرف بات ہوتا ہے ۔ باللہ خدا کی قسم ۔ پھر باء بدل واؤ سے ہوا ۔ اور کہا واللہ ۔ پھر واو کی بدل تاء آئی ۔ اور کہا گیا ۔ تاء اللہ پس اس صوّت میں دیکھا جائے ۔ کہ مقام کس کا ہے ۔ اور اگر اُسی کا مقام ہے جو مقام کا مضاف لیہ ہے ۔ تو میم پر فتح پڑھینگے ۔ اور اگر مقام دوسرے کا ہے تو میم پر غمہ ہوگا ۔ مثلاً اَقِمْ التَّاءَ مَقَامَ الْوَادِ ۔ اس صوّت میں مقام کے کیم غمہ سے پڑھینگے ۔ کیونکہ مقام واو کا نہیں ہے ۔ بلکہ باء کا ہے ۔ اور جب کہا جائیگا ۔ الو او اَقِمْ مَقَامَ الْبَاءِ تو مقام کے میم پر فتح ہوگی ۔ خواہ فعل قَامَ خواہ اَقِمْ مزید فیہ :

بالا خافۃ ۔ یا بمعنی مِنْ جَارِ مجرور متعلق خَفَضَتْ کے ہے ۔ اخذ انت بمعنی نسبت ایک چیز سے دوسری چیز سے نسبت کرنا ۔ غلام خرید ۔ غلام نسبت کیا گیا ہے میری طرف ۔ اِذْ حرف شرط ہے ۔ اس کا استعمال چار طرح پر ہے ۔ اول (۱) زمان باضی کا اسم ہو ۔ اس صوّت میں یا ظرف ہوگا ۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے ۔ فَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ اِذَا حَزَبْتَ الَّذِینَ کَفَرُوا ۔ (۲) یا مفعول کا بدل مثل آیت کے وَاذْکُرْنِی الْکُتُبَ مَرِیْرًا اِذَا نَتَبَذَتْ (۳) یا اسم زمان کا مضاف لیہ ہوتا ہے ۔ مثلاً یَوْمَئِذٍ دَوْم ۔ اسم واسطے زمانہ

مستقبل کے یومئذی تَحْدِثِ اَخْبَارِہَا۔ سو مرفوعات کے لئے۔ خرجت فاذا السبح چھار تہلیل کے لئے۔ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْيَوْمَ اِذْ ظَلَمْتُمْ + نُوْدِيَتْ جِسْمُہُمْ مَحْمُولِ ماضی۔ مخاطب مشتق نداء سے کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنا خطاب حضرت علیؑ علیہ السلام کی طرف۔ بِالرَّفْعِ۔ بالا۔ بِالْبَسْطِ۔ پھیلائے ہوئے۔ رَفَعَ عَمْدَہٗ بِمَقَابِلِہٖ فَخَّحَ وَكَسَرَ لَفْظَہٗ بِالْكَسْرِ باندی مثیل بفتح لام مصدر مخذوف کی صفت ہے جو ترکیب میں مفعول مطلق ہے۔ مفرد جو اپنی قوم میں بوجہ رتبہ منفرد ہو۔

ترجمہ: جب آپ معراج کے لئے مفرد علم کی طرح بلائے گئے۔ تو آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے مقامات کو اپنی منزلت عالیہ کے مقابلے میں پست کر دیا۔ تشریح: اس شعر میں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اصطلاحات نحویہ کو بطور مراعات نظر خوب دیا کیا ہے۔ خفض۔ اضافت۔ نداء۔ رفع۔ مفرد علم۔ سب اصطلاحات نحو ہیں قاعدہ نحو کے رُو سے جب متادئے علم مفرد غیر معنات واقع ہو۔ تو وہ مرفوع ہوتا ہے۔ مثلاً: یَا نَزِیْدُ۔ پس حضور علیہ السلام کا اسم گرامی محمدؐ علم مفرد ہے۔ بارگاہ جلال سے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا۔ یا محمدؐ اَرْتَفَعْنَا مِنْ مَقَامِہٖ الْمَقَامَہٗ هُوَ اَعْلٰی صِنْتِہٖ۔ تو اس نداء سے لفظاً اور معناتاً حضور علیہ السلام کو جلیل القدر رفعت حاصل ہوئی نحو قاعدہ کے رُو سے نام پاک محمدؐ پر رفع پڑھا گیا۔ اور ارتفاع کے لفظ سے اَرْج عالیہ عطا ہوئے اور بالمقابل اس کے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے مقامات لفظاً اور معناتاً حضور علیہ السلام کے متنازل سے پست ہے۔ اور نیز رفع حروف کے اوپر اور کسر وک کے نیچے لکھا جاتا ہے۔ اس لئے خَفَضَتْ کالفاظ بہت ہی مناسب ہے۔ خَفَضَتْ کالفاظ بالا اضافہ جواب ہے اِذْ نُوْدِيَتْ کالفاظ۔ نیز علم کے معنی پہاڑ کے ہیں پس مفرد علم ہے

پہاڑ مراد ہوگا۔ جو اکیلا ہو۔ نیز علم تصریف نحو میں ضمہ باعتبار تلفظ کے کسر و فتح سے ثقیل ہوتا ہے۔ اس لئے وہ عظمت میں زیادہ ہوا اس صوت میں بطور ایہام تناسب یہ معنی بھی مفہوم ہوتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام نے اپنے مقام عالی کے مقابل دیگر انبیاء علیہم السلام کے مقامات عالیہ کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اور وہ رفعت حاصل کی۔ جو ایک لگ تھلک پہاڑ کو بمقابلہ مجتمع پہاڑوں کے حاصل ہوتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ جو پہاڑ میدان میں اکیلا ہو۔ اُس کی باندی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ بارگاہ جلال سے حضور علیہ السلام کو خطاب ہوا تھا یَا مُحَمَّدُ اِذْنُ اُتِّخَذَ لَكَ حَبِیْبًا۔ خدا تعالیٰ نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حبیب کے لفظ سے مفتخر فرمایا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ مقام محبت کامل مقامات افضل ہے۔

(۱۱۴) کَمَا تَقُوْنُ بِوَصْلِ اَيِّ مُسْتَدْرٍ
عَنِ الْعِیُوْنِ وَسِرَّ اَيِّ مَكْتَمٍ

تاشوئی فائز بہ راز وصل کان باشد نہاں | از تماشائے نگاہ نیز ز ادراک جہاں

حرف کی اس شعر میں سبب اور تہلیل کے لئے۔ نوْدِیَتْ کی علت ہے۔ جو شعر ماضی میں مذکور ہے۔ اور مازائدہ ہے۔ تقویر مضارع مخاطب فون کا سیاب نہاں۔ بالابستہ کے واسطے۔ وصل ملاقات لفظ آئی کمال وصف کے معنی میں متعمل ہوتا ہے۔ اَيِّ مُسْتَدْرٍ نہایت ہی پوشیدہ۔ حرف عن جار۔ عِیُوْنٌ مجرور متعلق مستتر کے واسطے۔ سِرَّ راز آئی مکتئم نہایت ہی خفی۔ مستدرا اور مکتئم اسم فاعل وصل و سر کی صفات لے لے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ اور قریب جاثیں ہیں آپ کو دوست بنانا ہوں۔

یعنی وصول مستور و سر مکتوم۔ ائی مستور وائی مکتوم یعنی کامل الاستتار
و کامل الاکتتام ہے۔

توجہ ۱۸۸۔ بساط قرب پر آپس لئے بلانے گئے تھے۔ کہ آپس نعمت و صل سے
بہرہ رہوں۔ جو کبھی کسی مقرب کی آنکھ کو دیکھنی نصیب نہیں ہوتی۔ اور ایسے از سرستہ
پر اطلاع پائی۔ جس پر کبھی کوئی عارف آگاہ نہیں ہوا۔

تشریح۔ وصل سے مراد یہاں وصل الہی اور سر سے مراد اسرار الہیہ ہیں جس خصوصیت
اور قرب منزلت حضور علیہ السلام کو وصل نصیب ہوا اور اسرار خفیہ پر اطلاع دی گئی۔ کسی
پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی۔ کلام اللہ شریف میں آیا ہے۔ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ
(یعنی وہ اسرار و معارف جن پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شب معراج اطلاع ہوئی۔ وہ ان
سرستہ تھے) ہنجام ان اسرار و معارف کے رویت الہی تھی جس کی کیفیت ہم بیان نہیں کرسکتے
بروایت صحیح مسلم حضور علیہ السلام نے قلوب اور عین ہر دو کو اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ رَأَيْتُ
رَبِّي بَعِيْنِي وَبِقَلْبِي۔ خواجہ نظامی نجوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ے

وید خدا را نہ چشیم دگر بلکہ ہمیں چشم ہمیں شیم
بعض علمائے اہل سنت لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اسرار و معارف کو جو حضور علیہ السلام کو حاصل
ہوئے دیگر لوگوں سے مخفی رکھا کیونکہ خاندانہ محبت ہی ہے کہ محبوب محبوب کے درمیان ایسے
کا تعلق ہے جس پر کسی غیر کو اطلاع حاصل نہ ہو سکے۔ کما قیل ے

میان عاشق و معشوق رزیت کرام کا تبیں اہم خبر نیست
آیہ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ میں لفظ ما کا ابہام انہیں عارف و متفقی کی طرف اشارہ کر
ہے۔ مگر واضح ہے کہ حضور علیہ السلام کی بعض تعلیمات جو آپ کو بارگاہ ربانہ عزت سے حاصل

ہوئیں۔ ایسی بھی تھیں جو شریعت کے دائرہ و دائرہ ای پر مبنی تھیں۔ اس لئے ان کی تبلیغ
حضور علیہ السلام نے امت مرحومہ تک کر دی۔

(۱۱۵) فُحِزَّتْ كُلُّ فُحْجَةٍ غَيْرُ مُشْتَرِكٍ
وَجُزَّتْ كُلُّ مَقَامٍ غَيْرُ مُزْدَحَمٍ

جمع کر دی فخر کے لئے اشتراک از ہر مقام | در نوشتی ہر مقام را بغیر از ہر مقام

بعض نچوں میں فحزت عامے مملہ اور زاء مجر سے اور بعض میں فخر مجرہ اور لے مملہ
سے لکھا ہے۔ گویا نقطہ کی مشابہت اختلاف ہوا۔ اور دونوں مربوط ہو سکتے ہیں۔
حَاذَاۃَ جَمْعَةٍ اُس نے لے لکھا کیا پس فاء فحزت اس علوت میں فاء تفریع ہے۔ جو
گذشتہ امر کے نتیجہ پر لالت کرتی ہے۔ اور حزت فعل ماضی مخاطب ہے۔ اور فاء مجرہ کی
علوت میں حرف فافض کلمہ میں داخل ہے۔ اور مشتق ہے غرض سے ناز کرنا۔ کلمہ منصوب
حزت کا۔ فخر کرنا۔ غیر مشترک جس میں دوسرا شریک ہو۔ وَاَوْعَظَ حَزَّتْ فَعَل
ماضی مخاطب۔ جواز کرنا۔ مقام منزل۔ غیر مزدحم جس میں دوسرا شریک ہو۔ یہ دونوں
اسم مفعول کے صیغے یعنی اشتراک ازدحام ہیں۔

توجہ ۱۸۹۔ پس نتیجہ اس ملاقات کا یہ ہوا کہ آپ نے ہر قسم کی عزت بلا شرکت غیر
حاصل کی۔ اور ہر ایک مقام سے بلا فراحمیت گذر گئے۔
اور نسخہ ثانی کے لحاظ سے یہ معنی ہوئے کہ آپ نے اس افتخار مخصوص پر نہایت ناز کیا
کیونکہ اس میں کوئی غیر شریک نہیں تھا۔ مگر توجہ اول زیادہ صحیح ہے۔

تشریح۔ جو عزت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی۔ اُس میں کوئی شریک نہیں

ہو سکتا۔ مراد اس سے شفاعت کبرائے مقام محمود و مغفرت امت۔ حوض کوثر۔ الوسیلہ۔
درجہ رفیعہ۔ ویت حق تعالیٰ شانہ وغیرہ وغیرہ +

(۱۱۶)

وَجَلَّ مَقْدَارُ مَا أُوتِيَتْ مِنْ رُتَبٍ
وَعَزَّ اِذْ رَاكَ مَا أُوتِيَتْ مِنْ نِعَمٍ

بس بلند است مراتب آنچه داده شد ترا | قدر نمتہائے تو بالاتر از ادراک ما

و اوستینانیہ۔ جل یعنی عظم بزرگ ہے۔ مقدار اندازہ۔ ما موصو۔ اوتیت
صیغہ واحد کر مخاطب مجبور فعل ماضی۔ تودیا گیا۔ ابتداء دینا۔ اور بعض نسخوں میں بجائے
اوتیت کے ولیت بروزن صرقت کے ہے۔ باب تفعیل ہے بصیغہ ماضی مجبور کر مخاطب
یعنی توالی کیا گیا۔ توبیہ کسی کو کسی مرکا والی بنا۔ من بیانہ۔ رتب جمع رتبہ۔
عز فعل ماضی معنی قل عزیز نادر الوجود مشکل۔ کیا اب۔ ادراک پالینا۔ اوتیت
ماضی مجبور مخاطب۔ تودیا گیا۔ ایلای بعضی اعطاء۔ من نیانیہ۔ نعم کسر نون فتح عین
جمع نعمت +

ترجمہ۔ جن ارجح عالیہ پر آپ متکلم کئے گئے ان کی قدر و منزلت بہت بڑی ہے اور
بہتیں آپ کی دی گئیں۔ ان کا حصول کسی غیر کے لئے مشکل ہے۔ کیونکہ ان کی تشکیلات اور
نظائر دنیاوی نعمتوں میں مفقود ہیں۔ اس شعر میں اشارہ ہے حضور عالیہ صلوٰۃ والسلام کے
ان فضائل و کمالات کی طرف جو آپ کو اس عالم میں عطا ہوئے۔ اور نیز جو بمصدق و
لسوفا یعطیک ربک فتوصی قیامت کو حاصل ہو گئے + اس شعر کو ہمیشہ نماز کے
بعد تین قدم پڑھنا جائز نماز ستوں کے حصول کے لئے مفید ہے +

(۱۱۷)

بَشِّرْ لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنْ لَنَا
مِنْ الْعَنَائَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْصَدِمٍ

شروع بادائے معشر اسلام ملت شروع باد | شد عطا مارا از الطاف محکم عطا

بشرائے بشارت۔ بشری بشارت ہے بتداء مخدوت ہذا کی۔ لانا میں لام تخصیص
ناضمیر جمع متکلم۔ معشر الاسلام گروہ مسلماناں۔ اِن لَنَا۔ اِن تاکید کے لئے۔ لام تخصیص کا ہے
ناضمیر جمع متکلم پس لنا ظرف مستقر اور رکن اسم ہے اِن کا۔ من العنایۃ من بیانہ۔ عنایۃ
مہربانی۔ رکن ستون۔ اور ہر وہ چیز جس کے ساتھ کوئی چیز قائم رہے۔ لنا خبر مقدم ہے
اِن کی۔ رکن سے مراد یا تو حضور علیہ السلام کی ذات اقدس ہے۔ یا شریعت حقہ۔ منہدم
اسم قاعل۔ اٹھادہ گر پڑنا۔ ٹوٹ جانا۔ خراب ہونا۔ غید منہدم صفت ہے رکن کی لگر
رکن کے معنی شریعت کے ہوتے یہ معنی ہونگے کہ شریعت محمدیہ (علیہا الصلوٰۃ والسلام) کبھی منسوخ نہ
ہوگی۔ اگر ذات حضور اقدس مراد ہوں۔ تو یہ معنی ہیں کہ حضور ارسیت کے لئے ایک ستون ہیں جو
ہمیشہ قائم رہیگا کیونکہ جب حیوۃ النبی ثابت ہے تو حضور کے آثار فیوض بکرت ستور جاری ہیں +
ترجمہ۔ مسلمانو! یہ شروع خاص ہمارے لئے ہے۔ کہ خدا کے فضل سے حضور علیہ السلام
کی شریعت حقہ ہمارے لئے ایک ایسا ستون ہے جو کبھی لغزش نہیں کھائے گا۔ بلکہ
ہمیشہ کے لئے مستحکم اور مضبوط رہے گا +

(۱۱۸)

لَمَّا دَعَا اللّٰهُ دَاعِيَنا لِطَاعَتِهِ
بَاكْرَمِ الرُّسُلِ كُنَّا اَكْرَمَ الْاُمَمِ

ہادیے را خدا خیر الرسل گفت از کرم | شد خطاب لطیف نام او خیر الامم

لما شرط میں مثل اذ کے استعمال کیا جاتا ہے۔ لہذا بمعنی اذ ہوتا ہے جب اس کا تعلق
ماضی لفظاً یا معنی ہو۔ تو جواب بھی ماضی ہوتا ہے جیسا کہ اس شعر میں ہے اور کبھی جو ماضی
اُس کے جواب میں آتی ہے اُس پر نکالتے ہیں اور کبھی اُس کے جواب میں جملہ ہیبت آتا ہے۔
جس کے ابتدا میں ناہوتی ہے اور کبھی لما بمعنی حوت ہستنا اِلا آتا ہے پس اس صورت
لما جملہ ہیبت پر دخل ہوتا ہے۔ کقولہ تعالیٰ۔ ان کل نفس لثما علیہا۔ حافظ بمعنی آلا
علیہا حافظ۔ کبھی علت کے لئے آتا ہے۔ اھلکناھم لما ظلموا۔ دعا فعل ماضی معلوم
یعنی سنے۔ از باب سنے یُسْمِئُ تسمیۃ یعنی جب اتنا لے نے آپ کا نام اکرم الرسل کھا۔
دعویٰ بلانا۔ داعی بلانے والا۔ مضاف الیہما۔ تا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ ليطاعنہ
لام بمعنی الی۔ طاعت فرمانبرداری عبادت۔ داعینا لاطاعنہ کے لفظی معنی ہم کو
خدا تعالیٰ کی اطاعت کے لئے بلانے والا۔ مراد حضور علیہ السلام ہیں۔ جو اُمت محمدیہ کو
خدا تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ بآبار متعلق دعا۔ اکوہ الرسل تمام پیغمبروں
علیہم السلام سے فضل مجرور۔ اھم جمع اُمت بمعنی گروہ۔ داعینا کی یا کو حضور ہر ساکن پڑھائی
توجہ ہے۔ جب حضور علیہ السلام کو جو اُمت کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کی طرف بلاتے
ہیں۔ خدا تعالیٰ نے بہترین پیغمبران (علیہم السلام) کو کہہ کر پکارا۔ تو بلا شک ہم
اشرف الامم ٹھہرے +

تشریح۔ آیہ کُنْتُ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ سے نصاً ثابت ہے کہ اُمت محمدی
تمام انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں سے افضل ہے اور اُمت محمدی کا جمیع اُمم سے افضل ہونا
حضور علیہ السلام کے فضل الرسل ہونے کا مستلزم ہے اور یہی عیسیٰ عیسیٰ علیہ السلام

علیہم السلام سے بھی ثابت ہے۔ یہی جو ہے کہ اُمت مرحومہ محمدیہ کو لَنَكُونُوا شَرَّ اُمَّةٍ
عَلَى النَّاسِ کا افتخار حاصل ہوا۔ فالحمد لله تعالیٰ علی ذلک
چوں نشان نگاہ ہوئے کرد | شدن ز متش تش کرد

مِنْ فِي سَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الفصل الثاني في بيان ما جاء في الحديث

اَحْبَابُهُ اَحِبَّاءُ اَنْصَادُ اَصْحَابُ اَوَامِرُ اَوْ اَمْرٌ جِهَةٌ عَشِيرَةٌ

رَاعَتْ قُلُوبَ الْعِلْمِ اَنْبَاءُ بَعْدَتْ

كُنْيَاةُ اَجْفَلَتْ غُفْلًا مِنَ الْغَنَمِ

دردِ اعدائندہ خوف۔ اخبار نبی | چوں گریزند مرال اشیر از بانگ خفی

رَاعَتْ فعل ماضی۔ راع و رانا۔ قلوب جمع قلب ذل۔ عدائے جمع عدو۔ دشمن

اَنْبَاءُ جمع نَبَأ کی کسی متمم بالشان یا ہوناک اقد کی خبر یا اطلاع۔ بعثۃ رسالت۔

کُنْيَاةُ کاف تشبیہ۔ نبأۃ شیر۔ بھیڑیے یا کتے کی آواز۔ اجفلت صیغہ ماضی ثنوت

غائبہ۔ اجفال ہلکانا۔ و رانا۔ تتر بتر کرنا۔ جملہ اجفلت مع تعلقات صفت ہے۔ نبأۃ

کی غفل جمع غافل۔ غنم بکریوں کا ریوڑ۔ غفلاً مِنَ الْغَنَمِ بکریوں کا ریوڑ جس کو

کسی درندہ کا اندیشہ نہ ہو +

توجہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کی خبروں و ثمنوں کے دلوں اس طرح

ڈرایا یا دھمکایا جس طرح شیر کی آواز پخت بکریوں کے ریوڑ میں ہل چل الہی ہے
 لتشریح: بخت حضور علیہ السلام کی خبر میں پہلے یہو اور کفار قریش میں شائع ہو چکی
 تھیں۔ اور ان کے دل اس خوف سے ایسے دل سے تھے جیسے بکریوں کا ریوڑ جو ہل
 کے خبر پڑا ہو اور ناگماں کسی شیر یا بھیڑیے کے حملہ کی آہٹ پالے اور اس میں بھاگد
 پڑ جائے۔ اس شعر کا مقصد میں پیش ہونے کے وقت پڑھنا بشرطیکہ تقدیر الا حق سبحانی
 مفید ہے۔

(۱۶۱) مَا زَالَ يَلْقَاهُمْ فِي كُلِّ مَعْرَكٍ
 حَتَّىٰ حَكَّوْا بِالْقَنَاقِطِ مَا عَلَىٰ وَضَمِّ

جنگ کرتے رہے اور ہر جنگ میں کہ گند پڑا۔ جسم نشان از نیزہ چون تختہ قصاب گوشت
 ما زال دوام کے سننے دیتا ہے۔ کیونکہ زوال یعنی نفی کے ہے اور ونفی کے ملنے
 سے اثبات ہوتا ہے۔ یلقا مضارع معلوم لقاء ملاقات جنگ کرنا۔ ہم ضمیر جمع مذکر
 غائب عدل کی طرف ہے۔ فی ظرفیت کے لئے۔ کل ہر ایک۔ معقول بعینہ ہم نظر
 میدان جنگ۔ حتیٰ انتہائے غایت کے لئے حکوا صیغہ ماضی جمع غائب۔ حکایت مثلاً
 ہونا ضمیر راجع مبتدا۔ بالقنا۔ باسبب کے لئے۔ قنا نیزہ۔ لحم گوشت۔ علی اوپر و ضم
 تختہ قصاباں۔ یا وہ کڑی جس کے ساتھ گوشت لٹکتے ہیں۔ لحم علی و ضم عرب کا
 محاورہ ہے۔ اور اس سے مراد ذلیل و خوار لیا کرتے ہیں۔ کیونکہ تختہ پر گوشت کا سر باز
 پڑا ہوا اس کے بتدل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک جنگ میں کفار سے برابر لڑتے رہے۔

یہاں تک کہ کفار مجاہدین کے نیزوں سے بالکل ذلیل و خوار ہو گئے۔ یا نیزوں سے
 کٹ کر اس گوشت کی طرح ہو گئے۔ جو تختہ قصاب پر رکھا جاتا ہے۔

(۱۶۲) وَدَّ الْفَرَارِكَادُ وَيَغْبُطُونَ بِهِ
 أَشْلًا شَالَتْ مَعَ الْعُقْبَانِ وَالرَّحِمِ

آرزو دار نڈر راہ فرار از بیم جاں | عضو مجسمہ شال بودے بچنگ کے گل

دد و اھینہ جمع غائب ضمیر راجع عدل کی طرف۔ مودت دوست کھنا۔ فرار
 بھاگنا۔ کاد و دنا عاطفہ یا تفسیر یہ۔ کاد و اھینہ ماضی غائب جمع۔ کاد افعال متعارف
 سے ہے۔ یغبطون صیغہ مضارع جمع غائب۔ غبطہ بکسر غین جمع کسی دوسرے کی
 نعمت کے حصول کی آرزو کرنا غبطہ اور حسد میں یہ فرق ہے کہ غبطہ میں دوسرے کے زوال
 دولت کی خواہش نہیں ہوتی بخلاف حسد کے حسد میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے
 کی نعمت کا زوال ہو۔ بلہ یا رسیبہ۔ لا ضمیر فرار کی طرف۔ اشلا جمع شل و عضو۔
 شالت اوزن کا بھاگنے کے وقت ڈم اٹھانا۔ مع مصاحبت کے معنی دیتا ہے۔ عقبان
 جمع عقاب۔ کرگس۔ مخرج جمع رخمہ ایک قسم کا مردار خوار جانور ہے۔
 ترجمہ: کفار بھاگنا چاہتے تھے اور وقت آگیا تھا کہ ان کی خواہش
 ہوتی کہ لے کاش! وہ گوشت کے ایسے ٹکڑے بن جاتے جنہیں مردار خوار جانور اور
 گدھے اڑتے۔

بعض شارحین نے یہ معنی کئے ہیں کہ ان کی آرزو تھی کہ وہ اپنے خویش و اقارب
 مقتولین کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے جن کو چیل اور عقاب اٹھا کر لے گئے ہیں لیکن

پہلے معنی میں زیادہ مبالغہ اور فصاحت ہے۔

تشریح۔ کفار تو یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح رستہ ملے تو بھاگ جائیں۔ مگر مجاہدین نے ان کو ایسا محصور کیا کہ غمغریب نیزہ اور تلوار کی نوبت ان پر آنے والی تھی اور ایسی مصیبت ان پر آگئی تھی کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ کاش! ہم ان گوشت کے ٹکڑوں کی طرح ہوتے جن کو کرس اڑا کر لے اڑتے ہیں۔ تاکہ اس خوف اور ہیبت سے نجات پائیں۔

تَمْضَى اللَّيَالِي وَلَا يَدْرُونَ عِدَّتَهَا
مَا لَمْ تَكُنْ مِنْ لَيْلَى الْأَشْهُرِ الْحَرَمِ

(۱۲۲)

بے خبر کفار از تعداد شبے زماں | جز از ان شبہا کہ باشند از آن مہاں

تمضی فعل مضارع۔ مضی گذرنا۔ لیلی جمع لیل رات۔ مراد مطلق زمانہ۔ داو حال کے لئے لایدرعون نفی فعل مضارع۔ فاعل کفار۔ درایت جاننا۔ عدۃ شمار شمار کرنا۔ ما ظرفیہ مصدر یہ۔ لم تکن معینہ جہد مؤنث غمیر اس کی لیلی کی طرف اوج ہے۔ من متعلق ہے لم تکن کے لیلی جمع لیل رات۔ اشہر جمع شہر مہینہ۔ حرم جمع حرام۔ جن مہینوں میں جنگ کرنی منع ہے۔ رجب۔ ذیقعد۔ ذی الحجہ حرم چار ماہ ہیں تو جمع۔ راتیں گذر رہی ہیں اور کفار سوائے ان مہینوں کی راتوں کے جن میں جنگ منع ہے شمار کرنا نہیں چاہتے۔

تشریح۔ کفار کو جلد اسلام کا سوائے ان مہینوں کے جن میں جنگ بڑ نہیں ہے ہر وقت ڈر رہتا ہے اور ماسے ڈر کے یہاں تک مجبوظ الحواس ہو گئے ہیں کہ وہ

راتوں کو شمار نہیں کر سکتے! البتہ اشہر حرم کے دنوں کو شمار کرتے ہیں جن میں ان کو جنگ کا اندیشہ نہیں رہتا۔ کیونکہ شرعاً ان مہینوں میں جنگ کرنی منع ہے۔ وہ کچھ انہیں مہینوں میں ہوش سنبھالتے ہیں۔ اہل عرب عموماً زمانے کے شمار کو راتوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ کیونکہ غالباً رات محل حوادث وغیرہ ہوتی ہے۔

اس شعر میں اہل اسلام کی شجاعت اور ہشیاری اور کفار کی بُزدلی اور کمزوری ظاہر کیا ہے۔ عربوں کے بارہ مہینے ہیں۔ جن کے تمام اس وقت کے موسم کے لحاظ سے رکھے تھے۔ پہلا محرم۔ تحریم سے مشتق ہے۔ چونکہ اس میں جنگ منع ہے۔ اس لئے اس کو محرم کہا گیا۔ دوسرا صفر۔ صفر خشک ہونا۔ چونکہ اس مہینے میں درختوں کے پتے خشک ہو گئے تھے اس لئے اس کا نام صفر ہوا۔ تیسرا ربیع الاول۔ چونکہ ربیع الآخر ربیع مشتق ہے۔ ربیع سے ربیع مقیم ہونا۔ چونکہ ان مہینوں میں عرب اپنے گھروں میں مقیم رہتے تھے۔ اس لئے ان کو ربیع کہا۔ یا از ربیع سے بمعنی آزمائش قوت کے لئے پتھر اٹھانا۔ جسے مگر کہتے ہیں۔ ان مہینوں میں عرب کے نوجوان باہر قوت آزمائی کرتے تھے۔ پانچواں جمادی الاول۔ چھٹا جمادی الاخریٰ۔ نیام ان کا اس لئے تھا۔ کہ جو دکتے ہیں۔ پانی کا جم جانا۔ ان مہینوں میں پانی نہ بہتا ہو گیا تھا۔ تا تو رجب۔ رجب کے معنی بزرگ جانا۔ تعظیم کرنا بعض قبائل اس مہینے کی تعظیم کرتے تھے۔ آٹھواں شعبان۔ اشعاب کا مؤذ ہے۔ اشعاب کے معنی متفرق ہونا۔ عرب اس مہینے میں لوٹ گھسوٹ کے لئے باہر چلے جاتے تھے۔ نواں رمضان۔ رمض جلانا۔ چونکہ اس مہینے میں گرمی شدت کی پڑی تھی۔ اس لئے نیام ہوا۔ یا بوجہ صوم کے کہ اس میں گناہ جل جاتے ہیں۔ اس لئے رمضان نام ہوا۔ یا رمض بمعنی کثرت باران۔ اس تبرک

میں نے اللہ تعالیٰ بارش رحمت و مغفرت بکثرت سنا ہے اس لئے اس کا نام ہوا جسوا
شوال۔ یہ شوال سے ماخوذ ہے۔ شوال ایک و سر کو نیزہ مارنا۔ اس میں نے عرب
نیزہ بازی کرتے تھے۔ گیارہویں ذی قعدہ۔ قود بیٹھنا۔ اس میں نے عرب بوجہ
اس کے کہ جنگ حرام ہے۔ اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھ جاتے تھے۔ بارہواں ذی الحجہ
چونکہ اس میں حج بیت اللہ شریف کرتے تھے اس لئے اس نام سے موسوم ہوا

(۱۷۲)
كَأَمَّا الدِّينُ فَضَيْفٌ حَلَّ سَلَحَتَهُمْ
بِكُلِّ قَرْمٍ إِلَى لَحْمِ الْعِدِّ قَرْمٌ

ہست دین ہمان نشان باغازیان نامدا | گوشت اعدا ایشان اغذائے خوشگوار
گان حرف تشبیہ اور حرف ماکافہ۔ عمل گان کو روکتا ہے۔ دین مذہب۔
ضیف ہمان حلق۔ حلول مصدر۔ اڑنا۔ ساحۃ صحیحانہ اور ضمیر ہمہ کفار یا مجاہدین
کی طرف ارجع ہے۔ بکل با جار کل مجبور متعلق حل کے ہے۔ کل کے لفظ سے ہر ایک
فرد کی شجاعت ثابت کرتا ہے۔ اور بکل قرم حال ہے اس ضمیر سے جو حل میں ہے۔
اور دین کی طرف ارجع ہے۔ قوم بفتح القاف سکون لا الہ الاہلۃ۔ مرد دلاور۔ سردار
الی انتہائے غایت کیلئے ہے جار مجبور متعلق بہ قوم جو اخیر مصراع کا تانیہ ہے۔ لحم
گوشت۔ العدی جمع عدو یعنی دشمن۔ قوم بفتح القاف کسر الراء الہامۃ گوشت کھانے کا
آرزو مند صیغہ صفت ہے :

توجہ ۱۱۔ گویا اسلام ایک مہمان ہے جو ایسے بہادروں و سرداروں کو ہمراہ لیکر کفار
صحن میں اتر ہے جن میں ہر ایک سردار دشمنوں کے گوشت کھانے کا آرزو مند ہے :

تشنہ لچ۔ اگر ساختھم کی ضمیر مجاہدین کی طرف ارجع ہو تو معنی یہ ہوگئے کہ گویا
اسلام مع سرداران قوم ان مجاہدین کے گھر اتر ہے جن میں سے ہر ایک دشمن کے
گوشت کا بھوکا ہے۔ اس لئے مجاہدین نے اس کی ضیافت کے لئے بے دریغ کفار کو
قتل کیا۔ چنانچہ وہ ایسے حواس باختہ ہو گئے کہ زمانہ کا شمار بھی نہ کر سکے :

(۱۷۳)
يَجْرِي خَمِيْسٌ فَوْقَ سَابِجَةٍ
يَوْمَ فُجِي بِمَوْجٍ مِّنَ الْإِبْطَالِ مُلْتَطَمٌ

از سوراں بیکشد لشکر چو دریائے واں | کو زند موج گراں از کثرت جنگ وراں

یجری صیغہ مضارع واحد غائب۔ جری یعنی چلنا۔ ضمیر مجاہدین کی ضیف یا اسلام حضور
علیہ السلام کی طرف ارجع ہے۔ بحر دریا خمیس لشکر۔ فوق ظرف واقع ہوا ہے یعنی
بالا اور اوپر۔ سابیج تیرنے والا۔ یعنی صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ضمیر متجا
کی خمیس یا بحر کی طرف ارجع ہے۔ رمی تیر پھینکنا محاورہ ہے۔ رایت البحر بحر
بموج۔ دریا میں موج پر موج اٹھتی تھی۔ من الابطال میں من بیان ہے بحر
خمیس کا۔ جار مجبور متعلق یجری کے۔ الاطال جمع بطل دلاور۔ بہادر۔ ملتطم اسم
فاعل لفظ التظام بمعنی موجوں کا باہم ٹکرانا۔ ملتطم صفت موج کی ہے :

توجہ ۱۲۔ اسلام ایک ایسے بحر خوشخوار کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوا ہے جس کے
جنگ بہادر خوش رفتار گھوڑوں پر میدان جنگ میں باہم ٹکراتے ہیں جیسے دریا
کی موجیں :

تشنہ لچ بہادران لشکر کو بحر خوار کی ان موجوں کی تشبیہ کی گئی ہے چہ نہایت

سے باہم کراتی ہیں جنہیں کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ شکر کے پانچ حصہ ہوتے ہیں بمقدار جو آگے چلتا ہے۔ ساتھ جو پیچھے ہوتا ہے۔ قلب درمیانی حصہ شکر کا تسمیہ دہیں جانب کا۔ تیسرہ بائیں جانب کا۔

(۱۲۵)
مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلَّهِ مُحْتَسِبٍ
يَسْطُوْهُ مُسْتَأْصِلٌ لِلْكَفْرِ مُصْطَلِمٌ

ہر یکے نشان مطیع و مسلم پر ہرگز گناہ
میں کد جملہ یہ تیغ بنی کن در کار زنا

من بیانہ من الابطال کے من کی طرح منتدب اللہ دعوت حق کو قبول کرنے والا۔ محتسب صفت منتدب ایدار ثواب اعتبار ایدار کھانا۔ یسطو صیفہ مضارع واحد غائب فاعل اس کا منتدب۔ سطوۃ حملہ کرنا۔ مستاصل۔ باستغانت۔ مستاصل جڑ سے اکھاڑنے والا۔ مراد تلوار یا ذات اقدس سرور کائنات علیہ السلام استیصال تیغ سے اکھاڑنا۔ لکفر لام جار۔ کنہ مجرور متعلق مصطلم مصطلم معنی مستاصل تا کیہ مستاصل۔ اصطلاح جڑ سے اکھاڑنا۔ کان کترنا۔ مراد ہلاک کرنا۔ منتدب البطل کا بدل ہے۔ جو شعر ماسبق میں ہے۔

ترجمہ اس شکر کا ہر ایک بہادر خدا تعالیٰ کے علم کا تابع اور اپنے عمل سے آخر میں ثواب کا امیدار ہے اور ایسی تلوار سے جو کفر کو جڑ سے کاٹنے والی اور برباد کرنے والی ہے۔ حملہ آور ہوتا ہے۔

تشریح اس شعر میں ثابت کیا گیا ہے کہ ان کی شجاعت اور جہاد صرف علاؤ کلمۃ اللہ کے لئے ہے۔ اور ان کا مقصد صرف شکر اور رب پرستی کا استیصال تھا۔ یا میرا

ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کی امداد سے جو شکر اور کفر کی تیغ کٹی کر میاں میں آ رہے ہیں شہر سابق اور اس شعر میں الفاظ کا بہت تعلقات ہے۔ بوجہ مختلف تعلق کے مختلف معنی ہو جاتے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ ایک ایک تفسیر و توضیح کی جائے۔ یحشر کا فاعل حضور علیہ السلام ہیں۔ بحر خمیس اضافت تشبیہی ہے۔ ایک ہی چیز ہے۔ خمیس یعنی شکر کو بحر سے تشبیہ کی گئی ہے یعنی جس طرح دریا کسی سے نہیں گزتا۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کا شکر بھی نہیں گزتا تھا۔ فوق مسابحہ خمیس کی صفت ہے یعنی وہ شکر بادر فتار گھوڑوں پر سوار تھا۔ یومعی بوج یہ دوسری صفت خمیس کی ہے۔ وہ شکر دریا کی طرح موجزن تھا۔ ملتطم موج کی صفت ہے یعنی ایسی موج کی طرح ہے جو باہم کراتی ہے من الابطال میں من بیانہ ہے خمیس کا بیان یا تفسیر ہے وہ شکر بہادر غازیوں۔ منتدب اللہ اور محتسب اللہ پر مشتمل تھا۔ یسطو حملہ کرنا تھا۔ فاعل اس کا منتدب اللہ اور محتسب اللہ ہے باعتبار ہر ایک فرشتے۔ مستاصل بلکفر صفت ہے۔ موصوف محذوف کی۔ ایسی صفت مستاصل بلکفر اللہ مصطلم کے پہلے واو عطف کی محذوف ہے۔ اصل تھا مصطلم بلکفر جار مجرور متعلق یسطو کے ہے پس دونوں اشعار کے یہ معنی ہوئے۔

حضور علیہ السلام نے ایک ایسا شکر مرتب کیا جو باورفتار گھوڑوں پر سوار تھا۔ اور موجوں کی طرح بوجہ از و عام باہم ٹھکراتا ہوا اور اچھلتا ہوا ہوا ہوتا تھا۔ اور یہ شکر البطل (بہادران اسلام) منتدب اللہ (جہاد کی دعوت قبول کرنے والوں) اور محتسب اللہ (شہادت کا ثواب حاصل کرنے والوں) کا مجموعہ تھا۔ جو تیغ کن اور جاں ستان تلواروں کو لے کر دشمنوں پر حملہ آور ہوتا تھا۔

حَتَّىٰ غَدَتْ مِلَّةَ الْإِسْلَامِ وَهِيَ بَيْتُهُ
مَنْ يُعَدُّ غُرْبَتَهُمَا مَوْصُولَةً الرَّحِمِ

(۱۲۹)

بعد غربت ملت اسلام بنشان شد قوی

حقی غایت ہے۔ یجر یا بطوک۔ غدت فعل ماضی واحد غایب مؤنث۔ از باب دعا
یدعو بمعنی صارت وصیحت۔ غدا صبح کرنا اور گذرنا۔ ملة الاسلام آئین اسلام
ملة الاسلام اسم ہے غدت فعل کا اور اعنافت ملت کی طرف بیان یہ ہے دونو ایک ہی
چیز ہیں مثل شجر العنب انگور کا درخت دونو ایک ہی چیز ہیں۔ دین۔ ملت۔ اسلام
فرق یہ ہے۔ کہ اس اعتبار سے کہ مذہبی احکام کی متابعت کی جاتی ہے دین ہے اور
اس خیال سے کہ احکام دینی سے لوگ مستفید ہوتے ہیں، شرع ہے۔ اور اس وجہ سے
کہ یہ احکام لکھے جاتے ہیں، ملت ہے۔ پس ملت۔ املال بمعنی املا، یا ازامل بمعنی اجتماع
سے اخذ ہے۔ واء حالہ۔ ہی ضمیر ارجع ہے بؤئے ملت۔ وہی بھم کا مفہوم یہ ہے کہ
وہ شریعت ان کے ساتھ مختص تھی۔ بیان کو زیبا تھی۔ یا ان کی فطرت میں تھی۔ من
بعد غر بتھا۔ من زائد بعد ظرف مضاف۔ غربت مضاف الیہ جار مجرور متعلق موصولة
کے۔ ہا کی ضمیر ملت کی طرف ارجع ہے۔ غربت مسافر ہونا۔ مراد کمزوری۔ موصولة
از وصل باہم مانا۔ رحم قرابت۔ موصولة الرحمہ جس کو حقوق صلہ رجمی حاصل ہوں
یہ خبر ہے غدت کی :

ترجمہ ۱۸۸۔ اسلام کے بہادر برابر اڑتے رہے جتنی کہ شریعت (جو حقیقتہً ان کی
فطرت میں داخل تھی) کمزوری اور غربت بعد تقویت پا کر اپنے بھائی بندوں کو ساتھ لے گئی :

تشریح۔ جب تک اسلام کی کمزوری رفع نہ ہوئی۔ وہ برابر جہاد کرتے رہے۔
وہی بھم جہاد معترضہ ہے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شریعت اسلام مجاہدین
کی فطرت میں داخل تھی۔ اس لئے انہوں نے اپنی فطرت کو جو کمزور ہو گئی تھی تقویت
دی۔ گویا دو بھائی غربت میں عدا ہو گئے تھے۔ جو مجاہدین کی کوشش سے پھر باہم
مل گئے۔ غربتہا تلمیح ہے حدیث ان الدین بدعربینا وسیعود غریبا فطوبی
للغریباء (رواہ سلم فی صحیحہ) اسلام شروع میں غریب تھا اور اخیر میں بھی غریب ہوگا
پس خوشخبری ہے غریبوں کو :

مَكْفُولَةٌ أَبَدًا مِنْهُمْ خَيْرٌ أَبَدًا
وَخَيْرٌ بَعْلٍ فَلَمْ تَبَيِّمَ وَلَمْ تَبَيِّمَ

(۱۲۷)

دائما ملت شدہ محفوظ باشوئی بد

مكفولة ضمانت کی گئی۔ کفالت ضمانت و حفاظت۔ مكفولة بمعنی محفوظہ۔
غدت کی خبر بعد خبر ہے۔ ابد بمعنی دائما۔ زمانہ مستقبل غیر متناہی جیسا کہ ازل زمانہ
ماضی غیر متناہی۔ منهم ضمیر ارجع مجاہدین کی طرف۔ خیر اب بہترین باپ۔ خیر
بعل بہترین شوہر مراد خیر باپ اور خیر بعل سے مراد اور متکفل ہے۔ کیونکہ باپ
اولاد کا اور شوہر زوجہ کا متکفل ہوتا ہے۔ یہاں خیر اب مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام
ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مِلَّةَ اَبِيكُمْ اِبْرَاهِيمَ۔ اور خیر بعل سے مراد
حضرت علیہ السلام ہیں۔ جو پشت و پناہ امت ہیں۔ لم تبیم فعل محمد من الیتیم
بتقدیم ایاء علی التا، المثناة الفوقانیہ بمعنی بے پدر شدن بچہ۔ فلم تبیمہ بروزن

فَلَمْ تَلَمُّوْا لَمْ تَلَمُّوْا پہلے تا پھر ہمزہ مکسورہ شق ہے امت المرأة۔ ائمتہ سے عورت کا رائد ہونا۔ یعنی ائمہ۔ بیٹھ۔ روزن باع بیع ۛ

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مکفولہ خبر ہو مبتداء مخدوف کی۔ ای کل واحد من الملة والامة۔ مکفولہ یا حال ہے یا بدل ہے موصول کا یا اس پر عطف ہے۔ اور حرف عطف مخدوف ہے ۛ

توجہ ۛ۔ مجاہدین برابر لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ عروس اسلام ہمیشہ کے لئے بہترین شوہر کی برکت سے مجاہدین کے ہاتھوں میں محفوظ ہو گئی۔ جو نہ تو کبھی یتیم ہو گی اور نہ کبھی رائد ۛ

تشریح اسلام کی بنیاد ایسے اصول حق پر مبنی ہے کہ یہ کبھی بلامرئی و کفیل نہیں رہے گا۔ خدا تعالیٰ اس کا حافظ و ناظر ہے۔ فانہ نعم المولیٰ ونعم النصیر ۛ

۱۷۸) هُمْ الْجِبَالُ فَسَلَّ عَنْهُمْ مَصَادِمُهُمْ
مَا ذَا رَأَى مِنْهُمْ فِي كُلِّ مَصْطَدَمٍ

ہچو کہ بودند ثابت پس از شہر دیا | آنچه دیدند از دم شیر شان کارزار

ہم کی تسمیہ مجاہدین کی طرف ارجح ہے۔ مبتداء۔ جبال جمع جبل۔ پہاڑ۔ خبر فسَلَّ فاعلہ الغریبہ ہے۔ سَلَّ عینۃ امر از سال یسال۔ سوال کر۔ دریافت کر۔ یہ جزا ہے شرط مخدوف۔ اے ان لہ تصدقنی اگر میری بات تسلیم نہیں کرتا۔ تو ان کے کارناموں کو پوچھ۔ عنہم کی تسمیہ مجاہدین کی طرف ارجح ہے۔ مَصَادِم ظرف از مَصَادِمُ باہم مکرانا۔ لڑنا۔ یا جمع مَصْدَم ظرف مکان۔ از صدم یعنی جنگ کا میدان یا مصدری یعنی جنگ

مَا۔ ذَا یہ دونوں کلمے مل کر ایک ہی کلمہ استعمال ہوتا ہے۔ اور استفہام کے معنی دیتا ہے۔ معنی اتنی شے۔ یہ قول ہے انکی رائی فعل ماضی و بیت دیکھنا۔ رائی کا فاعل مصادم بتناویل کل واحد۔ بعض نسخوں میں بصیغہ جمع رَأَوْا ہے۔ اس کا فاعل کفار ہو گئے۔ منہم کی ضمیر مجاہدین کی طرف ارجح ہے۔ مصطدم اسم مکان یا زمان وقت جنگ یا میدان جنگ بعض شارحین نے عنہم کی ضمیر مجاہدین کی طرف ارجح کی ہے بطریق ہر توجہ ۛ۔ وہ مجاہدین ثبات استقلال کے پہاڑ ہیں اگر تجھے میری بات کا یقین نہیں تو میدان لڑنے جنگ سے ان کے کارناموں کی تفصیل پوچھ لے۔ کہ انہوں نے ان کی تیغ زنی کے کرتب کیا کیا دیکھے ہیں ۛ

تشریح۔ ان کے تہور و شجاعت کے آثار اب تک مقامات جنگ میں پائے جاتے ہیں۔ اور میدان جنگ ان کی داد مردانگی میں گونج رہا ہے۔ یا یہ کہ ملکوں پر اہل اسلام کا تصرف خود ان کے تہور اور شجاعت کی دلیل ہے۔ یا یہ مراد کہ کفار تو نیست نہ ناید ہو گئے۔ اب کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو یہ پتہ دے کہ ان پر کیا گزری۔ میدان جنگ زبان حال سے مجاہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شجاعت کی شہادت دے رہا ہے ۛ

۱۷۹) وَ سَلَّ حُنَيْنًا وَ سَلَّ بَدْرًا وَ سَلَّ أَحَدًا
فُصُولٌ خَفِ لَهَا دَهْلُ مِنَ الْوَحْمِ

از احد ہم از حنین و بدر پرسی باجرا | یعنی از تفصیل مرگشان کہ بدست وبا

و ادعا طغی غطف سل عنہم پر ہے۔ سَلَّ عینۃ امر۔ سوال کر حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک دہلی کا نام ہے۔ و سَلَّ بَدْرًا غطف ہے سل حنینا پر۔ بَدْر ایک چاہ کا نام ہے

جو اپنے بانی کے نام پر مشہور ہے۔ وَ سَلِّ أَحَدًا وَاوْعَاظُهُ سَلِّ، بَدَأَ بِرَأْسِ عَطْفٍ
أَحَدًا بَصِغْتَيْنِ يَكُ بِهَارٍ هِجْوَ مَدِينَةٍ مَوْرَهَ سَعَتَيْنِ جَارِ سِلِّ كَعَفَا صِلِّ بِهَارٍ فَصُولِ
مَجْمَعِ فَصْلٍ مَعْنَى زَمَانَةٍ قَلِيلٍ حَتْفٍ مَوْتِ فَصُولِ حَتْفٍ قِصَامِ مَوْتِ اَوَقَاتِ مَوْتِ لِهَمِّ
كِي صَمِيرٍ مَحْرُورِ كِفَارِ كِي طَرَفٍ اَبَحٍ هِجْوَ اَذْهَى سَخْتِ نَزِيرٍ مَن تَفْصِيلِيَّةٍ وَخَمِ تَحْمَةٍ
بَدْمَضِي مَرَادُ وَاوْعَاظُهُ هِجْوَ سَعَتَيْنِ

ترجمہ ۱۸۰۔ اگر تمہیں یاد نہ ہو۔ تو کفار کی موت کی تفصیلیں (جو ان کے لئے وبال ہے) بد
تھیں، مقامات جنگ خنین اور بدر اور احد سے پوچھ لو ۛ
تشریح یعنی ان مقامات سے مفصل حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔ میرے قول کی
تصدیق ہوگی۔ کوئی کافر نیزہ سے مارا گیا۔ کوئی تلوار سے اور کوئی تیر سے یعنی معاملہ
ایسا واضح اور ثابت ہے کہ پتھر اور زمین بھی اس کی شہادت دینے کو تیار ہیں۔ لفظ
سَلِّ کا تکرار ایسے موقع پر نہایت فصیح ہے۔ جس سے دعوے کی تقویت اور اس کے
ثبوت کا استحکام پایا جاتا ہے۔ گویا منکر پر ایک گوند تمام محبت ہے ۛ

جنگ خنین کا مختصر بیان یہ ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح
کیا۔ وہاں ابھی پندرہ دن ہی ٹھیرے تھے۔ کہ بنی ہوازن کو فتح مکہ کی خبر ہوئی۔ تو
ان کے امیر مالک بن عوف بصری نے بنی ثقیف اور سعد بن ابی بکر وغیرہ قبائل کو جمع
کیا۔ اس واقعہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی پہنچی۔ آپ نے مجاہدین ۛ
کو خنین کی طرف نکلنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس موقع پر مسلمانوں کی قریباً دس ہزار فرج
جمع ہو گئی۔ اور تین ہزار کفار کی فوج تھی۔ ایک شخص نے مسلمانوں میں سے اپنی کثرت
فوج پر نازاں ہو کر کہا۔ کہ آج کفار ہرگز فتح نہ پاسکیں گے۔ کیونکہ وہ بالکل ٹھوٹے ہیں

اور مسلمانوں کی تعداد کثیر ہے۔ یہ مقولہ حضرت عائشہ کو ناگوار گذرا۔ پھر لشکر اسلام چل پڑا۔
دشمن لکھاٹیوں میں چھپے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں پر ذیئہ حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کو
شکست ہوئی۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کو بھول گئے تھے۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت عباسؓ ابو بکر و عمر و علی علیہ السلام باقی رہ گئے۔ اس وقت جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفید خچر پر سوار تھے۔ اور فرماتے تھے انا النبی لا
کذب۔ انا ابن عبدالمطلب۔ پھر اپنے دعا کی۔ کہ اے خداوند تعالیٰ تو نے فتح کا
وعدہ کیا ہے۔ اس کو پورا کر۔ اور عباسؓ کو فرمایا کہ انصار کو بلاؤ۔ لوگ جمع ہو گئے۔ اور
دونوں لشکر لڑنے لگے۔ اس موقع پر خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کیلئے فرشتوں کو
بھیجا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹھنی سنگریزوں کی کفار کی طرف پھینکی۔ تمام
لشکر کفار بھاگ گیا۔ اور مسلمانوں نے فتح کا تقارہ بجایا۔ واللہ خیر الناصحین ۛ

قصہ بدر۔ بدر ایک کنوئیں کا نام ہے۔ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔
یہ غزوہ رمضان میں واقع ہوا۔ کل لشکر اسلام میں صرف تین سو تیرہ شخص تھے۔ اور
کفار قریش ایک ہزار تھے۔ اس جنگ میں بھی خداوند تعالیٰ نے اسلام کی مدد کیلئے
ملائکہ بھیجے۔ اس دن کفار میں سے شتر آدمی قتل ہوئے۔ اور اتنے ہی قید کئے گئے۔ اور
بہت سے سزائیں قریش اس جنگ میں قتل ہوئے ۛ

اُحد بَصِغْتَيْنِ مَدِينَةٍ طَبِيبَةٍ قَرِيبِ جَارِ سِلِّ كَعَفَا صِلِّ بِهَارٍ فَصُولِ
یہ غزوہ واقع ہوا ۛ

چونکہ جنگ بدر میں شتر کین کو شکست فاش ہوئی۔ اور بہت سزائیں قریش بھی قتل
ہوئے۔ اس لئے قریش مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ السلام کو خبر پہنچی۔ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کے روز خطبہ پڑھا۔ اور لوگوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گائے ذبیح کی ہوئی ہے۔ اور میں ایک حکم زہ میں ہوں۔ اور میری تلوار ٹوٹ گئی ہے۔ اور میں ایک کبش کے ساتھ ہوں۔ اور اس خواب کی میں نے تعبیر کی ہے۔ کہ میرے اصحاب میں سے کچھ عسائی نہ جنگ میں شہید ہو گئے۔ اور زہ سے مدینہ مراد ہے۔ اور تلوار کا ٹوٹنا یہ ہے۔ کہ مجھے کچھ تکلیف پہنچی کبش میں ڈھا سے یہ اشارہ ہے کہ میں ایک شرک کفار کو قتل کر دینگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز جنگ کے لئے باہر نکلے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ مشرکین بھاگ نکلے۔ اور مسلمان مال غنیمت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ کفار نے جمع ہو کر یکدم مسلمانوں پر حمایہ کر دیا۔ چنانچہ بہت لوگ مسلمانوں سے داخل جنت افراد و سب ہوئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کچھ تکلیف پہنچی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۱۳۰) الْمَصْدَرُ الْبَيْضُ حُمْرًا بَعْدَ مَا وَرَدَتْ
مِنَ الْعَدَا كُلِّ مَسْوَدٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ

اُس جوانانے کہ از جمعہ سیاہ شنبہ | تیغ بیض برون زند سرخ و خوں فشان

المصدر و رصل المصدرین تھا۔ اعانتے نون گر گیا۔ اصدار واپس لانا۔
المصدر منصوب فعل اس کا امح محذوف ہے اور یہ یا مضمون ہے یا المصدر
محذوف بدل ہے ضمیمہ شرم سے جو مصرعہ ماذا ائی منہم فی کل مصطدم میں ہے۔
بیض جمع ابیض بنفید مراد تو اسراقتل شدہ۔ حمر جمع احمر۔ سرخ مراد خون بودہ عمر
حال ہے بیض کا۔ بعد عزت۔ المصدری۔ مصدریہ۔ و ہد ت ورود کے معنی گھاٹ

پر جانا۔ داخل ہونا۔ من العدا جار مجرور متعلق بہ کائنات صفت یا حال مسوکا۔ عد
جمع عدو۔ دشمن۔ کل مسود۔ کل لفظ سوز ہے جو کل افراد کو شامل کرتا ہے۔ مسود سیاہ
لمح جمع لمحہ۔ بال جو کندھوں تک پہنچیں۔ اشارہ ہے نوجوان کفار کی طرف۔ جن کے
بال لمبے اور سیاہ تھے۔

ترجمہ: اسلام کے بہادر اپنی چمکتی ہوئی تلواریں۔ دشمنوں کے لمبے لمبے
سیاہ بالوں پر مارنے کے بعد سرخ واپس لاتے تھے۔

تشریح: ترجمہ لفظی کیا گیا ہے اس لئے اس کی وضاحت کی ضرورت ہے۔
سیاہ لمبے لمبے بال سے مراد کفار کے نوجوان ہیں۔ عرب کا دستور تھا کہ نوجوان جنگ اور
لیج بال رکھتے تھے۔ اور ان کو سر کی چوٹی پر لپیٹتے تھے۔ تاکہ جنگ میں سر کی حفاظت ہو سکے۔
ایک تو اس سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ لشکر اسلام کے مقابلہ میں کفار کے نوجوان آتے تھے۔
جو اپنے بالوں کو لپیٹے ہوئے ہوتے۔ اور مجاہدین ان کے سروں پر پہنچ کر بجا لے دیتے۔
اعضا کے ان کی چوٹیوں ہی پر ضرب کاری لگاتے تھے۔ عقال اور بالوں کو کاٹ کر لٹوا
سر کے اندر گھس جاتی تھی اور پھر مجاہدین اس کو کھینچ کر سرخ یعنی خون آلودہ واپس لاتے۔
مراد اس میں ہتھارہ در ہتھارہ اور کنایہ در کنایہ ہے۔ اور نیز اس میں اظہار ہے کہ ان کا
دار خالی نہ جاتا تھا۔

وَالْكَاتِبِينَ بِسْمِ الْخَطِّ مَا تَرَكْتَ
أَقْلَامَهُمْ حَرْفَ جِسْمٍ غَيْرَ مُنْعَجِمٍ

(۱۳۱)

کاتب انداز نیز خطی نوشتہ خوب | کلکات نشانہ حریفی کہ باشد بے نقط

دَاوَعَاظِفَہ ہے! المصداک پر عطف ہے۔ کاتبین جمع کاتب باہتعات مضمون جمع انہو
نیزہ گندم گوں خطی منویہ خط جویا یک قصبہ ہے بحرین کے قریب ہاں نیزہ عمدہ تیار ہوتا تھا۔
مآئافیہ ترکت فعل ماضی ترک چھوڑنا۔ اقلہ جمع قلم۔ ہم کی ضمیر کاتبین کی طرف راجع ہے
حرف طرف۔ مراد اعضا جسم تن۔ غیر سوا۔ منجم صیفہ اسم فاعل۔ الجام نقطہ ابر ہونا
ترجمہ ۱۸۲۔ اسلام کے بہادر سپاہی خطی نیزوں سے لکھتے اور ان کے قلوب انیزوں نے
کبھی کسی حرف (عضو) جسم کو بلا نقطہ (بلا زخم) نہ چھوڑا
تشریح۔ کاتب خط۔ حرف منجم۔ تناسبات شعری ہیں اور باعتبار استعارہ تشبیہ
لائے گئے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ کوئی دشمن ایسا نہیں ہے جس کے اعضاء جسم پر مجاہدین کے
نیزوں کا نشان زخم نہ لگا ہو۔

شَاكِلُ السِّلَاحِ لَهُمْ سِيْمًا تَمِيْزُهُمْ
وَالْوَرْدُ يُمْتَازُ بِالسِّيْمَا مِنَ السَّلَامِ

اَلْزِيُوْشَانُ مِمْتَازُ نَدْرِ سِيْمَا خُوْشِ | اَزْمِيْلَانِ چُونِ گِلَابِ اَزْ بُوْبُوْ قَدْرِ مِشِ
شاکی در اصل شاکیں تھا! اضافت سے نون گر گیا۔ واحد شاکی اور یہ عمل میں شاکی کا
مقلوب ہے جس کے معنی ہیں نامہ السلام یعنی مکمل تھیاردن والا۔ سلاح ہتھیار۔ شاکی
السلاح جس کے ہتھیار مکمل ہوں۔ شاکی سلاح کاتبین کا بدل ہے جو سابق میں مذکور ہے
ہم کی ضمیر شاکی سلاح کی طرف راجع ہے۔ سیمما مقصود ہے۔ علامت و نشان ثبوت
ہے۔ کلام اللہ شریف میں آیا ہے۔ سِيْمًا هُمْ فِيْ دُجُوْهِهِمْ مِنْ اٰثَرِ التَّجُوْدِ۔ تمیز
عیضہ مضارع واحد غائبہ ثبوت یعنی تفرق جدا کرتا ہے۔ ہم ضمیر کاتبین کی طرف ہے

یہ جامع صفت یا حال ہے سیمما کا۔ والورد واحد استینافیہ۔ ورد گلاب۔ یمتاز مضارع معلوم
بصیفہ واحد مذکر غائب ضمیر راجع ورد کی طرف۔ امتیاز سے یعنی ایک چیز کا دوسری چیز
سے الگ ہو جانا۔ بالسیمما۔ باء جارسیبہ۔ سیمما انسان کے چہرے پر وہ علامت جس کے
باعث بعض حالات انسان معلوم ہو جاتے ہیں۔ من بعض نسخوں میں عن آتا ہے۔ دونو
درست ہیں۔ سلمہ بول کا درخت۔ کیکر۔

ترجمہ ۱۸۵۔ بہادران اسلام پورے مسلح تھے جن کے لئے ایک خاص نشان تھا۔ جو
انہیں دوسروں کے اس طرح ممتاز کرتا تھا جس طرح گلاب بول کے درخت سے ممتاز ہوتا ہے
تشریح۔ بہادران اسلام بظاہر تو عام لوگوں جیسے تھے مگر ان میں خاص اوصاف
شجاعت استقلال۔ صداقت۔ دیانت۔ تقویٰ پائے جاتے ہیں۔ جن وہ دوسروں سے
ممتاز ہوئے تھے۔ ان کی مثال گلاب کی سی ہے۔ اگرچہ گلاب اور سلم دونوں خرد
درخت ہیں۔ مگر گلاب اپنی بوئے خوش سے نمایاں امتیاز رکھتا ہے۔ یا یہ معنی ہیں
کہ بہادران اسلام کی پیشانی پر سجدہ کے نشان تھے۔ اور نورایمان ان کی
پیشانی سے چمک رہا تھا۔ جو ان کے لئے نشان امتیاز تھا۔

تَقْدِيْ اِلَيْكَ رِيْحُ النَّصْرِ نَشْرَهُمْ
فَتَحْسَبُ الزَّهْرَ فِي الْاَكْمَامِ كُلِّ كَمِيْ

(۱۸۳)

بَاوْنَصْرَتِ يَدِ ثِيْشَاں بِوْمَشْكِنَا | ہر بُارِ اَبَدَانِی چُونِ شُكُوْفِ در عَلَا
تقدی عیضہ مضارع معلوم ثبوت واحد غائبہ۔ ایلک۔ الی واسطے انتہائی غائی
کے۔ خطاب۔ اھدا تخفہ پیش کرنا۔ ریاح جمع ریح۔ ہوا۔ مراد باد صبا۔ نصیر

فتح۔ ریح النصر سے اشارہ ہے حدیث شریف نصرت بالقباء کی طرف۔ نشر خوشبو۔ ہم ضمیر جمع غائب مجاہدین کی طرف اِصح ہے۔ ریح النصر فاعل تھدی۔ نشر هم غول۔ فتح میں فاء تفریق۔ تحسب صیغہ مضارع مخاطب۔ حسیان شام کرنا۔ زھر شگوفہ۔ اکھام جمع کم پردہ و غلاف شگوفہ۔ کئی بالتشدید۔ شجاع زہ پہننے والا۔ ضرورت شعری سے مخفف پڑھا گیا۔

ترجمہ۔ نصرت کی باد صبا ان کی بوئے خوش کو تجھ تک پہنچا رہی ہے۔ پس ہر ایک بہادر کو تو ایسا خیال کر کہ وہ اپنے غلافوں میں ایک شگوفہ ہے۔ تشبیہ۔ بہادروں کی فتح مندی کی خبروں کو باد صبا سے اور اس کی خوشی کو جوان خبروں سے حاصل ہوتی ہے۔ خوشبو سے اور زہ کو غلاف سے اور مجاہد بہادر کو شگوفہ سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی مجاہدین جو زہ پہن کر جنگ کفار میں داد شجاعت دے رہے تھے۔ اور ان کی فتح مندی اور کامیابی کی خبریں دور دراز ملکوں میں پہنچ گئی تھیں۔ ان کو ایسا خیال کرنا چاہئے۔ کہ وہ ایسے شگوفے ہیں جو غلاف میں لپٹے ہوئے ہیں جن کی خوشبو سے عالم مہک رہا ہے۔

بعض نسخوں میں نشر هم بالنون کی جگہ بشر هم بالباء ہے۔ اس صوت میں بشر کے معنی خندہ رُوئی۔ کشادہ پیشانی کے ہوں گے۔ یعنی ان کی تازہ رُوئی تمام جہان میں مشہور ہے۔ لفظ ریح النصر نصرت بالقباء کی تلمیح ہے۔

اس شعر کا پڑھنا دشمنوں کے مقابلہ میں کامیاب کرتا ہے۔

كَأَنَّهُمْ فِي ظُهُورِ الْخَيْلِ نَبَتْ رَبِّي
مِنْ شِدَّةِ الْحَزْمِ لَا مِنْ شِدَّةِ الْحَزْمِ

(۱۳۴)

مستقر بہشت پان گیا کوہ جنگ | از کمالات اری نے بوجہ سخت جنگ

کائن تشبیہ کے لئے ہے۔ ہم کی ضمیر مجاہدین کی طرف اِصح ہے۔ ظہور جمع نظر پشت۔ خیل گھوڑے۔ مذکور موت دونوں کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ نبت گیا و سبزہ۔ ربی جمع ربوہ۔ ٹیلا ٹیلے کا سبزہ متحکم اور پائدار ہوتا ہے۔ شدہ بکسر شین سختی۔ شدید سخت۔ لامن شدہ لامافیہ من سبب۔ شدہ ثانی بالفتح کسی چیز کو سخت باندھنا۔ زور سے کسنا۔ حزم بفتح الحاء و کون الزاء اعتیاد اور فن سواری میں غلظ ہونا۔ حزم بضم الحاء و الزاء جمع حزام۔ گھوڑے کا تنگ جس سے زین کساجاتا ہے اس شعر میں شدہ اور حزم دو دفعہ آیا ہے۔ پہلی شدہ بکسر شین اور پہلا حزم بفتح حاء اور دوسری شدہ بفتح شین اور دوسرا حزم بضم حاء ہے۔

ترجمہ۔ بہادران اسلام شہسواری میں بکیتا ہونے کی وجہ سے نہ اس جہ سے کہ ان کے گھوڑوں کے تنگ خوب کسے ہوئے ہیں۔ گھوڑوں کی پیٹھ پر اس طرح ران جما کر بیٹھتے ہیں جس طرح ٹیلے کی سبز گھاس۔

تشریح۔ بہادران اسلام ایسے شاہ سوار اور ان کے گھوڑے اس قدر تیار ہیں کہ ان کو اس گھاس سے تشبیہی جاسکتی ہے۔ جو بلند ٹیلے پر لہکتی ہو۔ یا گھوڑے ایسے فریب اور بلند فارت ہیں۔ کہ ٹیلے سے ان کو تشبیہی جاسکتی ہے۔ مجاہدین ان پر اس طرح آسن جائے بیٹھے ہیں جس طرح ٹیلے کی گھاس جس کی جڑھ دو تنک زمین

میں دھسی ہوتی ہے اور اسلحا جنبش نہیں کرتی۔ اور ان کا اس طرح جم کر بیٹھنا اس وجہ سے ہے کہ وہ شاہ سواری کے فن میں طاق ہیں۔ نہ اس وجہ سے کہ گھوڑوں کے تنگ کسے ہوئے ہیں کیونکہ تنگ کسنا فن شہسواری کے ناواقف کے لئے کچھ مدد نہیں دے سکتا۔

طَارَتْ قُلُوبُ الْعَدُوِّ مِنْ بَأْسِهِمْ فَرَقًا
فَمَا تَفَرَّقُ بَيْنَ الْبِهِمِ وَالْبِهِمِ

(۱۳۵)

قلبِ عدو سخت تر پیداں مزان شیر | پتھر بزر بادستند چوں مرد دلیر

طارت فعل ماضی ثنوت۔ طیدان اُڑنا۔ قلوب جمع قلب۔ دل۔ طیاران القلب۔ دل کا مضطرب۔ پریشانی۔ العدو جمع عدو۔ من سببہ۔ باس سختی۔ جنگ یا حملہ کی سختی مراد ہے۔ ہم کی ضمیر راجح مجاہدین کی طرف۔ فرقاً مفعول لہ۔ یعنی خوف۔ خلا۔ غائب یا سببہ۔ ما آنا فیہ۔ تفرق عینہ مضارع۔ تفریق جدا کرنا۔ تیار کرنا ضمیر راجح بسوئے قلوب العدو۔ بین در میان۔ بہم بفتح باو سکون با جمع بہمت۔ بکریوں کے بچے۔ بہم بضم باو فتح با۔ جمع بہم۔ بالضم بہادر۔

توجہ ۱۱۔ دشمنوں کے دل بسبب شدید حملہ مجاہدین مارے خوف کے اُڑ گئے۔ یہاں تک کہ وہ بہادروں اور بکریوں کے بچوں میں تمیز نہیں کتے تھے۔

تشریح یعنی ایسے حواس باختہ ہوئے۔ کہ اگر کہیں ادھر ادھر بکریوں بچوں کا ریوڑ دیکھتے تو خوف زدہ ہو کر کہتے۔ کہ وہ آگئے بشل مشہور ہے۔

مارگزیدہ از ریشہاں مے ترسد

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُولِ اللَّهِ نُصْرَتُهُ
إِنْ تَلَقَّهِ الْأُسْدُ فِي أَجَارِهَا تَجَمَّ

(۱۳۶)

ہر کہ را باشد مدد از حضرت کی نشان | اگر بنہ شیش آید شیر گردناتواں

واو عاطفہ ہے یا استینافہ۔ من موصول شرطیہ۔ نکتہ عینہ واحد غائبہ ثنوت مضارع اصل میں تکون تھا۔ من کے آنے سے تکون ہو گیا۔ رسول اللہ بادستانت یا سببہ۔ رسول اللہ فرستادہ خدا تم۔ مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ خبر مقدم ہے نکتہ کی نصرتہ نصرت یاری فتحندی مضیات۔ بہ ضمیر مضارع الیہ ارجع بر من۔ ان حرف شرط ثانی مضارع واحد غائبہ ثنوت۔ لقی یقی سے لقاء دیکھنا۔ ملنا۔ کا ضمیر من کی طرف ہے۔ اسد جمع اسد۔ شیر۔ فی ظرفیت کے لئے لجام جمع اجم جمع اجہ جنگل۔ ہا کی ضمیر اسد کی طرف ہے۔ تجم عینہ مضارع واحد ثنوت۔ وجم بجم وجم سے وجم یعنی سکوت اور دم خود ہوتا۔ پہلا مصراع شرط ہے۔ اور دوسرا مصراع جزاء شرط اور جزاء دوں مل کر پہلے مصراع کی جزاء ہے۔

توجہ ۱۲۔ اور جس شخص کو حضور علیہ السلام کی امداد ہو۔ اگر اس کے سامنے جنگلوں کے شیر بھی آجائیں۔ تو مارے خوف کے دم بخود ہو جاتے ہیں۔

تشریح۔ اس شعر میں اشارہ ہے اس قصہ کی طرف جو امام نووی نے شرح السنۃ میں لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ عینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام کفار کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ موقع پا کر کسی طرف کو نکل بھگا۔ ایک جنگل میں شیر نے اُس کا راستہ روک لیا۔ اُس نے کہا اے شیر! میں رسول اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اور اپنے لشکر میں

جاتا ہوں۔ یہ سن کر شیر اُس کے آگے آگے ہو گیا۔ اور اُس کو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔
حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک شیر کو کہ جس نے کئی آدمی ہلاک کئے تھے۔ اور
لوگ اُس سے سخت عصبیت میں تھے۔ کان سے پکڑ کر کہا۔ کہ لوگوں کو مت ستاؤ۔
اِس کے بعد وہ جنگل کو کہیں چلا گیا۔ اور لوگوں نے اُس کی اذیت سے نجات پائی۔

(۱۳۷)

وَلَنْ تَرَىٰ مِنْ دَوْلَىٰ غَيْرِ مُنْقَصِرٍ
بِهِ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرِ مُنْقَصِرٍ

دوستش بنی ہمیشہ کامیاب کامراں دشمنش ہستیو باشد دل شکستہ ناتواں

ادو عاطفہ عطف اس شعر کا شعر ماسبق پر ہے۔ لن تری۔ لن حرف تاکید۔ تری
عینہ مضارع مخاطب۔ رویت دیکھنا۔ من دلی من زایدہ دلی دوست۔ مراد مہرمن
عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیو منقصر مدد نہ کیا گیا۔ ناکامیاب لن کے آنے
سے نفی در نفی بمعنی اشیاب ہوا یعنی تو ہمیشہ حضور علیہ السلام کے دوست کو فتح مند کھجکا
انتصار مدد پانا۔ قوت حاصل کرنا۔ نصرة مدد۔ منقصر یا تو صیغہ فاعل ہے یا مفعول کا
مگر عینہ مفعول کو ترجیح ہے۔ منقصر بصیغہ فاعل مدد پانے والا بصیغہ مفعول مدد دیا
گیا۔ بلکہ اسی ضمیر راجع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ادو عاطفہ لانا ہیہ۔ عدو دشمن
منقصم بالکف شکستہ خوردہ۔ انتصار لونا من دلی و من دین حرف من عموم کا فائدہ دینا
نوجم حضور علیہ السلام کے کسی غلام کو نہ دیکھو گے کہ آپ کی امداد سے وہ فتح مند ہو
اور آپ مخالف کوئی ایسا نہ ہوگا جو ذلیل اور شکستہ حال نہ ہو۔

تشریح : نیا اور آخرت میں پابند شریعت محمدی مظهر اور منصوب ہوگا اور مخالف

دونوں جہان میں ذلیل ہے گات

پہنم دیوار اُمت اکا باشد چو پشتیبان
چہ باک از موج بحر آں اکا باشد نوح کشتیبان

(۱۳۸)

اَحَلَّ اُمَّتَهُ فِي حَرْبٍ مِلَّتِهِ
كَالَلَيْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْيَالِ فِي اَجَمٍ

اُمت خود را آورہ بحفظ دین خود ہمجو آں شیر کے کہ پیر بہ پیشہ بُرد

اَحَلَّ فعل مضارع متعدی۔ الاحلال آنا۔ مراد پناہ دینا۔ اُمت گروہ محمدی
فی ظرفیہ جو پناہ۔ مِلَّت مذرب شریعت ضمیر اُمتہ و ملتہ راجع حضور علیہ السلام کی طرف
کاللیث کات تشبیہ۔ لیت شیر۔ حَلَّ فعل لازم۔ حلول اترنا مع کے ساتھ نتیجہ متعدی
ہوا۔ الاشیال جمع شیل پچہ شیر۔ اجم جمع اجمر جنگل۔

نوجم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اُمت کو اپنے دین کے فائدہ میں لیا۔
جس طرح جنگل کا شیر اپنے بچے کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔

تشریح : شیر اپنے بچوں کی حفاظت نہایت احتیاط سے کرتا ہے نہایت گنجائش
جنگل یا پہاڑ میں جہاں کسی کا گذر نہ ہو سکے ان کی تربیت کرتا ہے اور شیر نر اور مادہ
پہرہ دیتے ہیں۔ شیر کی ذاتی قوت اور نگرانی اور محفوظ نگاہ ہونے کے باعث کوئی اس کے
بچوں پر قابو نہیں پاسکتا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت آپ کی
پناہ میں ہے کیونکہ دین مانند حصن حصین کے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
شفقت اور ہمدی بمنزلہ قوت شیر کے ہے۔ کس کا حوصلہ ہے کہ اُمت کو اذیت پہنچا۔

حضرت علیہ السلام کو شیر اور اُمت کو شیر کے بچوں اور دین کو بیتان کی تشبیہ میں
ناظم رحمۃ اللہ علیہ نے حقِ بلاغت ادا کر دیا ہے ۔

كَمْ جَدَلْتَ كَلِمَاتِ اللَّهِ مِنْ جَدَلٍ
فِيهِ وَكَمْ خَصَمَ الْبُرْهَانَ مِنْ خَصَمٍ

بس کہ قرآن بہرہء دانش سرِ شکر شکست | آیت برائے بیان دشمن اور اہست

کہم خبر یہ ہے۔ جدلت فعل ماضی۔ تجدل میں زمین پر گرنا۔ کلمات اللہ فاعل جند
مراد قرآن شریف۔ من زائد۔ جدل صیغہ صفت مشبہ بہت جھگڑنے والا۔ فیدر کی خبر حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔ و کہم خصم واو عاطفہ اس کا عطف کہ جدلت
پر ہے۔ کہم خبر یہ۔ خصم بالتشدید خصوصیت میں غالب آیا۔ برہان دلیل۔ مراد معجزہ۔
فاعل خصم صیغہ صفت بہت خصوصیت کرنے والا۔ من جدل اور من خصم میں من
زائد ہے جیسا کہ کہتے ہیں۔ قد کان من مطر۔ بارش ہو رہی تھی۔ جدلت اور خصم
بات تفعلیل سے ہیں اس باب کے خواص میں سے تغلیب ہے۔ ان فعل میں بھی غلبہ پایا جاتا ہے
توجہ ۸۸۔ کئی بار قرآن مجید نے حضرت علیہ السلام کے ساتھ مقابلہ کرنا والوں
کو نیچا دکھایا۔ اور کئی دفعہ معجزات نے سخت ترین دشمن کو مغلوب کیا ۔

تشریح۔ آیات قرآنیہ کا فصاحت و بلاغت میں کئی بار عرب کے بڑے بڑے
قادر الکلام فصحاء وبلغا نے مقابلہ کیا۔ آخر ناکام رہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں جا بجا
تحدی مانگ رہے۔ اور کئی دفعہ اظہار معجزات کے حضور عایتِ سلام کی رسالت کی تصدیق
ہوئی۔ اور مخالف مغلوب ہوئے یعنی جس طرح جنگ میں کفار مغلوب اور ذلیل ہوتے تھے۔

اسی طرح فصاحت و بلاغت کے مقابلے میں عاجز آتے تھے۔ فصاحت و بلاغت قرآن شریف
اور طویر معجزات کو دیکھ کر سوائے تسلیم کے انہیں کوئی چارہ نہیں تھا ۔
قائدہ۔ اس شعر کا ربط بظاہر ان اشعار مابقی سے زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے
جہاں قرآن مجید کے اعجاز کا ذکر آچکا ہے۔ اس شعر کے پڑھنے سے مناظرے میں مخالفین
پر فتح ہوتی ہے ۔

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأُمِّيِّ مُعْجَزَةً
فِي الْكَاهِلِيَّةِ وَالْتَادِيْبِ فِي الْيُسْتَمِ

دُرمان جاہلیت ہست عجاہر عظیم | اُمیہ گشت عظیم وہم نوڈ شہد عظیم
کئی عینہ ماضی کئی کیفی کے باب کے ہے فاعل اس کا علم ہے۔ کاف خطاب ہے
کفایت کا کافی ہونا۔ عام خطاب ہے۔ ای کفاک علمات فی کونہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمیہ
معجزہ تیز ہے۔ بالعلم میں بازائدہ ہے علم جاننا۔ فی الاُمی یہاں مضارع و تہ
اسے فی شان الاُمی۔ اُمی کی کسی توجیہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ اُم کی طرف منسوب ہیں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد علیہ الرحمۃ والرضوان پہلے فوت ہو گئے تھے۔ او
آپ اللہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی گود میں رہ گئے ۔

یالکہ معظمہ جس کو اُم اقرے کہتے ہیں۔ یا اُم العرب قبائل عرب کی طرف۔ جو اکثر
خط و کتاب اور حساب نہیں جانتے تھے۔ منسوب ہیں۔ اور اصل میں اُمی کے معنی
وہ شخص ہے جو پڑھا لکھا ہوا نہ ہو ۔
معجزہ کوئی امر جو بطور عادت پیغمبر سے بقابلہ منکرین نبوت ظہور میں آئے۔

جاہلیہ مراد زمانہ جاہلیت جو قبل از اسلام ہے نادیب ادبے نیا۔ یتیم بے پدر و جانانہ
توجہ حضور علیہ السلام کا زمانہ جاہلیت میں اُمّی ہو کر علم حقیقی کا عالم ہونا۔ اور
یتیم رہ کر صاحب ادب ہونا ایک سمجھ دار آدمی کے لئے یقینی حجت ہے۔ اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے معجزہ ہے۔ مخالفین کو عاجز کرنے والا ہے۔

تشریح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئے جس میں تعلیم
منفوق ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ نے نہ تو کسی قسم کی تعلیم حاصل کی اور نہ کسی استاد کے
سامنے زانوئے ادب نہ کیا۔ اسی واسطے آپ کا لقب اُمّی ہوا۔ مگر باوجود اس کے
تمام علوم ظاہری اور باطنی کا خزانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہِ ب العزت عتبات
ہوا۔ الفرض آپ یتیم گئے تھے اور کوئی مرثی نہیں تھا۔ تو مگر بھی سب کی سب جاہل
تھی۔ مگر جب خلعت رسالت آپ کو عطا ہوئی تو سب لکھے پڑھوں پر غالب آ گئے۔
یتیم کے نام کو قرآن درست کرتا ہے چند ملت شہت

پس اے مخاطب ایسے حالات میں دو سر معجزات سے قطع نظر کر کے (جو بطور خرق عادت
ظاہر ہوئے یا آیات قرآن شریف سے ثابت ہوئے) آپ کے لئے یہ معجزہ کافی نہیں۔ کہ آپ پر
تمام اسرار و معارف کھل گئے۔ اور ادب فضائل اور اخلاق میں تمام عالم کے پیشوا مانے گئے۔
اور آپ کے کلام حقیقت انبیاء کے سمجھنے میں نیا کے بڑے بڑے غفلان و اذکیا بھی و بدیو
ہو کر بٹھ گئے۔ سبحان اللہ ما اعظم شانہ و ما اجلی برہانہ ہے

نگار ما کی مکتب زلف خط نوشت بغمرہ سدا آموز صد مدرس شد

یعود الی مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم و یظہر تنصیر النفس عن المہمات و یرجوا
شفاعتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سلمہ

الْبَشَرِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ سَلَامٌ
فَافْضِلْ سَبْعَ التَّوْبِ بِرِسْوَصِ اَعْلَى

(۱۳۰) خَدَمْتُ بِمَدِيحِ اسْتَقِيلُ بِهِ

ذُنُوبَ عُمَرُ مَضَى فِي الشَّعْرِ وَالْخَدَمِ

زین مداح بخشش و غفران اہم گناہ اکابر نے شدہ سر و زمین خدمت توصیف شاہ

خدمت عین و واحد تکمیل فعل ماضی۔ خدمت چاکری کرنا۔ اے کی ضمیر حضور علیہ السلام کی
طرف راجع ہے۔ بمدیح۔ ب جار۔ مدح ملح و متناش مجرور۔ مراد اس نصیب سے ہے۔
یا مجموعہ قصاید سے جو مصنف نے نعت میں لکھے۔ استقیل فعل مضارع واحد تکمیل استقام
طلب عفو۔ بہ کی ضمیر مجرور مدح کی طرف راجع ہے۔ ذنوب جمع ذنب گناہ۔ عمر حیات
زندگانی۔ مضی فعل ماضی۔ المضی گذرنا۔ شعر سخن مؤنث جمع خدمت۔ نوکری
توجہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت میں قبضہ اس خیال پر رکھا
ہے۔ کہ میں اس کے ذریعے سے اپنی عمر بھر کے اُن گناہوں کو معاف کرالوں۔ جو
اُمرا و سلاطین کی مدح سرائی اور ملازمت میں سرزد ہوئے۔

تشریح۔ شیخ ناظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میری غرض اس نعت یہ ہے۔ کہ
اکثر حصہ میری عمر کا شاعری اور ملازمت شاہی میں گذرا شعر گوئی سوائے حمد و نعت و
منقبت بزرگان اور حکمت و دانش کے مذموم و ممنوع ہے۔ چنانچہ الشعراء یقیناً ہم
الذات انہی لوگوں کی شان میں ہے۔ جو فضول نظمیں لکھی جاتی ہیں۔ ان میں ضرور کوئی

نہ کوئی امر خلاف شریعت شامل ہو جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ملازمت امر کا بھی یہی حال ہے۔ اس لئے شاعری اور چاکری میں گناہوں کے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے میں اس قصیدہ کو اپنے گناہوں کی معافی کا وسیلہ خیال کر کے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں ایک تائب سے معلوم ہوا ہے کہ ناظم حکم کسی بادشاہ کا وزیر تھا۔ خاکسار مترجم گنہگار کی بھی بالکل جیسا ہے کہ شاعری اور مختلف عمدتیں شیر نہاؤ شیر مال اور ناقصہ ربوہ نمبر کی ملازمت میں تمام عمر گزری۔ اسے شفیع المذنبین کے حال پر رحم فرمائیں آپ کی شفاعت سے مغفرت گناہ کا وسیلہ اور آپ کی محبت سے میرے لئے اطمینان قلب کا ذریعہ ہو +

(۱۱۳۲) اِذْ قُلْتُ اِنِّیْ مَا تَخْشٰی عَوَاقِبُہٗ
كَانَنِّیْ بِہِمَا هَدٰی مِّنَ النَّعَمِ

شعرو خدمت شریعت در گردنم انداختہ | ہچو قربانی بند بچم تیغ و خنجر آختہ
اِذْ تَعْلِلَ کے لئے ہے شعر ماضی کی علت ہے۔ قُلْتُ اصْبَغَہُ شَیْئَہُ ہے یا عل
ضمیر راجع بشعرو خدمت ہے۔ نون قایہ یا نے تنکلم مفعول۔ تقلید گردن میں پٹہ ڈالنا۔ مآ
موصو لہ خششی فعل مضارع مجہول۔ خششیہ ڈرنا۔ بعض نسخوں میں اخشی فعل مضارع
تنکلم آیا ہے۔ عواقب جمع عاقبہ انجام کار مراد عذاب۔ عواقبہ کی ضمیر راجع مآ کی
طرف ہے۔ گان تنبیہ کی طرف ہے۔ یا تنکلم اس کا اسم ہے۔ ہما۔ ب سببہ۔ ہما
ضمیر راجع بشعرو خدمت کی طرف۔ ہدی خبر۔ وہ جانور قربانی کا جو بتقریب حج وغیرہ
ذبح کیا جاتا ہے۔ مِّنْ بعضیہ۔ نعم بفتح تین اونٹ۔ گائے بکری کو کہتے ہیں۔ اس کی

جمع انعام ہے۔ اور یہ مذکر و مؤنث دونوں طرح متعمل ہوتا ہے +

توجہ + وجہ اس کی یہ ہے کہ شعر اور ملازمت شاہی نے میری گردن میں
ایک ایسے امر کو بطور تلامذہ پہنا دیا ہے جس کے نتائج بد سے ڈرایا جاتا ہے۔
گویا شعر اور ملازمت امر نے مجھے قربانی کا جانور بنا رکھا ہے۔ جو بالآخر ذبح کیا جاتا ہے
تشریح۔ پٹہ اس جانور کے گلے میں ڈالا جاتا ہے۔ جو قربانی کے لئے مخصوص کیا
جاتا ہے۔ جو جانور مکہ شریف کو بتقریب حج یا عمرہ بھیجا جاتا ہے۔ اس کے گلے میں
پٹہ ڈال دیتے ہیں۔ تاکہ کوئی اس سے متعرض نہ ہو۔ ناظم علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میری
گردن میں شعر اور ملازمت نے گناہ کا پٹہ ڈال دیا یعنی شعر اور ملازمت نے مجھے
اسیر گناہ بنا دیا۔ جو موجب ہلاکت ہے حضور علیہ السلام کی شفاعت سے میری سنگیری
کی۔ تو میرا انجام بخیر ہوگا۔ ورنہ ہلاک کا اندیشہ ہے +

(۱۱۳۳) اطَّعْتُ غَمَّ الصَّبَا فِی الْحَالَتِیْنِ وَمَا
حَصَلْتُ اِلَّا عَلٰی الْاَثَامِ وَالنَّدَمِ

در حالت ہچو طفلان بدم آوارہ گرد | جو بہت کوشش میں جیسے حاصل نکرد
اطَّعْتُ فعل ماضی متکلم۔ اطاعت فرمانبرداری۔ غم گمراہی۔ مراد خیالات فاسدہ
صبا بکسر الصاد ولفظ۔ لڑکپن۔ یعنی جہالت۔ حالتین ہر دو حالت۔ شاعری ملازمت شاہی
ما حصلت بالتشدد مانافیہ میں نے حاصل نہ کیا۔ انا جمع اثم یعنی گناہ۔ ندم
بفتح تین پشیمانی +

توجہ + ہر دو حالت (شعر اور ملازمت شاہی) میں بچپن کی خیالات فاسدہ کے تابع رہا۔

اور میں نے گناہوں اور پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ کیا۔

تشریح۔ اگرچہ مطلق شرع کوئی اور ملازمت ممنوع نہیں ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کی تعریف کرنا جیسا کہ حضرت حسانؓ و حضرت نعمانؓ وغیرہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں قصاید لکھے۔ اور قاضی شرنج نے ملازمت کی اور عدالت و انصاف کو ہر ایک مقدمہ میں ملحوظ رکھا مگر میں نے شرع کو محل استعمال نہ کیا۔ بادشاہوں کے قصاید مدحیہ لکھتا رہا۔ اور اس میں بے معنی مبالغہ کرتا رہا۔ جیسا کہ مستثنیٰ کا ایک شعر ہے۔

وقالوا هل يبلغك الذرأيا فقلت نعم اذا شئت السفلا

اور شاہی خدمت میں پورا پورا انصاف میں العباد نہ کر سکا۔

فِيَا خَسَارَةَ نَفْسٍ فِي تِجَارَتِهَا
لَمْ تَشْتَرِ الدِّينَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَسْمِ

دیں بدنیائے دنیٰ خریدیں نفس لئیم از حماقت در تجارت کرد نقصان عظیم

فان تفریع کے لئے۔ یا حرف ندا۔ اس جگہ تنبیہ کے لئے آیا ہے۔ خسارۃ نقصان تجارت۔ نفس مراد ذات و وجود بعض نگوں میں نفسی آیا ہے۔ فی تجارتھا۔ رفی جار۔ تجارت مجرور متعلق خسارت کے۔ ای فی وقت تجارۃ النفس۔ لہ تشریح صبیغہ محمد۔ اشتراک زینا ضمیر اس کی نفس کی طرف جامع ہے۔ الدین بالدنیا۔ دین سے مراد اطاعت احکام شرعی۔ دنیہ سے مراد اشتغال امور دنیا۔ دنیا کی تعریف ہے۔ دنیا کے کل مایشغاک عن مولا۔ جو تجھے خدا کی یاد سے ہٹائے وہ تیری دنیا ہے۔ چیت دنیا از خدا غافل بدن نے قماش و نقرہ و زین و زور

دنیا مٹاؤں اتنی از دہن یعنی قریب یعنی قریب از و ال لم تسم۔ تسم۔ سام لیوم سومما سے مشتق ہے۔ سوم سوا کرنے کے لئے آمادہ ہونا۔ فاعل اس کا ضمیر نفس ہے یا خسارۃ نفس میں منادی محذوف ہے یعنی یا قوم! نظر و خسارۃ النفس۔ قوم نفس کا زبان دیکھو یا خود خسارت نفس نہائے ہے اس شعر میں یہ کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔ اُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا النَّفْسَ بِالْهَسْلِ فَمَا رَجَعَتْ تِجَارَتُهُمْ

ترجمہ۔ اے میرے غمگسارو! میرے نفس کی تجارت کو تو دیکھو۔ کہ اُس نے تو دنیا کے عوض میں دین خریدا اور نہ اُس کے خریدنے کا ارادہ کیا ہے۔

تشریح۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا نقصان ہو سکتا ہے کہ آخرت پر دنیا ناپائدا کے فوائد کو مقدم سمجھا جائے۔ اگر ناپائدا خسارت نفس ہو تو یہ معنی ہو گئے۔ اے خستہ نفس کہ یہ سرکش نفس نقصان میں عدسے بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ دین کو بھی اُس نے دنیا کے بدلے بیچ ڈالا۔ آخر نقصان کی بھی تو کوئی حد ہوا کرتی ہے۔

وَمَنْ يَبِيعْ أَجَلَ مَنَّهُ بِعَاجِلِهِ
يَبِيعُ لَهُ الْغَبْنَ فِي بَيْعِهِ وَفِي سَلَمِ

(۱۳۵)

آخرت اگر فروشی بہر دنیائے دنیٰ بیع باشد یا سلم سرمایہ را ضائع کنی

و ادابتدائیہ ہے۔ من اسم شرط۔ بتدا۔ بیع فعل مضارع۔ اصل میں بیع تھا۔ من شرط کے آنے سے مجزوم ہوا۔ بیع فروخت کرنا۔ اجل دیر کے بعد آنے والا۔ مراد آخرت۔ سلم کی ضمیر جمع من کی طرف یا دین کی طرف۔ عاجل جلد آنے والا۔ مراد دنیا عاجلہ کی ضمیر من کی طرف جمع ہے۔ یبیع فعل مضارع۔ بیان ظاہر ہونا۔ لہ کی

ضمیر مجرور عن کی طرف ہے۔ غبن بقیع انہیں وسکون ابا نقصان۔ بیع دست بدست سودا کرنا۔ سلمہ وہ بیع جس میں قیمت پہلے دی جائے۔ اور چیز کچھ عرصہ بعد لی جائے۔ جس کو بدعنی کہتے ہیں۔

توجہ ۸۸ جس شخص نے اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالا۔ تو کچھ شک نہیں کہ اس نے بیع اور سلم دونوں میں بہت بڑا نقصان اٹھایا ہے۔
تشریح نیک اعمال کا صلہ دنیا اور آخرت میں ملتا ہے۔ دنیا میں صلہ کا ملنا بیع کا حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ نیک عمل کرنے کے ساتھ ہی صلہ مل گیا۔ اور آخرت میں نیک عملوں کی جزا میں مایہ عالیہ کا ملنا سلم کا حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں نیک عمل کئے اور آخرت میں اس کا عوض پایا۔ جس شخص نے کوئی نیک عمل ہی نہیں کیا۔ اور دنیا کے دھندلوں میں پھنسا رہا تو اسے نہ دنیا میں صلہ مل سکتا ہے نہ آخرت میں۔ جائز تجارت کے لئے اس شخص کا ایک نفع ہمارے بعد پڑھنا۔ تاجر کو خرید و فروخت میں نفع دیتا ہے۔

(۱۴۶) **إِنْ أَتَىٰ ذَنْبًا فَمَا عَمِدٌ بِمُنْقِضٍ
مِّنَ النَّبِيِّ وَلَا حَبْلِي بِمُنْصَرَمٍ**

گر گناہ سے نہ آئے عید من و نشکند دست من و منش کے رشتہ من بگسلد

ان شرطیہ۔ ات بضم تاء کلمہ امد اصل اتی تھا۔ ان شرطیہ کے آنے سے یا و حذف ہوئی۔ یہ شق ایسا ہے جس کے معنی دینا۔ لانا ہے۔ یہاں انا کہ معنی نکلے آیا ہے۔
ذائب گناہ۔ مراد گناہ کبیرہ۔ فمّا جاء جزا کی ہے۔ مانافیہ۔ عید بیان۔ بمنقض بازائد۔ منقض اسم فاعل بمعنی ٹوٹنے والا۔ انتقاض ٹوٹ جانا۔ من النبی جار مجرور

متعلق منقض۔ ولا حبلی واو عاطفہ لانا فیہ حبلی اسم لا حبیل سی۔ مراد واسطہ اور علاقہ بمنصرم بازائد۔ منصرم اسم فاعل بمعنی منقطع۔ انصرام قطع ہونا بخبر لا۔
توجہ ۸۹ میں اگرچہ گناہ کا ترک ہو تا رہا ہوں۔ پر میرا وہ تعلق جو حضور علیہ السلام سے ہے۔ ہرگز قطع نہیں ہو سکتا۔ اور نہ میری امید کی رسی کٹ سکتی ہے۔

تشریح۔ پہلے اشعار میں ناظم علیہ الرحمۃ نے ظاہر کیا تھا کہ مجھے شامت اعمال سے آخرت کے عذاب کا ڈر ہے۔ اس شعر میں اپنے دل کو تسکین دیتے ہیں۔ کہ مجھے کوئی خوف نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگرچہ میں گنہگار ہوں۔ لیکن چونکہ میں خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہوں۔ اس لئے شفاعت سے محروم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ایسا تعلق نہیں ہے۔ کہ گناہوں سے ٹوٹ سکے۔ عہد سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عہد شفاعت ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ہے۔ شفاعتی لا ھل الکبائر۔ بیمار شخص کے لئے اس کا ہر وقت درد رکھنا بیماری سے شفا دیتا ہے۔

(۱۴۷) **فَإِنِّي ذِمَّةٌ مِّنْهُ بِشِمِيتِي
مُحَمَّدٌ أَوْ هُوَ أَوْ فِي الْخَلْقِ بِالذِّمِّ**

چوں محمد نام ارم تکبیرم برنام است از خلائق بزرآمد درونائے عہد دست

ناقضیہ ہے یعنی پہلے شعر کی علت ہے۔ یا تفسیر کے معنی دیتا ہے یعنی پہلے شعر کی تفصیل و تفسیر ہے۔ ذمۃ عہد و پیمان منہ کی ضمیر مجرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے۔ بتسمیٰ سبب کے معنی دیتی ہے۔ تسمیہ نام رکھنا۔ اور ذکر کرنا۔
محمد اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک بتودہ شدہ۔ سب ناموں سے اس کو

فضیلت زیادہ ہے۔ وادائیہ ہے۔ نیا جملہ شروع ہوتا ہے۔ ہو کی ضمیر حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجح ہے۔ ادنیٰ صیغہ فعل لتفضیل مشتق و فاسے بہت
وفا کرنے والا۔ ذمہ جمع ذمہ۔ یہ شعر شعر سابق کی دلیل ہے :

ترجمہ کیونکہ میرا نام بھی محمد ہے۔ سو اس ہمنامی کی وجہ سے آپ کا عہد و
پیمان میری شفاعت کے لئے لازم الایفاء ہو گیا۔ کیونکہ آپ کا نام دنیا سے ایسے عہد
میں بڑھے ہوئے ہیں :

تشریح۔ شیخ علیہ الرحمۃ کا نام شرف الدین محمد ہے۔ اس لئے حضور علیہ السلام
کے ساتھ تعلق ہمنامی کی وجہ سے میری شفاعت لازم ہو گئی :

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن منادی ہوگی
کہ جس کا نام محمد یا احمد ہے۔ وہ بہشت میں جانے کے لئے کھڑا ہو جائے :

بعض نے لکھا ہے کہ جب ناظم شرف الدین محمد ابو صیدی رحمۃ اللہ علیہ نے
عالم ربو میں فیصدہ بارگاہ رسالت میں پڑھا تھا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محمد کے
نام سے پکارا تھا۔ اس لئے اس واقعہ کو ذمہ قرار دیتا ہے :

(۱۴۸) اِنْ لَمْ يَكُنْ فِي مَعَادِيْ اِخْتِاِبِيْكَ
فَضْلًا وَّ اِلَّا فَقُلْ يَا زَلَّةَ الْقَدَمِ

وایے من گزیدہ دست من و زجرا از سر لطف و عطا و فضل و اکرام و سخا

ان شرطیہ۔ لم یکن فعل جہ۔ تی جار۔ معاد یا مصدر ہے یا اسم زمان و مکان مراد
زمانہ بعد الموت۔ یا نیا ممت۔ مجرور۔ اِخْتِاِبِیْکَ نے والا۔ ب جار۔ ید یا تھ۔ فضل وہ

عنایت جو بلا استحقاق ہو۔ الا اس لفظ میں شاید اختلاف ہے بعض کہتے ہیں یہ
حرف تشنہ ہے بعض کا خیال ہے کہ الا بمعنی عہد پیمان ہے۔ تیز ہے اخذ اسے۔
یا حرف مذاہمت کے لئے ہے۔ منانے زلۃ القدم ہے۔ ذلۃ القدم پاؤں کا پھسلنا۔
از کتاب معاصی۔ شامت اعمال یعنی اے لوگو! میری لغزش قدم اور گناہوں کی
شامت کو دیکھو :

ترجمہ اگر آپ قیامت کے دن از روئے مہربانی و پیمان میری سنگین غمی فرمائیں گے۔
تو مجھے کتنا چاہئے کہ بے لغزش یعنی میری قسمت :

تشریح۔ ایک شراح نے الا کی نسبت لکھا ہے۔ کہ در اصل ان۔ لا۔ ان شرطیہ
اور لا نافیہ سے مرکب ہے۔ ان کے نون کو لام میں دغام کیا گیا۔ اس کی شرط و جزا
دونوں مفرد ہیں۔ ایمان لم یکن ترک اخذہ فانما ناج فائز بالمطلوب۔ یعنی
اگر قیامت کے دن آپ میری امداد کو نہ چھوڑیں۔ تو میں ناجی اور کامیاب ہو گیا۔ گویا
یہ جملہ مقرر عنہ ہے در بیان شرط۔ ان لم یکن فی معادی اخذ ابیدی فضلہ اور جملہ یا
زلۃ القدم کے یہ توجیہ تکلف سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ شرط و جزا دونوں مفرد کرنے پڑتے
ہیں بعض شارحین لکھا ہے کہ الا یہاں اید ہے اس صحت میں بھی شعر کے معنی صائب ہیں :

(۱۴۹) حَاشَا اَنْ يَّحْرَمَ الرَّاجِيْ مَكَارِمَهُ
اَوْ يَرْجِعَ اِلْجَارِ مِنْهُ غَيْرَ مُحْتَرَمٍ

بس بعد از سائلے محروم گردد از برش یا پناہ ازین خستہ حال اید از برش

اے جس کا یہ توجیہ مقول نہیں ہے یا ال یعنی عہد پیمان بھی یہاں پچھ پچان نہیں ہے۔ کیونکہ عالم جہ جس مسئلہ
میں توفیق ہے۔ تو محمد کیسا؟ پس الا زائد ہے۔ جیسا کہ اخیر کی توجیہ ہے :

حاشا بمنہ اُنکے۔ پس حاشا کہ بمعنی اُوڑھہ ہوا۔ فاعل اس کا ضمیر ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف راجع ہوتی ہے۔ لا ضمیر مفعول نوحہ اللہ تعالیٰ رسولہ من ان یحرم الرأبی او یرجع البجار۔ یحرم فعل مضارع معلوم احرام سے شتق ہے کسی کو محروم کرنا۔ اس کے دو مفعول ہونگے۔ مثلاً اَحْرَمَ زَيْنًا عَمْرًا من ماله محروم کیا زید نے عمر کو اپنے مال سے۔ عمر پہلا مفعول من ماله دوسرا مفعول۔ اس شعر میں یحرم فعل۔ اس کی ضمیر جو راجع حضور علیہ السلام کی طرف ہے۔ وہ فاعل الرأبی مفعول اول۔ مکارمہ دوسرا مفعول ہے۔ یا یحرم کا فاعل مکارم ہے۔ اور راجعی مفعول جو منصوب ہونا چاہئے تھا۔ مگر ضرورت شعری کی وجہ سے یا ساکن ہوئی۔ راجعی اُمیدوار مفعول یحرم دونوں جہیں شامیں نے رکھی ہیں۔ مکارم جمع کمر بستہ بخشش فاعل یحرم۔ یرجع مضارع۔ رجوع لوٹنا۔ واپس ہونا۔ جاد ہمسایہ دوست۔ منہ کی ضمیر حضور علیہ السلام کی طرف ہے۔ محترم اسم مفعول احرام۔ مغز رکنا۔ غیر محترم ذلیل۔ اگر محروم بصیغہ مجہول ہو۔ تو راجعی مفعول الم یسیر فاعل ہوا۔ اور مکارمہ منصوب ہوگا بتقدیر حرف من جیسا کہ قاعدہ ہے۔ یعنی من مکارمہ اور بعض نسخوں میں بجائے محروم کے یمنع ہے۔ ترجمہ۔ آپ کی ذات قدس سے یہ بعید ہے۔ کہ آپ کے الطاف کرم اُمیدوار کو محروم کریں۔ یا آپ کے الطاف سے وہ محروم کیا جائے۔ اور آپ کا پناہ گزین آپ کی درگاہ سے بلا احترام واپس ہو۔

تشریح۔ شیخ عبد الرحمن کا اس شعر سے مطلب ہے کہ میرا خیال کرنا۔ کہ شاید میں محروم رہ جاؤں۔ باطل ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کی ذات قدس اس سے منزہ ہے۔ کہ آپ کی درگاہ عالیہ سے کوئی ارادہ تمہارا عطاے خلعت الطاف کرم واپس کیا جائے پس ایسی حالت

میں کس طرح محروم رہ سکتا ہوں؟

(۱۵۰) وَمِنْذُ الزَّمْتِ أَفْكَارِي مَدَّائِحَهُ
وَجَدْتُهُ نَحْلًا رَصِي خَيْرٌ مُلْتَزِمٌ

من ازال وزے کہ شغولم بھج مصطفیٰ یافتم اور معین ناصر اندر نہر بلا
مندا ابتدا زمانہ کے لئے آتا ہے۔ الزمت فعل ماضی تکلم از الزام لازم کرنا یا افکار جمع فکر۔ اندیشہ۔ سوچنا۔ مدائج جمع مزج نعت۔ کہ کی ضمیر صفات ایہ حضور علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ وجد تک وجدان پانا۔ حاصل کرنا۔ کہ کی ضمیر مفعول حضور علیہ السلام کے لئے۔ لخلاصی لام اعلیہ خلاصی نجات۔ یا تکلم اپنی نجات کیلئے۔ ملتزم بصیغہ ہم فاعل لازم پکڑنے والا۔ مراد معاون۔ مددگار۔ خیر ملتزم بہت اچھا معاون۔ ترجمہ۔ میں نے جب سے اپنے افکار کو حضور علیہ السلام کی نوبت کے لئے لازم یا د کر دیا ہے۔ تب سے میں نے حضور علیہ السلام کو اپنی نجات کا بہترین معاون پایا۔ تشریح۔ یعنی جب سے ادھر ادھر سے ہٹ کر میں نے حضور علیہ السلام کی نوبت کو اپنا شیونہ لیا ہے۔ تب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً میری غمخیزی کے ضامن بن گئے۔ اشارہ ہے کہ فالج کی بیماری جاتی رہی۔ یا عذاب دوزخ سے نجات کے کفیل ہو گئے۔ اس شعر کا وظیفہ ملزم قیدی کو قید سے رہائی دینا ہے۔

(۱۵۱) وَلَنْ يَفُوتَ الْغُومِنَهُ يَدٌ تَرَبَّتْ
إِنَّ الْحَيَا تَنْبِتُ الْأَمْرَ هَارٍ فِي الْأَكْمَرِ

دستِ کُودہ از در زاندر نہی | بشکافند بر ریشہ شکوفہ در بہا

و ادعا غلطہ۔ لہٰذا یفوت مضارع مؤکد۔ لمن مشتق ہے فوت سے غنی تو نگری۔ مراد فیاضی۔ منہ کی ضمیر حضور علیہ السلام کی طرف ارجح ہے۔ ید ہاتھ مضارع لہٰذا یفوت کا ہے۔ تربت عربی کا محاورہ ہے۔ فلاں تربت ید کا۔ اس کے ہاتھ خاک لودہ ہو گئے یعنی محتاج اور فقیر ہو گیا۔ ات مؤکدہ ہے۔ حیاً بالقصر بارش۔ وبالمد شرم۔ اس جگہ حیاً بالقصر یعنی بارش مراد ہے۔ تنبیت مضارع واحد غائبہ مؤثرت۔ انبات نباتات کا اگانا۔ ازہاد جمع زہر شکوفہ۔ اکثر جمع اکملہ ٹیلا۔ منہ غنی کی صفت یا مال ہے۔ مراد اس غنی سے ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے حاصل ہوا اور حمد و تربت۔ ید کی صفت ہے۔ ترجمہ ۱۔ آپ کی فیاضی کسی خاک لودہ ہاتھ کو نہیں چھوڑتی۔ کیونکہ بارش ٹیلوں پر بھی پھول کھلا کر پتی ہے۔

تشریح جس طرح بارش کا اثر بارغ اور ٹیلوں پر کیاں پہنچتا ہے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کا فیض اُن کے اور اعلیٰ پر اعلیٰ السویۃ ہے۔ پس حالت میں کی ناہمید نہیں ہے۔ اس شعر کو لکھ کر سب بلند درخت پر باندھنا یا ان کو سرسبز رکھنا ہے۔

(۱۵۲) وَلَمْ أَرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْيَا الَّتِي قُتِفَتْ
يَدَازْهِيرٍ بِمَا أَشْنَىٰ عَلَىٰ هَرَمٍ

من از بہرست نخواہم گنج دنیا را ہرم | نیستم من چون بہر بادشہ شاہ ہرم

و ادعا غلطہ۔ مستانفہ۔ لہٰذا فعل مجزئہ۔ ارادۃ خواہش رکھا۔ زہرۃ الدنیا تازگی دنیا۔ مراد لذت و متاع الدنیا اسم موصول صفت زہرہ کی۔ نہ کہ دنیا کی۔ اِقْتَفَتْ

صیغہ واحدہ غائبہ مؤثرت فعل ماضی معلوم۔ اِقْتَفَتْ پھلوں پھولوں کا چننا۔ ضمیر مخدوکت دراصل اِقْتَفَتْ کا تھا۔ ید آتشید ید۔ واحد ہاتھ۔ زہیر بن سلمیٰ ایک شہور شاعر کا نام ہے۔ تعلقات میں اس کا ایک قصیدہ ہے جس کے بیٹے کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مع میں قصیدہ بانٹ سنا دیکھا ہے جس پر اپنے اپنی چادر مبارک کن عطا کی تھی۔ میں نے بھی بانٹ سنا دیکھا ہے۔ جس کے صلہ میں مجھے غیر متوقع من حیث لا یختصب گراں بہاد دولت ملی۔ یہ مجرب ہے کہ ان دنوں قصائد کا در در دنیا میں تنگ دست ذلیل نہیں ہوتا۔ بلکہ دین دنیا میں کامیاب ہوتا ہے۔

بہا میں بسبب یہاں معاوضہ کے لئے۔ ہما موصولہ یا مصدر یہ۔ اثنیٰ صیغہ ماضی۔ اثناء تعریف کرنا۔ ہرم بن سنان نام مدوح زہیر کا جو عرب کا ایک براہمنی بادشاہ تھا۔ ترجمہ ۱۔ میں اس نعمت دنیا کی اس متاع کی جس کو زہیر کے ہاتھوں نے ہرم کی تعریف سے حاصل کیا خواہش نہیں کرتا۔

تشریح۔ زہیر کی طرح اس قصیدہ سے میرا مقصد دنیا کا حاصل کرنا نہیں ہے۔ بلکہ میں اس قصیدہ کا صلہ آخرت کی نعمت چاہتا ہوں جس سے مراد حضور علیہ السلام کی شفاعت ہے۔

الفصل فی المناجاة عرک

(۱۵۳) يَا أَلْكَرَمَ الْخَالِقِ مَالِي مَنْ أَلُوذِبِهِ
سَوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

کیت جہز تو ناصر کے بہترین کا بیٹا | تاپناہ جویم بدو انقلاب حادثہ

یا حرف ندا، وقد تفرص لہا۔ اگر صیغہ فعل تفضیل بزرگ تر۔ خلق بمعنی مخلوق۔
ماتانیہ۔ لی میں لام تنفاع کے لئے ہے۔ یا تم تکلم۔ من موصول۔ الود بہ صلہ۔ بہر کی
ضمیر راجع من کی طرف ہے۔ لود۔ لیا ذپناہ لینا۔ سوا حرف تنہا۔ کاف خطاب۔
عند ظرف بمعنی نزدیک۔ حلول نازل ہونا۔ حادث سختی مصیبت۔ العمم
بلغتہن وکبر الیم الاول دونوں روایتیں ہیں عام تمام جو تمام دنیا کو شامل ہو۔
ترجمہ ۱۔ اے شرف المخلوقات سوائے آپ کے بوقت نزول حادثات عامہ کوئی
ایسا نہیں ہے جس کے پاس میں جا کر پناہ لوں۔ غلبت سے خطاب کی طرف رجوع ہے۔
جو زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورہ فاتحہ میں آیات نکند۔

تشریح۔ جس شخص کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہو۔ اُس کے حضور علیہ السلام جائے پناہ
ہیں۔ کیونکہ محض خالصاً وجہ اللہ حضور علیہ السلام کی محبت و اطاعت! عین محبت و اطاعت
الہی ہے۔ پس جب یہی ان سے قطع تعلق کر کے حضور کے دامان محبت و وابستہ ہو جائے
تو یقیناً وہ مستحق شفاعت ہوگا۔ اور حادثات دنیویہ میں بھی بوقت دعا تو تسلیم حضرت
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ امان ہے۔

بعض منکرین اس شعر سے ناک چڑھایا کرتے ہیں۔ مگر بیچا سے بے خبر کیا کریں
بات بات پر شرک کا حکم لگانا ان کے اہل ایک معمولی امر ہے۔ یہی وجہ کہ فیضان
باطنی سے مجبور رہتے ہیں۔

اگر ایک لاکھ اور ایک فدو شیعہ ان علماء کو جمع کر کے جو صحیح تلفظ سے پڑھتے ہو
پڑھایا جائے تو ہر ایک مصیبت رفع ہو جاتی ہے۔

(۱۵۴) وَلَنْ يَضِيقَ رَسُولَ اللَّهِ جَاهُكَ بَنِي
إِذَا الْكَرِيمُ تَجَلَّى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

رتبہ تو کم نکر دو یا شفع المذنبین | چونکہ انتقم جلوہ ہر در یوم دیں

دار عالمیہ۔ لن یضیق نفی نوکد بن۔ حقیق تنگ ہونا۔ رسول اللہ خدا تعالیٰ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم اطہار شوق و استعطاف کے لئے ہے۔ جاہ و جاہت۔ مرتبہ۔
کاف خطاب۔ بنی یا بسبیہ یعنی میری شفاعت کی وجہ سے آپ کا رتبہ کم نہ ہوگا۔
اذ الکرمیہ اذ شرطیہ ظنیہ کو یہ سخی۔ بزرگ۔ باذل بتجلی فعل ماضی۔ بمعنی انکشف۔
تجلی روشن ہونا۔ در صل التجلی تمہا بضم لام مشدود وزن التفعّل جب غمہ بوجہ
ثقات یاد سے گر گیا۔ تو ضم لام کو کسر سے بدلا گیا۔ مناسبت یا کے لئے کسرہ خت
یا کا ہے۔ اور نیز بایہ ساکن کا ماقبل مضموم کلام عرب میں پایا نہیں گیا۔ الاعلی
الشدود والذہج۔ اور یہ مطرد ہے مثل ثنی تثنی اور تسلی وغیرہ کے لئے باسم
منتقم اسم اس جگہ بمعنی صفت۔ منتقم انتقام لینے والا جاہ کو میدان سے اور کمی
درجہ کو تنگی سے تہیہ گی۔ اور جاہ سے مراد اجازت شفاعت ہے بعض نسخوں
میں تجلی بجائے مملہ بمعنی انصف ہے۔ محارہ ہے۔ تخلت المرأة۔ عورت نے
زیور پہنا اور ہار سنگار کیا۔

ترجمہ ۱۔ جب اوند کریم قیامت کے دن منتقم کی صفت میں جلوہ گر ہوگا۔ تو حضور
(علیک السلام) میری شفاعت کرنے میں آپ کا مرتبہ علیا و شان اعلیٰ کم نہیں ہو سکتا
تشریح۔ یعنی اگر میں حضور علیہ السلام کی شفاعت سے ہر باب ہوں۔ تو اس میں

حضور علیہ السلام کی شانِ الایم کوئی کمی نہیں آئے گی۔ یہ شعر نہایت خلاص محبت کا پتہ دیتا ہے۔

چہ کم گردد لے صد فرزند پئے ز قدر رفیع بدر گاہ نئے
کہ باشند شش گدایان خیل بہمان دار سلامت طفیل

آدم باہمہ آلاش
منتظر بخش و بخشا

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرْفَهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ

(۱۵۵)

ایں جہاں آں جہاں ز بحر جودت علم از علوم تست علم لوح و قلم علم قلم
فأشعر ما سبق کی دلیل ہے۔ من یعنی بعض ہے۔ جود بخشش ضرورتاً بعض
سوت۔ سوکن۔ انباغ۔ مراد عالم آخرت۔ ضرفہا کی ضمیر ارج ہے دنیا کی طرف گیا
دنیا اور آخرت ایک شوہر کی دو زوجہ ہیں۔ جو فطر ثابا ہم مخالف ہیں۔ ومن علومك
واو عطف من بعضیہ۔ جمع علم۔ کات خطاب۔ علم اللوح والقلم سے مراد معارف الہی ہے
لوح کتاب مبین جس کی عظمت لطافت الفاظ و حروف کا عقل اندازہ نہیں لگا سکتی
لوح چار ہیں۔ لوح قضا جس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ لوح عقل۔ لوح
قدر۔ لوح نفس جس میں ہر ایک چیز جو اس جہاں میں ہے۔ اُس کو شکل و مقدار کے
ساتھ لکھا گیا ہے۔ قلم وہ چیز ہے جس کو خدا تعالیٰ نے سب جمیاتی پہلے پیدا
کیا۔ اُس نے ہر ایک چیز کو لکھا۔ میر خیال میں قلم سے مراد امر اللہ تعالیٰ ہے۔

تو سمجھا۔ آپ ہی کی بخشش سے دنیا اور اُس کی سوت (آخرت) معرض وجود
میں آئیں۔ اور لوح و قلم کا علم! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم کا ایک جزو ہے۔
تشریح مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا رتبہ نہایت بلند ہے۔ ہر دو عالم
حضور علیہ السلام کی ذات اقدس کے طفیل ظہور میں آئے۔ اشارہ ہے حدیث قدسی
لولا انما اظہرت الربوبیۃ کی طرف یعنی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود نہ ہوتا
تو میں اپنی ربوبیت کا اظہار نہ کرتا ممکن ہے کہ بعض کوتاہ فہم لوگ اس شعر پر کچھ چینی
کرنے لگیں۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہئے۔ کہ حضرت ناظم علیہ الرحمۃ نے نہایت صحیح طور
پر مذہب جمع علیہ کو بیان کیا ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا وجود علتِ افریش ہے
اور تمام افراد کائنات کا منبع ہے۔ اور یہ مضمون حدیث مسند عبد الرزاق میں بڑا
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے۔

تو اصل وجود آدمی از نخست و اگر ہر چہ موجود شد فرع تست
طالب علموں کے لئے اس شعر کو با وضو گیارہ دفعہ پڑھ کر امتحان میں بیٹھنا کامیاب
کرتا ہے۔

يَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِي مِنْ زَلَّتْ عَظَمَتُ
إِنَّ الْكِبَارِثَ فِي الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ

ہاں مشو نو مید از غفران عظیم خور باشد یا کلاں کسای است عفو کرم
یا نفس۔ یا نداء نفس کے کئی معنی ہیں۔ بدن۔ روح۔ خون۔ وجود خاص۔
بعض نے لکھا ہے کہ نفس وہ چیز ہے جس کی طرف ہر ایک شخص فقط آنا میں کے

ساتھ اشارہ کرتا ہے۔ اس کی صفیں امارہ۔ کوامرہ۔ ملہرہ مظہرہ میں نفس کو اگر
مرفوع پڑھا جائے۔ تو منادے مرفوع ہے اور اگر مکسور پڑھا جائے۔ تو یہاں یاے
منکلم مخدوف ہوگی اور نفس مؤنث سماعی ہے چنانچہ خطاب بھی اُس کی طرف بصیغہ
مؤنث خطاب کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں۔ **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ
الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۖ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۖ وَادْخُلِي
الْجَنَّةَ ۖ لَا تَقْنَطِي صَيْغَةُ نَهْيٍ وَاعْدُوْهُ ثَقُوتٌ ۖ قَنَطٌ ۖ قَنُوطٌ نَّامِيْدٌ هُوَا ۖ مِنْ ذَلِكِ
مَنْ سَبِيهٍ ۖ ذَلِكِ الْغَرَضُ عَظَمَتْ فِعْلُ مَضِي ۖ ضَمِيرُ اسْ كَا زَلَّةٌ كِي طَرَفٌ رَاجِعٌ هِيَ عَظَمَتْ
بِزُرْگِي ۖ كَبَاؤُ جَمْعُ كَبِيْرٍ ۖ مَرَاوْنَاهُ كَبِيْرٍ ۖ اَوْ رُغْنَاهُ كَبِيْرٌ يَهِي ۖ شَرَكُ الْبَلَاءِ قَتْلُ نَفْسٍ غَيْرِ
حَقِّ كَيْسِي پاك اِن عورت كو اتھام لگانا ۖ زنا كرنا ۖ لشكر اسلام سے بوقت جنگ
كفار كے مقابلہ سے بھاگ جانا ۖ جادو كرنا ۖ یتیم كا مال ظلم سے كھانا ۖ مسلمان الدین
كي نافرمانی واری ۖ صغیرہ گناہ پڑھنا ۖ چنانچہ کسی صاحبِ نظم میں لکھا ہے ۛ**

ہتھہ جرم اکبر اندر شمع داں	زراں کباڑ چار ازل ہست خواں
شرکِ نیت وائم اندر معصیت	ایتنی از قہر و یاس از مغفرت
در زباں چار است قذوٰتِ محصین	سحر و کذب اندر شہادت ہم پیش
در شام سہ شربِ خمیر ۛ اکل ربوٰ	اکل تال بے پدر ہست از جفا
شد لوطیت ہم زنا از شر مگاہ	قتل و سرور فعل دست است از گنا
ہرب حرب کا فزاں بیشک شین	جرم جسم مد عقوق والدین

عَفْرَانِ نَجَشْنَا ۖ اَللّٰمَہُ بفتحین لغزش اور گناہ کی طرف میلان کرنا ۖ گناہ صغیرہ ۛ
تو جمعہ ۛ اے نفس! اس خیال سے کہ تیرے گناہ بڑے ہیں ناامید ہو کیونکہ

مغفرت کے لئے گناہ کبیرہ کیا اور صغیرہ کیا ۛ ہر دو برابر ہیں ۛ
تشریح ۛ دریائے بخشش کے آگے چھوٹا بڑا گناہ دو توں برابر ہیں ۛ
دخ ہے گروسیع تو رحمت وسیع تر لَا تَقْنَطُوا جَوَابٌ سَہْلٌ مِنْ مَعْدِنَا
خداوند تعالیٰ اپنے گنہگار بندوں کو پہلے ہی یہ خوشخبری سنا چکے ہیں ۛ اِنَّ اللّٰهَ
يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَجْزِي الْعَذَابَ ۖ خداوند تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے ۛ

(۱۵۴) لَعَلَّ رَحْمَةً رَبِّي حِينَ يَقْسِمُهَا
تَأْتِي عَلَى حَسَبِ الْعَصِيَا فِي الْقِسْمِ

بچوں کو تقسیمِ رحمت اخدائے مہرباں ہر کے مثل عصیان نشہ بہرہ ازاں
لَعَلَّ تَرْجِي اَوْ تَحْقِيقُ كے لئے آتا ہے یہاں تحقیق کے لئے ہے ۛ رحمۃ مہربانی کرنا
دب پرورش کرنے والا ۛ یاے منکلم ہے ۛ حین وقت ۛ یقسم کی ضمیر فاعل ب کی طرف
اور ہا کی ضمیر مفعول رحمت کی طرف راجع ہے ۛ قسمت بانٹنا ۛ تَأْتِي صیغہ مضارع مؤنث
ایتان آنا ۛ مراد نازل ہونا ۛ حسب اندازہ ۛ عصیان گناہ انقسم جمع قسمت بمعنی حصہ ۛ
تو جمعہ ۛ اس میں شک نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ جب اپنی رحمت کو تقسیم کرے گا ۛ تو
رحمت گناہگاروں کے حصہ میں بقدر گناہ آئے گی ۛ

تشریح یعنی جس قدر کسی شخص کے گناہ ہوں گے ۛ اسی انداز سے رحمت کا استحقاق ہوگا
زیادہ گناہگار زیادہ رحمت کے مستحق ہوں گے حافظ شیرازی فرماتے ہیں ۛ
نصیب است بہشت اے خدا شناس رو
کہ مستحق کرامت گناہ گار ہست

يَا رَبِّ فَاجْعَلْ رَجَائِي غَيْرَ مُنْعَكِسٍ
لَدَيْكَ وَاجْعَلْ حَسَابِي غَيْرَ مُنْخَرَمٍ

(۱۵۸)

اے خدا از در مراں محروم امیدم! اے غمناک بے بر تو دارم از گناہ محفوظ دار!

یادِ رب در صل یادِ بنی تھا۔ فاجعل میں فاء فصیحہ ہے۔ بعض نسخوں میں داو سے اگر فاء فصیحہ ہوگی تو یہ معنی ہونگے کہ جب تو بحسب گناہ رحمت تقسیم کریگا۔ پس میری امید کو رد نہ کرنا۔ اور داو کی صلوٰۃ میں معطوف علیہ مخدوف سمجھا جائے گا یعنی یا رب بحق رجائی میری امید کو پورا کر اور میری امید کو رد نہ کر۔ رجاء بالقصر المدد و بفتح الراء المہملۃ یعنی امید۔ منعکس الٹا برعکس۔ انعکاس الٹا ہو جانا۔ لدی نزدیک۔ کائن خطاب۔ حساب شمار کرنا۔ گمان کرنا اور انتظار کرنا۔ منخرم مشتق انخرام سے قطع ہونا۔ غیر منخرم غیر منقطع یعنی ثابت۔ کارآمد۔

ترجمہ ۱۔ اے میرے خدا! میری امید کو جو تجھ سے وابستہ ہے۔ رد نہ کر اور میرے یقین کو جو تیری رحمت کے متعلق ہے منقطع نہ فرما۔

تشریح۔ حسابی سے مراد حسن ظن ہے۔ جو بارگاہ ایزدی میں بمنزلہ یقین ہے۔ خدا! میرے یقین کو شک سے مُبدل نہ کر۔ اس کو مرتبہ حق یقین عطا کر۔ منخرم و فتر شاہی کی اصطلاح ہے۔ وہ فرد حساب جو غلط ہوتا ہے اور بد تصحیح اُس کو دوسرے کا غد پر نقل کیا جاتا ہے اور غلط فرد کو پھاڑ دیا جاتا ہے۔

معفرت دارم امید از لطف تو زانکہ خود فرمودہ لا تقنطوا جو شخص کسی عہدے یا منصب جائز کا امیدوار ہو اس شعر کو ہر نماز کے بعد پانچ دفعہ پڑھے۔

وَالطُّفُ بِعَبْدِكَ فِي الدَّارَيْنِ إِنَّ لَهُ
صَبْرًا مَّتَى تَدَاعَى الْأَهْوَالُ يَنْهَزِمُ

(۱۵۹)

در عالم طُف کن بر بندہ خود اے! مے گریز و صبر چو آل بدش رخ و بلا

و اور عارفہ ہے۔ طُف مہربانی کرنا۔ احسان۔ باصلہ الطف۔ عبد غلام۔ فی جا دارین مجرور تشنیع وار۔ دو جہان۔ اِن حرف تاکید۔ لہٰ خیر مقدم۔ کا کی ضمیر عبد کی طرف۔ صبر شکیبائی۔ اسم اِن کا ہے۔ مَتَى کلمہ شرط۔ تداعی عین مضاارع مخاطب واحد۔ دعوة بلانا۔ تداعی کی ضمیر مفعول صبر کی طرف اِبع ہے۔ الاھوال جمع ہول۔ خوف۔ دعوة الاھوال مراد نزول بلیات و مصائب۔ ینھزم صیغہ مضارع۔ انھزام بھاگ جانا شکست کھانا۔ اور ینھزم مجزوم بجواب ممتی مجرور بضرورت شعری۔ توجہ ۱۔ خدایا! دونوں جہان میں اپنے بندہ پر مہربانی کر۔ کیونکہ اس کا صبر ایسا کمزور ہو گیا ہے۔ کہ جب مصیبتیں اُس کو مقابلہ کے لئے بلاتی ہیں۔ تو وہ اتنا مقابلہ نہ لاکر بھاگنے لگتا ہے۔

تشریح۔ خدایا! مجھ میں تاب تحمل مصائب و تکالیف نہیں ہے۔ مجھے مصائب میں تزلزلہ کرتیرے لطف و کرم کے سوانہ تو زندہ رہ سکتا ہوں۔ اور نہ نجات پا سکتا ہوں۔ الغرض نہایت مصیبت زدہ اور بے کس قابلِ رحم ہوں۔ اس شعر کو ہر نماز کے بعد پانچ دفعہ پڑھنا اندوہ و مصیبت کے واسطے باعث تسکین ہوتا ہے۔

(۱۶۰) **وَإِذْ نَسُحِبْ صَلَوةً مِنْكَ دَائِمَةً
عَلَى النَّبِيِّ بِمَنْهَلٍ وَمُنْجِمٍ**

حکم فرما بر فضل خوش ابر مصطفیٰ دایمہم ہمارے روز و شب آپ صفا

و ادو عاطفہ۔ اِذْ ذَنْ صِبْغۃ امر۔ اذن اجازت دینا۔ نَسُحِبْ بالضم جمع سحاب بال
صلاۃ رحمت۔ مِنْكَ صفت صلوٰۃ ہے یعنی وہ رحمت جو تجھ سے مخصوص ہے۔ دَائِمۃ
ہمیشہ رہنے والی۔ صلوٰۃ کی صفت ہے۔ عَلٰی النَّبِیِّ متعلق صلوٰۃ کے ہے۔ یا ذِکْرُ الثَّ
کے۔ بِمَنْهَلٍ بایں اساق۔ منہل برسنے والا۔ اھلال بارش کا برسا۔ و ادو عاطفہ۔
عطف بمنہل۔ مَسْجِم اسم فاعل از انجھام بروزن افعال یعنی پانی کا چلنا۔
بمنہل و منجم متعلق اِذْ ذَنْ کے ہے۔

ترجمہ: خدا یا! اپنی دائمی رحمت کے بادلوں کو حکم دے کہ حضور علیہ السلام
پر برہق برستے رہیں۔

تشریح: خدا تعالیٰ کی رحمت کو سحاب سے اور کثرت رحمت کو لگاتار بارش سے
اور عموماً رحمت کو عالمگیر بارش سے تشبیہ کی گئی ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَحْبَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَبْرَارِکَ وَسَلِّمْ
بعد قطرات الامطار وبعد ما خلق فی البحار وبعد اوراق الاشجار و
بعد دھل انقفار۔ وبعد دما اظلم علیہ لیل و ما اشرق علیہ النہار حضور صلی اللہ
علیہ وسلم پر درو شریف کا پڑھنا آپ کے لطف کرم کو زیادہ کرتا ہے اور قیامت کو جو جب
شفاعت ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک

دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل کرتا ہے۔
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَدَائِمًا اَبَدًا عَلٰی نَبِيِّكَ خَيْرِ اَنْبِيَآءِ كُلِّھِم

(۱۶۱) **وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِينَ لھُمْ
اَهْلُ التَّقٰی وَالتَّقٰی وَالْحِلْمِ وَالْکَرَمِ**

نیز براہِ اولاد و صحب و تابعین براہِ صحابہ ہر کیے نشانِ حکم جو دو تقویٰ آفتاب

و ادو عاطفہ۔ عطف النبی پر ہے۔ ال اصل میں اھل تھا۔ ہا کو ہمزہ سے
بدلا گیا۔ آل ہو گیا۔ آل النبی کل من تبعہ دینہ۔ اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو آپ کے
دین کا تابع ہو۔ صحب صحابہ صاحب وہ اہل سلام لوگ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے فیضِ صحبت سے مستفیض ہوئے۔ یہاں مراد عامہ صحابہ علیہم الرضوان ہے۔ تابعی وہ
مسلمان جو حضور علیہ السلام کے صحابہ سے ملا ہو۔ تقی یا ضم تقوٰی۔ گناہوں کو بچنا
تقی گناہوں سے پاک ہونا بعض نسخوں میں فنی جمع لھفیر یعنی عقل و حکم کے ہے اور
بجائے اھل التقی کے اھل النھی ہے۔

ترجمہ: خدا یا! حکم دے کہ رحمت دائمی کے بادل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
آل اور صحابہ اور تابعین (علیہم الرضوان) پر جو پرہیزگار اور پاکباز اور صاحب
علم و کرم تھے، برستے رہیں۔

تشریح: درود شریف بھیجتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ و
اولاد و ازواج مطہرات کو بھی شال کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ فقط صلوٰۃ کے ساتھ لفظ
سلام کا لانا ضروریات سے ہے۔ حدیث میں صلوٰۃ بے سلام کو ناقص و دُورِ یَدِہ

فرمایا ہے :

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَالْإِصْحَابِ وَأَخْبَائِهِمُ أَهْلَ بَيْتِهِ
عِزَّتِهِ وَعَشِيرَتِهِ وَاتِّبَاعِهِمُ أَجْمَعِينَ آمِينَ *

مَا رَحَّتْ عَذَابَاتُ الْبَانِ رِيحُ صَبَا
وَاطْرَبَ الْعَيْسُ حَادِي الْعَيْنِ بِالْغَمِّ

تاؤرو باد صبا بر شاخہائے سر و پاں | تا شتراد طرب آرد عیسے را پاں

ماظر فیہ ہے یا مصدیہ۔ رخت فعل ماضی۔ توفیق شریک انسان کو مست کرنا۔
یہاں مجازاً تحریر کیے امالت مراد ہے۔ عذابات جمع عذابہ تفلح مفعول رخت کا
کئے۔ بان ایک رخت کا نام ہے۔ ریخ صبا اضافت لمبوتے خاص۔ براد باد صبا
جو مشرق سے آغاز بہار میں چلتی ہے۔ اطرب صبیحہ ماضی۔ اطراب خوشی میں لاتا۔
عیس جمع اعیس یا عیسا۔ سفید اونٹ یا اونٹنی جو مائل بسرخی ہو۔ حادی اونٹ
چلانے والا۔ حادی وہ راگ جو اونٹ چلاتے وقت گاتے ہیں۔

ناقد راے را ندلیلی سوتے منظر نگاہ خویش

سارباں در راہ خدائے میگفت مجنوں میگرمیت

نغمہ جمع نغمہ عربی کا دستور ہے۔ کہ جب اونٹ کو لاد کر چلتے ہیں۔ تو ایک قسم کا راگ
گایا کرتے ہیں جس سے اونٹ مست ہو جاتے ہیں اس راگ کو حادی اور گانے والے کو
حادی یعنی حادی خواں بولتے ہیں۔ عربی کہتا ہے۔

نوار تلخ ترخے ن چو ذوق نغمہ کم یابی | حادی را تیر ترخے خواں چو محل را گراں مینی

ترجمہ :- باران رحمت خدا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آل و اصحاب
اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر اس وقت تک برستا ہے۔ جب تک
کہ باد صبا درخت بان کی ٹہنیوں کو ہلاتی ہے۔ اور حادی خواں سواری کے اونٹوں
کو اپنے سر پر نغموں سے سرور میں لاتا رہے۔

تشریح :- شعر کا دستور ہے کہ دُعا کو ایسے امور سے جو قانون قدرت میں
جاری ہوں۔ معلق کیا کرتے ہیں۔ اور اس سے دوام مقصود ہوتا ہے۔ کیونکہ
جب تک نیا قائم ہے۔ باد صبا چلتی رہے گی۔ اور باد صبا کے چلنے سے ٹہنیاں
جھومتی رہیں گی۔ اور اونٹ حادی خواں کے نغمہ پر وجد و سرور میں آتے رہیں گے۔
یعنی جب تک نیا قائم ہے۔ خدائے رحیم کی رحمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اور آل و اصحاب اور تابعین سب پر نازل ہوتی رہے۔
اصلین ثناء امین *

اس شعر پر قصیدہ بودہ ختم ہو گیا ہے اور اکثر نسخوں میں بھی یہی اشعار ہیں
اور مضمون کے لحاظ سے بھی یہی شعر خاتمہ کا ہے۔ کیونکہ شعر مار تخت الی آخر ظاہر
کرتا ہے کہ مضمون ختم ہو گیا ہے۔

بعض نسخوں میں مندرجہ ذیل اشعار بھی لکھے ہوئے ہیں۔ جو صاف طور پر الحاقی
معلوم ہوتے ہیں۔ اور کسی بزرگ نے بعد میں ایزا د کئے ہیں۔ کیونکہ دونوں کی زبان
الگ الگ ہے۔ لیکن چونکہ یہ اشعار مندرجہ عا ہیں اس لئے میں ان کو بھی اس
خیال سے کہ یہ دُعا ہے۔ درج کرتا ہوں۔ کیونکہ قصیدہ کے بعد انسان جو جائز دُعا
مانگنا چاہے مانگ سکتا ہے۔ اور نیز پہلے شعر ثمر الوضائع ابی سبکو الخ کا مضمون

تہ ناظم علیہ الرحمۃ کے شعر والال والصحبتہم التابعین لہم الخ میں آچکا ہے پھر
اعادہ کی ضرورت نہیں تھی۔ میں ان شعروں کو ایک جگہ مختصر طور پر شکل لفاظ کی
شرح کرتا ہوں :

ثُمَّ الرِّضَاعَنَّ ابْنِي بَكْرٍ وَعَنْ عُمَرَ
وَعَثْمَانَ وَعَنْ عَلِيٍّ ذَوِي الْكِرَامِ

(۱۶۳)

نیز از شغل کرم خوشنودا بش اے کردگار از ابو بکر و عثمان و جبریل و یار

فَاغْفِرْ لَنَا شِدْهًا وَاغْفِرْ لِسَامِعَهَا
لَقَدْ سَأَلْتُكَ يَا ذَا الْجُودِ وَالْكَرَمِ

(۱۶۴)

بخش جرم کا توبہ قاری سامع اے! مے کم از تو سوال اسے صاحب جود و عطا

وَلَوْ اِلَيْكَ وَمَا خَلَفْتُ مِنْ خَلْفٍ
وَالْمُسْلِمَيْنِ مِنَ الْعُرَبِ اَنْ وَالْعَجَمِ

(۱۶۵)

والد نیم را بہ بخشا نیز اولاد مرا ہم مسلمانان عالم لطیف مصطفیٰ

فقر بمعنی باز پھر۔ بعد۔ یحزین عطف کا ہے۔ ترتیب کے لئے آتا ہے۔ جیسا کہ آیت
ہیں۔ جاء عندی زید و عمر میرے پاس زید اور عمر آیا یعنی پہلے زید آیا اور اس کے
بعد عمر آیا۔ ایسا ہی اس شعر میں ہے۔ پہلے عجا بن پرورد و تھا۔ اس کے بعد ان کیلئے
خوشنودی خدا تعالیٰ کی مانگی گئی۔ اور کبھی شعر کے بعد زیادہ کی جاتی ہے۔ اور

شہر لکھا جاتا ہے۔ رضا خوشنودی علم تصوف میں ایک منزل ہے۔ کہ وصل باللہ اپنی
تمام خواہشوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم و فعل پر بہر حال راضی ہوتا ہے۔
کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ اور فعل الحکمہ لا یخلوا عن الحکمۃ
جو کچھ وہ اپنے بندوں کی نسبت حکم کرتا ہے۔ وہ حالت میں قرین مصلحت بلکہ عین مصلحت
ہوتا ہے۔ فاغفر فانتیجہ ہے۔ اغفر صیغہ امر غفر مصدر بمعنی پوشیدہ کرنا بخشنا غفران
حاصل بالمصدر بخشش۔ چونکہ بخشش سے گناہ معدوم ہو جاتے ہیں اس لئے اصل معنی
(پوشیدہ کرنے) سے بخشش کو ایک نسبت، ناشد صیغہ ہم فاعل نشید رفع بصوت۔ انشاء شعر کا
پڑھنا۔ سامع صیغہ فاعل ہے۔ سمع سننا۔ ہا ضمیر ناشد ہا اور سامع ہا کی قصیدہ یا
اشعار کی طرف ہے۔ سئل صیغہ ماضی متکلم۔ سوال مانگنا۔ چاہنا۔ بعض نسخوں میں
قادر ہے۔ نیز زیادہ فصیح ہے۔ کیونکہ اکثر ان معنوں میں باب فاعل انشاء مستعمل ہوتا
ہے۔ مَنشَد شعر پڑھنے والا :

الحمد لله والثناء له شرح قصیدہ شریف بوقت سبب باجتماع سید

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَيْرِ خَلْقِهِ

مُحَمَّدٍ وَآلِهِ اَصْحَابًا وَاَهْلَ بَيْتِهِ جَمْعِينَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَحْمَدَ الرَّاحِمِينَ ۝

صَوْمًا قَرِيبًا بِإِلَاحِ الصِّيدِ الْمَوْلَى الصَّغِيرِ عَلَى الرَّحْمَى الْمَدْرَسِ الْعَرَبِيَّةِ بِبَلَدَةِ كَاهُو عَلَى الطَّبَعِ الْأَوَّلِ

حمداً لك يا مَنْ مَنَّ عَلَيْنَا بِبَيْتِ الرِّحْمَةِ فَازَاحَ بِهِ الْعِلَّةَ وَالرَّحْمَةَ بَعَثَ
إِلَى الْأَحْمَرِ الْأَسْوَدَ فَمَا زَالَ اشْتَقُّ مِنَ الْأَسْعَدِ حُجَّةَ اللَّهِ عَلَى الْعَالَمِينَ
سُنْدَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ الَّذِي كَانَ نَبِيًّا وَأَدَمَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطَّيْنِ
ثُمَّ جَاءَ فِقَامُ يَدْعُو كَافَّةَ الْبَرِيَا إِلَى مَنَاجِرِ الدِّينِ فَهُوَ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَى
الْخَلْقِ مَبْشِرًا وَنَذِيرًا فَهَذَا هَمُّ إِلَى سَبِيلِ السَّلَامِ دَعَايَا وَسِرَاجًا مَنِيرًا
مُحَمَّدٌ كَا زَلْ تَابِدَ هَرَّ جِهَتِ بَارِئِشِ نَامِ أَوْ نَقَشِ بَسْتِ
عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَطِيبَ بَصُلُوتٍ وَازْكَلَهَا وَأَسْنَى التَّحِيَّاتِ أَعْلَاهَا
أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ طَالَعْتُ هَذِهِ الصَّحِيفَةَ الشَّرِيفَةَ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا
فَوَجَدْتُهَا بِحُورٍ أَتَزَلُّ أَقْدَامُ الرَّاغِبِينَ بِزَاخِرِهَا وَبَعْمَرَى أَضَادِهَا
مَكْنُونٍ أَوْ فَلَكَ مَشْحُونٍ فَلِلَّهِ دُرُّ الشَّارِحِ النَّبِيلِ صَدَقْنَا الْفَاضِلِ
الْمَجْلِيلِ الْمَوْلَى مُحَمَّدَ عَبْدَ لِمَانِكَ نَاظِمَ أَدَامَةِ الْمَالِيَةِ بَعْدَ أَعْمَتِهِ
دَوْلَتُهَا وَالْفُورِ صَانِهَا اللَّهُ تَعَالَى عَنْ أَفَاتِ الدَّهْرِ حَيْثُ أَتَى بِمَا يَجِبُ
فَقَوْلُ الْفَصِيحَاءِ وَقُرُومِ الْبُلْغَاءِ بِالْفَائِظِ رَائِقَةٍ وَمَعَانٍ نَائِقَةٍ طَاوِيًا
كُنْتُ عَنْ الْإِيحَا زَا الْمَخْلُ وَالْأَطْنَابِ الْمَمْلُ فِجَاءَ مُحَمَّدِ اللَّهِ عَلَى مَا
تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ الرِّقَاقِ الْخَوَاشِي بِرِيَّائِ مِنَ النِّقَاصِ وَالْغَوَاشِي

اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْهُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ فَإِنَّ رَابِعِي بِذَلِكَ رِضَاكَ وَأَشْرَحُ بِرَسُولِكَ الْكَرِيمِ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَالسَّلَامُ
نَمَقَّةً أَجْقَرُ عِبَادَ اللَّهِ الْوَلِيَّ الصَّغِيرَ عَلَى عَهْدِ اللَّهِ عَنْهُ

كُلِّ ذَنْبٍ خَفِيَ وَجَلِيٌّ

٣ جمادى الثاني ١٣٢٢ هـ

نعت حضرت روضہ کائنات فخر موجوات جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم

از مؤلف شرح قصیدہ بردہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے برزودہ! بر عرش بریں نقش قدم
اے فخر بذات تو کھنڈید عرب
مشاطہ تقدیر لعل حسن تو آریست
سرخیل رسل تافلہ سالار نبوت
فطرت بشر انوئے اندیشہ نهد سز
پائے تو بخاکیکہ نهد، نقش قدم را
ہر گاہ کہ تصور بادب دست تو بود
آنکس کہ بانکار به پیشیت، علم اخراست
جز کلمہ توحید نیاید به کینت لا
پا برزدی بر کوہ زر از عمت عالی
عدل تو علم چرب چو کوہ از رگ ظالم
آں کس کہ گل روضہ خضرے تو بود

وز نام تو، علم ازلی لوح و سلم را
وے نام ز بنام تو، اقلیم عجم را
تا هست تماشا کند حسن عدم را
بر منزل توحید رسانید اُمم را
تا جلوه به بیند از حدت تو، قدم را
صد مرتبہ تعظیم بیا فرود، قسم را
آرام زہر گونہ دہد در دوا کم را
انگند پائے تو، نگو سار، علم را
سائل شنیدہ ز تو، جز لفظ نعم را
از سنگ بیارستہ، پہاؤے شکم را
در آب فرو رنجست، آیین ستم را
فارغ کند از مشک حق، قوت شتم را

در بیشہ بنام تو پناہ جست، اگر کن
نطق تو، بہر جا کہ بریزد، دُر معنی
ہنجا کہ رسل، لرزہ بر اندام فتاد
اے فخر رسل! جز تو پناہ بیکہ جویم
افتادہ بتا ریکی شریکے مصائب
ز عجز نقش، لطف تو درد من صبرا
تا نور وجود تو، بافاق جہاں، دیت
شانت، چو نگہبانی اُمت، ز ازل بود
اے شمع بشاشت! کہ بہنگام تبستم
نام تو بود، زینت آئینہ دل با
کعبت است گواہم، کہ کنی عفو و رحم
نصرت بادب، پائے رکاب تو ہو سید
قصائے مقام تو، ز اندیشہ بلند است
گسترده بانیان سخاوان نعم را
تبدیل کند لطف تو، ماہیت اشیا
شاہاں، بسرخاک رت، سجدہ، نشا
زود است ہمد گردن و پیش خم تنیع
از طول قیام تو، بر کعاست نوافل
پائے تو بہر جا کہ رسید از سر حمت

بر پائے خود، انگند، سر شیر انجم را
از معنی خود، نیز کند، گوش اصم را
ترویج دہد لطف تو، آیین کرم را
چون چرخ نهد، ہر سرم، آفات عثم را
برگیر، با لطف کرم دست نرم را
سر سبز کند، یار و گر، بارغ ارم را
آراستہ اخلاق تو، عادات و شیم را
ز اں، با تو بطفلی، بسپرد، غنم را
شرمندہ کند، درد دمانت، دریم را
زینت کہ بقیمت بود از نقش، درم را
بر حال نکو ہیدہ گستاخی، دم را
ہر جا کہ کشیدی علم حیل و شتم را
رہ نیست باں مرتبہ، فی کف ز کم را
افزودہ بانگشت کرم، تو شہ کم را
تفسیر کند، ذوق تو، آلودہ ستم را
ایں تہ، میسر نہ شد، اسکند و حیم را
ہر کس کہ گردن نہ دہد پیش تو، خم را
پائے تو بیا فرود، بصد شوق، ورم را
دست تو شفا داد، گرفتار سقم را

چشمان من از غم بر خیم، آشک بیزند
 هر گز نتوانم تبلیغ تو، تالیف قلوب است
 نورست وجودت که بیک بخشش مرگ
 اے محبت عالم! بیک نعره توحید

چین از رخ من، بهر کرم، شبنم نم را
 تبلیغ تو، تبدیل کند، نفرت و رزم را
 طے کرد مقامات فلک، او حرم را
 در بیت کد با، کرد، بگو نسا و صنم را

بر درگاه تو صادق، آورد پیایه
 بنواز، بالطف، در افتاده عشم را

تاریخ طبع از قافی زمان شاعر اعجاز بیبا
 علامه الدهر مولوی حاجی احمد خاں صاحب مولوی منسل و منشی فاضل
 پیر و فیصدیق ایچرٹن کلج بہاول پور

علامہ عبدالملک، کردہ گہر، مانسک
 آن فاضل عالی ہنم، آن شاعر، جادو و رقم
 آل ماہر، خیر، چون کرد، ہر گز، تبلیغ
 از بہر عشاق، نبی، بس، رقم، مانسک، مختفی

شرح مفصل مستند، ہر فقرہ، کردہ عیا
 از خامہ عرفان، رقم، کردہ حقیقت، بیبا
 آمدند از عرشیاں، شد، درک، یا فلا
 و شرح خود، کردہ، چلی، آن عارف، و رزما

حاجی چو بخت، قدسیان، تاریخ، شرح، در فشاں
 مطبوع شد، شرح، قصید، بردہ، شد، تاریخ، آن
 ۵۹ ۵۰ ۱۳

تاریخ طبع از حضرت فاضل و ران شاعر شیریں زبان
 مولوی سلامہ اللہ صاحب رئیس چک عمر ضلع گجرات

کرد کوشش، بے بشام و سحر
 صاحب علم و فضل، در عالم
 شرح بود، کاشف، کرد، رقم

حضرت مولوی ابوالبرکات
 مالک جود و بخشش، خیرات
 اندرین وقت، اشرف، اوقات

کتاب شائق نوشت، تاریخش
 شرح، تالیف، معدن، برکات
 ۵۹ ۵۰ ۱۳

تاریخ طبع از عطار در قسم مافی قلم
 مولوی نور احمد صاحب خطیب جامع مسجد امین آباد

حضرت والا جناب مولوی عبدالملک
 نور احمد، حبیب، سال، طبع، این، نعم، کتاب

کرد، تصنیف، این، کتاب، مستطاب، حفظ، جان
 زور، رقم، تالیف، شرح، بردہ، عمدہ، سال، آن
 ۵۹ ۵۰ ۱۳

اعلاطنامہ کتاب حسن الجردہ فی شرح القصیدۃ البرزخ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
خطیبہ				۱۸۸	۱	مُنْقَضَة	مُنْقَضَة
۴	۱۱	اس کی شرح	اس شرح	۹۰	۵	ابراہم	ابراہم
۸	۱۰	مُسْتَلَم	مُسْتَلَم	۹۱	۲	ابراہم	ابراہم
۱۳	۱۰	دینار	دینار	۹۱	۱۶	اباہیل پرندے	گرودہ درگروہ پرندے
شرح				۹۲	۱۴	ریزہ تبسج گریاں	ریزہ تبسج گریاں
۱۳	۲	غنم	غنم	۹۵	۹	آبد نواں	ہر یک نواں
۱۳	۱۳	فَاَسْرَقْنِي	فَاَسْرَقْنِي	۹۸	۱۴	مُضَا بَطْرُ طَيْسٍ	مُضَا بَطْرُ طَيْسٍ
۱۳	۱۴	میں بیدار ہو گیا	مجھے بیدار کر دیا	۱۰۴	۹	اسوار ہوئے	سوار
۱۶	۱۵	چغل خور	چغل	۱۰۹	۹	عَلَى السَّيْلِ	عَلَى السَّيْلِ
۲۶	۱۵	معنی شرط ہیں	معنی شرط	۱۲۱	۱۴	آلہ وسلم نے	آلہ وسلم نے
۲۷	۱۵	یہاں تک کہ	یہاں تک کہ	۱۲۵	۳	زمانہ ہے	زمانہ
۴۲	۱۷	جماعت صحابہ کے	جماعت صحابہ کے ساتھ	۱۲۶	۹	فرد پر	فرد پر
۵۳	۱۷	اشارہ حدیث	اشارہ بحديث	۱۳۶	۹	نہیں ہوگی	نہیں ہوگی
۶۱	۵	از قریب وہم لبید	ہر قریب وہم لبید	۱۴۵	۱۳	عمم	عمم
۶۱	۸	مکانی دونو	مکانی دو نومرا دہیں	۱۴۹	۶	مستم بالشان	مستم بالشان
۶۱	۱۷	کمالات	شان کمالات	۱۴۹	۹	معنی میں ہے	معنی میں ہے
۷۶	۱۵	نذرا	انذراس	۱۵۱	۹	کونسی	کونسی
۷۹	۱۱	بلال بن علقمہ	بلال بن علقمہ	۱۵۱	۱۸	دوسرے	دوم
۷۹	۱۱	سعد نے بلال کو	سعد نے بلال	۱۵۳	۱۵	قاب	قاب
۸۳	۳	ہر ملک و دیار میں	ہر ملک و دیار میں	۱۵۴	۹	طلب کار	طلب کار
۸۳	۸	پہنچا گیا	پہنچائے گئے	۱۶۰	۱۸	خَفَضَتْ	خَفَضَتْ
۸۵	۱۶	عمو اندھے ہو گئے	عمو اندھے ہو گئے	۱۶۳	۸	حَاَزَرَا	حَاَزَرَا
۸۵	۱۶	صمو	صمو	۱۶۵	۴	بشارت ہے	تجربہ ہے
۸۷	۱۸	عائینو	عائینو	۱۶۹	۱۸	کرنے گئے	کر لے گئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۰	۱۶	نہیں چاہتے	نہیں جانتے	۲۰۹	۱۱	الشذوذ	الشذوذ
۱۶۶	۱۸	بندوں سے	بندوں کے	۲۰۹	۱۱	دغیرہ کے لئے	دغیرہ کے
۱۸۲	۱۶	متہم	منہم	۲۱۲	۴	مؤنث خطاب	مؤنث
۲۰۶	۱۲	اعلیٰ السویہ	علی السویہ	۲۱۶	۵	بار و صحاب	بار و صحاب
۲۰۸	۱۲	پس جب	پس جب کوئی	۲۲۱	۱۰	یہ زیادہ	وہ زیادہ
۲۰۸	۱۴	بوجب	موجب	۲۲۵	۶	باغ ارم	باغ ارم

قارئین کرام کی سہولت کیلئے متن اشعار قصیدہ شریفہ کے غلط نامہ کی فہرست الگ دی گئی ہے درستی فرمائیے

اعلاطنامہ متن قصیدہ برہ شریفہ

۲	۱۷	فِي الظُّلُمَاءِ	فِي الظُّلُمَاءِ	۷۱	۱۲	مِنْهُ	مِنْهُ
۷	۱۱	مِنْهُ	مِنْهُ	۷۴	۲	مِنْهُ	مِنْهُ
۱۸	۱۵	مِنْ التَّهَمِ	مِنْ التَّهَمِ	۹۰	۲	بِالْحَصَى	بِالْحَصَى
۲۰	۳	بَيْنَ يَدَيِ الشَّيْبِ	بَيْنَ يَدَيِ الشَّيْبِ	۱۰۴	۱۵	بِالْعَارِ	بِالْعَارِ
۴۴	۵	التَّقْلِينَ	ن کو دوسرے کے گریہ پر	۱۱۶	۱۲	وَذَاكَ	وَذَاكَ
۴۵	۷	قَوْلِ لَا	قَوْلِ لَا	۱۲۹	۳	وَهُوَ	وَهُوَ
۴۵	۷	مِنْهُ	مِنْهُ	۱۵۱	۱۶	سَرَى الْبَدْسُ	سَرَى الْبَدْسُ
۵۱	۱۲	لَدَيْهِ	لَدَيْهِ	۱۶۶	۸	مَكْفُولَةٌ	مَكْفُولَةٌ
۵۳	۱	مَعْنَاكَ	مَعْنَاكَ	۱۷۸	۱۲	مِنْهُ	مِنْهُ
۵۴	۲	فِيهِ	فِيهِ	۱۹۹	۱۲	مِنْهُ	مِنْهُ
۵۴	۲	غَيْرَ مُنْقَسِمٍ	غَيْرَ مُنْقَسِمٍ	۲۰۱	۱۲	مِنْهُ	مِنْهُ
۵۷	۵	عَنْهُ	عَنْهُ	۲۰۳	۱۶	مِنْهُ	مِنْهُ
۶۱	۴	رَفِيهِ	رَفِيهِ	۲۰۵	۱۶	مِنْهُ	مِنْهُ
۶۴	۸	رَفِيهِ	رَفِيهِ	۲۰۹	۲	إِذَا الْكَرِيمُ	إِذَا الْكَرِيمُ
۶۶	۱	شَسْ	شَسْ	۲۱۶	۲	عَلَى النَّبِيِّ	عَلَى النَّبِيِّ
۶۹	۸	تَلْقَاءَ	تَلْقَاءَ	۲۲۰	۸	يَا ذَا الْجُودِ	يَا ذَا الْجُودِ
۷۱	۱۲	مِنْهُ	مِنْهُ				

الْعَشَقُ نَارٌ يُحْرَقُ مَا سِوَاءَ اللَّهِ

سفر العشق

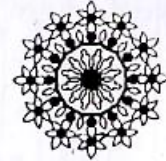
يَعْنِي قِصَّه

سید الملوک و بیع الجمال



مُصَنَّف:

عارف کامل حضرت میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ



زاویہ پبلشرز

8-C دربار مارکیٹ - لاہور

فون 042-7248657 فیکس 042-7112954

Mob: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466

Email: zaviapublishers@yahoo.com

